كنت كنزاً مخفياً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

الحمد للہ کہ اربع عناصر شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت و اصول و فروع تصوف
کلید کمالات روحانی منہاج منازل رجوع الی اللہ مصباح انوار الٰہیت رسالہ

از تصنیف جامع علوم معقول و منقول علامۂ حاوی فروع و اصول مولوی مفتی [illegible]

بستان معرفت

معروف بہ

اسرار حقیقت

[illegible]

حسب فرمایش تاجر ذیشان خادم کتب دین و ایمان جناب محمد حافظ خان
صاحب ابن جناب حافظ عبد الستار خان صاحب تاجر کتب چوک بازار لکھنو

مطبع عام مفید پریس لکھنو ڈالی گنج باہتمام محمد علی طبع شد

(حق تصنیف محفوظ ہے)

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com
Marfat.com

129598

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

خطبه

الحمد لله لا يعرفه الا هو والحمد لمن حمد بالوجود لمن مجد محمود ذاته كلهم صفاته النفس ليس بشئ الا ذاته ليس لذات بموجود الا صفاته العارف لا يعرفه من حيث العارف والصفة لا يتصفه كالواصف العارف دليل المعروف والصفة سبيل لموصوف ذاته محجوب فى الصفات وصفاته موصوف بالذات لا ينقص فى الخلق كماله الشر جلاله والخير جماله كثرته جماعة الوحدت وحدته خلاصة الكثرت لا ينفصل لشى ولا يزيد الا هو فعال لما يريد عدم الممكن واجب بفضله كل شى يرجع الى اصله انا لله وانا اليه راجعون سبحانه عما يصفون خلق الابناء ولم يلد جعل الاباء ولم يولد لا موروثه وهو خير الوارثين ليس بظلوم لانه ارحم الراحمين ٥ والنعت لمن هو نور من نوره والامر لمن هو مامور بامره هو الذي صوره احسن صور وتشكل البشر لزينة البشر والصلوة لمن يقال لقوله انه يقول فصل وما هو بالهزل والسلام على الذى شرع الشريعة بالطريقة طرق والطريقة فى تحقيق الحق الحقيقة بالمعرفة وعلى آله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين ٥

Marfat.com

Marfat.com

پس بعد حمد و نعت اذل خلائق ابوالعلا اسعید احمد ناطق ابن سید محمد عبد البصیر حضور مغفور
بلگرامی ثم لکھنوی عرض کرتا ہی کہ قبل ازین ایک رسالہ علم تصوف مین لکھ چکا ہون اگرچہ ایسے روحانی
اور باطنی معاملات کو الفاظ و عبارت سے بالکل تعلق نہین بلکہ محض قلب و مشاہدۂ دیدۂ دل سے
خصوصًا زبان اردو کسی طرح ان مضامین کی متحمل نہین ہوسکتی مگر ہان اولیاء اللہ کے تمام قوانین
اور دستور العمل کو اردو مین قلبند کرنا جسقدر ممکن تھا اوسیقدر مین نے کوشش کرکے وہ رسالہ
لکھا تھا لیکن افسوس ہی کہ ایک تو اوسکے نام نے خاص نظرون مین اوسکی وقعت نرکھی دوسرے
وہ غلط ایسی چھپی کہ الفاظ کا بدل جانا تو اوسکی ایک معمولی غلطی ہوئی بلکہ اوسکے اوراق تک ادھر سے
اودھر ہوگئے اور مطلب بالکل خبط ہوکر ساری کتاب مسخ ہوگئی اب مین اس بات پر تو شکر گذار تھا
کہ اوسکی لوح پر میرا نام مصنفون مین نہ تھا مگر یہ فکر ضرور رہی کہ کسی طرح دوبارہ اس حسرت کو نکالنا
چاہیے اور وہ نقش اول تھا جو کہ مٹگیا اب نقش ثانی ہونا چاہیے تاکہ اوس سے بہتر ہو اور جسقدر
مین چاہتا ہون اوسقدر نفع مسلمانون کو پہونچے حسن اتفاق سے ایسی کتاب کی ضرورت
محمد حافظ خان ابن حافظ عبد الستار خان صاحب کو محسوس ہوئی اوس زمانہ مین مین
اجمیر شریف مین حاضر باش تھا اور چھ ماہ گزرنیکے بعد میری واپسی کا زمانہ قریب تھا کہ محمد حافظ خان
صاحب مذکور الصدر کا محبت نامہ پہونچا چنانچہ جب مین وہان سے واپس ہوا تو اس کتاب کو
شروع کیا اور گو میری معلومات نہ پہلے اسی قابل تھی نہ اب ہی مگر یہ ضرور ہی کہ پہلی کتاب کے زمانہ سے
بہت زیادہ اب میرے خیالات و معلومات مین وسعت ہوگئی ہی مین امید کرتا ہون خدا تعالی
[illegible]ری اس ناچیز کتاب کو قبول فرمائیگا کیونکہ مین دل و جان سے مسلمانون کو باطنی فوائد پہونچانا
چاہتا ہون اور اس سے میرا مقصود دولت کمانا نہین تو اس سے میرا ناصر [illegible]
شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کی [illegible] حقیقت و [illegible]
گا داور اہل باطن [illegible] اور ایسے تمام اصول و قواعد [illegible]
انسان انسان کامل [illegible] سکے اور ظاہر سے باطن کی طرف پہونچ سکے [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

کمالات حاصل کرسکے اور وہ تمام کرامات و خوارق عادات دکھاسکے جو اولیاء اللہ سے سرزد ہوئے ہین اور تمام مقاصد دینی و دنیوی مین خود کامیاب ہوسکے اور دوسرون کو بھی نفع پہونچاسکے اور دیگر مذاہب کے صوفیون اشراقیون اور مسمریزم و ہپناٹزم اور میگناٹزم وغیرہ ہیچ سمجھ سکے اور اونکو رد کرسکے اور اشاعت اسلام کے مفہوم حقیقی تک پہونچ سکے بلکہ خود اوس کا رکن بن سکے اور خدائے تعالی کی قربت حاصل کرسکے اور تمام اشیا کی حقیقت کا علم اور خدا کی معرفت کا حصول ہوسکے اور انسانی زندگی کا ماحصل معلوم کرکے اوس پر عمل کرسکے اور دنیا مین اگر سچی خوشی کسی طرح ہوسکتی ہی تو وہ لے سکے اور غیر فانی مستقل لذت پاسکے مین نے اون رازون کو پوشیدہ نہین رکھا ہی جو سینہ تک محدود رہتے ہین اور اون باطنی معاملات کے بیان کرنے مین آخر وقت تک ہمت نہین ہارا ہون جنکا سب سے بڑا بیان کرنے والا ایک گونگے سے زیادہ قوت اظہار نہین رکھتا مین خدا سے امید کرتا ہون کہ میرا دلی اثر ناظرین پر اون معاملات روحانی مین ضرور پڑیگا جنکو جان ہار کوشش سے نقش کالحجر کردینا چاہتا ہون اگر خدا نے چاہا تو میری اس تحریر مین تقریر سے بھی زیادہ تاثیر ہوگی کیونکہ مین زبان و قلم کے بجائے دل و جان سے کام لینا چاہتا ہون اور خدا سے پوری پوری مدد مانگتا ہون اور صرف اوسکی ذات پر پورا پورا بھروسا کرتا ہون وما توفیقی الا باللہ العلی العلیم وحسبی اللہ ونعم الوکیل

تقسیم ابواب و فصول

چونکہ آسانی کے لیے نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کے تمام مضامین کی تفصیل و تقسیم کردی جائے اسلیے بہتر ہوگا اگر اس کتاب کے چار ابواب قرار دیے جائین باب اول شریعت باب دوم طریقت باب سوم حقیقت باب چہارم معرفت

باب اول شریعت مین ۵ فصلین ہین	باب دوم طریقت مین ۱۳ فصلین ہین
باب سوم حقیقت مین ۱۳ فصلین ہین	باب چہارم معرفت مین ۷ فصلین ہین

Marfat.com

Marfat.com

فہرست ابواب و فصول متعلقۂ کتاب ہذا

باب اول شریعت

۵ فصول

فصل اول ضرورت قانون شریعت ......
فصل دوم مفہوم و مقصود شریعت ......
فصل سوم کمال شریعت ......
فصل چہارم رموز و نکات شریعت ......
فصل پنجم استثنائی شریعت

باب دوم در طریقت

۳۰ فصول

فصل ۱ ابتداء طریقت و حالات طریقت
فصل ۲ ضرورت رہنماء طریقت بہ سوئے طریقت
فصل ۳ اصول و قواعد طریقت
فصل ۴ آداب طریقت
فصل ۵ پرہیز و اغذیہ اہل طریقت
فصل ۶ پیر و رہنمای طریقت
فصل ۷ اختلاف طریقت
فصل ۸ منازل و مدارج طریقت
فصل ۹ اقسام اہل طریقت
فصل ۱۰ عہدہائے اہل طریقت
فصل ۱۱ انجام و نتیجہ طریقت
فصل ۱۲ منتہای طریقت
فصل ۱۳ ذکر و شغل وغیرہ
فصل ۱۴ فکر
فصل ۱۵ مراقبہ و توجہ وغیرہ
فصل ۱۶ کشف و الہام وغیرہ
فصل ۱۷ قبض و بسط
فصل ۱۸ مشاہدہ
فصل ۱۹ کیفیت و حال و وجدان وغیرہ
فصل ۲۰ تصفیۂ قلب و روشن ضمیری وغیرہ
فصل ۲۱ تزکیۂ نفس
فصل ۲۲ سلوک و جذب
فصل ۲۳ وساوس و خطرات وغیرہ
فصل ۲۴ علم غیب
فصل ۲۵ طی الارض
فصل ۲۶ سلب امراض
فصل ۲۷ تسخیر ناس
فصل ۲۸ [illegible]
فصل ۲۹ قبولیت دعا و کشف القبور
فصل ۳۰ نسبت بزرگان و زیارت بزرگان

Marfat.com

باب سوم در حقیقت

۳۱ فصول

فصل ۱ اصول حقیقت
فصل ۲ اسرار حقیقت
فصل ۳ حقیقت باری تعالی
فصل ۴ حقیقت انسان
فصل ۵ حقیقت عالم اسباب
فصل ۶ حقیقت عالم ناسوت عالم لاہوت عالم ملکوت عالم جبروت
فصل ۷ حقیقت عالم ظاہر
فصل ۸ حقیقت عالم تعینات واسماء
فصل ۹ حقیقت عالم امکان
فصل ۱۰ حقیقت دنیا وعقبیٰ
فصل ۱۱ حقیقت عالم برزخ
فصل ۱۲ حقیقت عالم باطن
فصل ۱۳ حقیقت عالم مثال
فصل ۱۴ حقیقت عالم حیرت
فصل ۱۵ حقیقت عالم رؤیا
فصل ۱۶ حقیقت عالم ارواح
فصل ۱۷ حقیقت روح
فصل ۱۸ حقیقت عالم ہو
فصل ۱۹ حقیقت عشق
فصل ۲۰ حقیقت حسن
فصل ۲۱ حقیقت وحدت الوجود
فصل ۲۲ حقیقت وحدت الشہود
فصل ۲۳ حقیقت وحدت کثرت
فصل ۲۴ حقیقت جمال
فصل ۲۵ حقیقت جلال
فصل ۲۶ حقیقت ذات وصفت
فصل ۲۷ حقیقت حجابات
فصل ۲۸ حقیقت علم الیقین عین الیقین حق الیقین
فصل ۲۹ مراتب فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ
فصل ۳۰ حقیقۃ الحقائق
فصل ۳۱ منتہائی حقیقت

باب چہارم معرفت

۶ فصول

فصل اول عرفان ذات باری ......
فصل دوم عرفان ذات خود ......
فصل سوم علامت عرفان ......
فصل چہارم حالت عرفان ......
فصل پنجم اقسام عارفان ......
فصل ششم منتہای عرفان ......

Marfat.com

Marfat.com

باب اول شریعت

فصل اول ضرورت شریعت

شریعت کے اصول وارکان تو مشہور ہین اور دینیات کی کتابون مین صاف صاف درج ہین لہذا اونکے لکھنے کی یہان ضرورت نہین مگر صرف اسقدر کہ خدا و رسول کے احکام و اوامر پر عمل کرنا ورنواہی کو ترک کردینا پابندی شریعت ہے اوران تمام اوامر و نواہی کو ترتیب وار صاف صاف جن کتابون مین قرآن وحدیث سے لیکر لکھا ہے اونکو فقہ کی کتابین کہتے ہین چنانچہ بڑے فقیہ بلکہ موجد فقہ یا امام فقہ جنکو مجتہد بھی کہتے ہین چار گذرے ہین حضرت امام اعظم رح ابو حنیفہ حضرت امام شافعی رح حضرت امام مالک رح حضرت امام احمد حنبل رح جو شخص تصوف مین قدم رکھے یعنی طریقت کے راستے پر آئے اوسکو اول لازم ہے کہ ان چارون امامون مین سے کسی امام کا پیرو ہو کر پابند شریعت ہوجائے بہتر ہوگا اگر حنفی یا شافعی ہو کیونکہ ان دونون مجتہدون کی پیروی مین بہت زیادہ اولیا کاملین گذرے ہین اور یہ خود بھی صوفی تھے ۔

پابندی شریعت سے صرف یہی مراد نہین ہے کہ نماز و روزہ حج و زکوۃ ادا کرکے سبکدوش ہوجائے بلکہ یہ مقصد ہے کہ شریعت کی دونون شاخون یعنی عبادات و معاملات کے ہر جز کا عامل ہو شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ عبادات مین تو علاوہ فرائض و واجبات اور سنن کے نوافل و مستحبات پر بھی عمل کرے اور علاوہ افعال حرام کے مکروہات سے بھی پرہیز کرے اور معاملات مین کوئی حق کسی غیر کا نہ حاصل کرے اور کسی عہد و پیمان کے خلاف کرے اور اپنے مال مین سے اقربا و یتیمون او محتاجون کو دیتا رہے اور خلق عام سے کام لے اور ہر ایک شخص سے اچھا برتاؤ رکھے یہی امور ہین جنپر عمل کرنے کو پابندی شریعت کہتے ہین لہذا ... تصوف مین قدم رکھنا ہو وہ اول پابند شریعت ہو اور جہان تک ممکن ہو کوئی جز شریعت کا باقی نہ رہے اگر کوئی معقول عذر ہو تو اوسکی وجہ سے مجبوری ہے ورنہ کسی طرح نوافل و مستحبات کے بھی ادا کرنے ...

Marfat.com

Marfat.com

کوتاہی نکرے بلکہ فرض سمجھ لے ۔ یہ تو مقدار شریعت ہوئی یعنی اسقدر پابند شریعت ہو اب رہا یہ امر کہ شریعت کی کیا ضرورت ہی تو اب ہم اس بیان کو دو حصون پر منقسم کرتے ہین اول یہ کہ دنیا مین شریعت کی کیا ضرورت ہی دوسرے تصوف مین قدم رکھنے والے صاحب طریقت کو شریعت کی کیا ضرورت ہی ۔ پہلی صورت کہ دنیا مین ضرورت شریعت کیا ہی اور کیون ہے اسکی مجمل کیفیت یہ ہی کہ تمام دنیا کے آدمی مختلف مزاج اور مختلف خیال کے ہوتے ہین اور سب کے سب کچھ نہ کچھ اغراض وضروریات دنیوی رکھتے ہین خواہ وہ ضروریات فطری ہون یا فطری ضروریات کے حواشی ہون تو جب اہل غرض ہون گے اور اپنی غرضون اور خواہشون کے پورے کرنے مین کوشان ہونگے تو بسبب اختلاف طبائع و مزاج لازم ہی کہ ایک کو دوسرے سے پہونچے اور جب تمام اہل دنیا آپس مین ایک دوسرے کو نقصان پہونچانے سے پرہیز نہ کرینگے تو ضرور ہی کہ فساد اور نقص امن وراحت واقع ہو جب فتنہ و فساد پھیلیگا تو سب کے عیش و آرام ہی مین نہین بلکہ زندگی مین خلل پڑیگا اور دنیا مین بسنا مشکل ہو جائیگا اسکا انجام یہ ہوگا کہ قوت اور غلبہ رکھنے والے کمزورون کو فنا کردین گے اور چونکہ ہر ایک شخص مین غالبیت اور مغلوبیت کا مادہ ہی لہذا آخر مین کوئی نہ باقی رہیگا چنانچہ جب دو بہادر برابر کے آپس مین لڑتے ہین تو دونون مرجاتے ہین غرضکہ تمام اہل دنیا اپنے ہاتھون نیست ونابود ہو جانیکا مادہ رکھتے ہین چنانچہ فرشتے انسان کے اس مادہ سے واقف تھے اونھون نے آفرینش آدم کے قبل ہی یہ کہدیا تھا کہ یسفک الدماء خونریزی کرینگے ویفسدون فی الارض زمین پر فساد پھیلائین گے مگر خدا نے اسکا جواب مجملاً تو یہ دیا تھا انی اعلم مالا تعلمون یعنی ہم جانتے ہین جو کہ تم نہین جانتے ہو مطلب اس فرمان کا یہ تھا کہ ہم اسکی تدبیرین جانتے ہین اور اوسکا علم تمکو ابھی نہین ہی اور وہ تدبیر یہی ہی کہ ایک ایسا قانون بنادیا جائیگا جسکی پابندی کی وجہ سے یہ فساد اور خونریزی دفع ہوتی رہیگی وہ قانون اس ایک جملہ مین ہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی خدا اور رسول اور اپنے بادشاہ کی اطاعت کرو یہ امر لازم تھا کہ ایک سچی اور لازوال قوت جبروتی

Marfat.com

Marfat.com

جو غالب علی کل غالب ہے وہ اپنا انقارہ لمن الملک بجاے سبکے ہاتھ مین جزا و سزا ہوا اور جسکے
زبردست اور باجاہ وجلال خوف سے ہر شخص محکوم ومغلوب ہو کر کسیکو ضرر نہ پہونچا سکے
یہان تک کہ اپنی ذات کو بھی اور اگر پہونچاے تو سخت سزا پاے اسیکے لیے لازم تھا کہ یہ قانون
کسی عامل کے ہاتھ سے دنیا مین پہونچایا جاے اوس عامل کو اصطلاح مین رسول و نبی کہتے ہین یہ
یہ تو باطنی حکومت تھی اب ظاہری حکومت بھی اون لوگون کے واسطے ہونی چاہیے جو صرف
ظاہر پرست ہین چنانچہ اونکے واسطے بادشاہ کی اطاعت ہی جو کہ اپنے قانون پر ہر ایک کو
مجبور کر سکتا ہی کہ اوسکے احکام کا پابند رہے اور یہ شاہی حکومت بھی ابتدا مین اہل ملک یعنی
رعایا ہی کے انتخاب سے ہمیشہ قائم ہوتی رہی تمام ملک نے یا ملک کے عقلمند لوگون نے جسکو
اس قابل دیکھا اوسے بادشاہ بنالیا اور سارے ملک کو مجبوراً اوسکا پابند ہونا پڑا اور جسکو بادشاہ
ظالم وبے انصاف پایا معزول کر کے دوسرا بادشاہ کر دیا یہ اصول اب تک دنیا مین موجود ہی
یہ سب انتظام امن وامان کے لیے ہی اور فرشتون کے اُس اعتراض کا جواب ہے ــــ
تو اب دنیا مین شریعت کی پابندی کا ضروری ہونا ثابت ہو گیا رہا یہ امر کہ طریقت مین اسکی
کیا ضرورت ہی ایک موٹی سی بات ہی کہ جب کوئی بندۂ خدا اپنے خدا سے ملنے کو چلیگا تو اوسکی
اوسکے تمام احکام کو کیا بالای طاق رکھدیگا اور کیا کوئی شخص یہ امید کر سکتا ہی کہ جس شاہ کے
حکم ومرضی کے خلاف جو شخص کریگا وہ پھر بھی اپنے بادشاہ سے ملاقات کر سکیگا اور پھر ملاقات
بھی کسی خوشنودی کے ساتھ غیر ممکن ہی کہ خدا اوس بندہ سے خوش ہو جو اوسکی مرضی اور حکم کے
خلاف ہو اور یہ بات بھی ہی کہ جسکو جسکی محبت ہوگی وہ سب سے زیادہ اوسکے حکم کا پابند ہوگا
اور اہل طریقت اونھین لوگون کو کہتے ہین جو خدا سے مُحبت رکھتے ہون اور وصل چاہتے

فصل دوم
مقصود ومفہوم شریعت

شریعت کے قانون کے مقصود اصلی دو ہین ایک ... تخلیق وآفرینش سے ہی وہ عمدہ اصول سے ہوا ارشاد اوسکا حدیث
قدسی سے ظاہر ہے احببت ان اعرف فخلقت الخلق یعنی مین نے پسند کیا کہ مین پہچانا جاؤن

Marfat.com

Marfat.com

لہٰذا مین نے خلق کو پیدا کیا - اور اس آیة سے بھی واضح ہوتا ہی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی ہمنے جن اور بشر کو سواے عبادت کے اور کسی کام کے لیے نہین پیدا کیا بظاہر عرفان اور عبادت دو لفظ مین علیحدہ علیحدہ ہین مگر اصل مین یہ دونون ایک دوسرے سے خاص طور پر متعلق ہین جسکا بیان باب معرفت مین آئیگا مگر یہان اتنا ظاہر کرنا ضرور ہی کہ عرفان بغیر عبادت کے ممکن نہین یا یون کہا جائے کہ اگر کوئی ذریعہ عرفان کا ہے تو وہ عبادت ہی چنانچہ عرفان کے لیے اول یقین لازم ہی اور یقین کی بابت ارشاد ہوتا ہی واعبد ربك حتی یاتیك الیقین یعنی اپنے رب کی اسقدر عبادت کے کہ درجہ یقین حاصل ہو اسکی پوری شرح مباحث یقین مین آئیگی دوسرا مقصود شریعت کا یہ ہے کہ تمام مخلوق خصوصاً انسان آپس مین ایک دوسرے کو نقصان نہ پہونچائین بلکہ فائدہ اور ہمدردی یہ دونون مطلب شریعت پر عمل کرنیسے بخوبی پورے ہو سکتے ہین تمام مسائل کا ثبوت دینے کے لیے تو ایک ضخیم کتاب چاہیئے مگر مثالاً چند مسئلے لکھے جاتے ہین نماز سے دونون مقصود استخراج نکلتے ہین کہ درحقیقت نماز مومن کی معراج ہی قربت خدا حاصل ہوتی ہی اور قربت جسقدر زیادہ ہوتی جائیگی اوسیقدر عرفان بڑھتا جائیگا چنانچہ جسقدر دوری کسی چیز سے ہوگی اوسیقدر اوسکی شناخت مین مشکل ہوگی اور نماز مین خدا سے مکالمہ اور مخاطبت رہتی ہی تو اسطرح عرفان کا راستہ ملتا ہی اب رہا دوسرا مقصود یعنی خلق عام اسکی نقلی دلیل یہ ہی کہ خدا فرماتا ہے ان الصلوٰة تنھی عن الفحشاء والمنکر الآیہ یعنی بیشک نماز برے کامون سے روکتی ہے جنسے خلق اللہ کو آزار پہونچتا ہی علاوہ نماز کی فرضیت کے جماعت سنت موکدہ ہے اس مین بھی مصلحت یہ ہے کہ مسلمانون کا پانچ وقت ایک جگہ مجمع رہے خصوصاً وہ جگہ جو اوسی محلہ مین ہو یعنی محلہ کی مسجد مین تو اوس سے ہر ایک محلہ کے تمام مسلمان ایک جگہ جب پانچ مرتبہ ہر روز جمع ہوا کرینگے تو ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہونگے اور پھر خواہ مخواہ ہمدردی کرینگے اور شادی وغمی مین شریک ہونیکا موقع ملیگا پھر آٹھوین روز تمام شہر کے لوگ ایک جگہ جمع ہون یعنی جمعہ مسجد مین پھر اضلاع کے لوگ سال بھر مین دو مرتبہ یکجا ہون یعنی عیدین مین بمقام عیدگاہ

Marfat.com

پھر تمام عمر مین مختلف ممالک کے لوگ ایک جگھہ جمع ہوتے ہین یعنی حج مین غرض انھین دونون اصول پر کہ خدا کی معرفت ہو اور آپسمین سب مسلمان رشتہ اخوۃ قائم رکھین تمام مسائل شریعت مبنی ہین چنانچہ خدائے تعالی اس اتفاق اور اخوۃ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا ترجمہ اور اللہ کی رسی مضبوط پکڑو سب ملکر اور آپسمین متفرق ہو اور یاد کرو خدا کی اس نعمت کو کہ جب تم آپسمین ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر تمہارے دلون مین محبت ڈالی پھر شرع محمدی کے اصول سے آپس مین بھائی بھائی ہوگئے

فصل سوم
کمال و انتہائے شریعت

جب کہ پابندی شریعت مین کمال ہوجائے اوسوقت یہ سمجھ لینا چاہئے کہ طریقت مین قدم رکھنے کے قابل ہوا اور اگر نہ بھی سمجھے تو بھی خودبخود وہ طریقت کی پہلی سیڑھی پر پہونچگیا عام اس سے کہ وہ اوس منزل کو جانے یا نہ جانے کیونکہ شریعت کا جو مقام یا جو منزل آخری ہے وہی مقام طریقت کی منزل اول ہے لیکن اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ منتہائے شریعت یا کمال شریعت کی کیا شناخت ہو اور کیونکر معلوم ہو کہ شریعت کی آخری منزل بھی ہوگئی اور طریقت کی اول منزل پر پہونچگیا اسکی علامتین یہ ہین کہ عبادت مین لذت پیدا ہو اور ایسی لذت کہ اس سے پہلے اسکو کسی دنیوی امر مین ایسی لذت نصیب نہوئی ہو اور عبادت کو فرض و ضروری یعنی حکم حاکم سمجھکر نہ کرتا ہو بلکہ ذوق و شوق کے ساتھہ چنانچہ اگر کوئی فعل سنت یا مستحب رہجائے خواہ کسی عذر یا مجبوری کیوجہ سے تو اوسکا روحانی صدمہ ہو اور یہ معلوم ہو کہ ایک نقصان شدید ہوا جیسا کہ غریب دنیادار کے یہان چوری ہوجانے اوسکو صدمہ ہوتا ہے اور دوسری شناخت کمال شریعت کی یہ ہے کہ قلب مین رقت ہو یعنی بحالت عبادت خودبخود رویا کرتا ہو حالانکہ کوئی امر غمناک [illegible] یا [illegible] دنیوی یا دنیوی نہو یہ معلوم ہو کہ سوای تاثیر عبادت کے اور کوئی اوسکا نہین رولاتی ہے یہانتک کہ خوف خدا یا ترس عذاب آخرت کا رونا نہو بلکہ یہ رونا بظاہر بلاوجہ ہوتا ہے اور یہ باطن محض اثر عبادت ہوتا ہے

Marfat.com

Marfat.com

تیسری علامت یہ ہے کہ بزرگون خصوصاً جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بحالت خواب وبحالت عالم رویا چند در چند مرتبہ ہو گئی ہو چوتھی علامت یہ ہی مزاج کی سختی اور شقاوت اور ورود نفسانی خواہش جو سب سے زیادہ اوسمین ہو وہ کم ہو گئی ہو (کیونکہ بالکل نہ ہونا بحالت طریقت ممکن ہی) پانچوین علامت یہ ہے کہ تعلقات دنیوی سے دم گھبرانے لگا ہو اور رفتہ رفتہ اُن تعلقات کو کم کرتا جاتا ہو

فصل چہارم
رموز ونکات حکمت شریعت

شریعت دراصل ایک قانون ہے جو خدا کا بنایا ہوا ہے مگر عمل درآمد کرانے والے اوس قانون کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور انھین کے ہاتھون سے یہ قانون اشاعت پذیر ہوا ہے اسکی کتابین قرآن واحادیث ہین اوران کتابون کے شارح ائمہ مجتہدین ومفسرین اور وہ محدثین ہین جنھون نے احادیث کی شرح کی ہے اصل منشأ تو اس قانون کا وہی ہے جو ہمنے فصل اول ودوم مین اوپر بیان کیا ہے مگر اس مین رموز ونکات بہت ہین بلکہ عقل سلیم اور فکر قوی یہ کہتی ہی کہ اس قانون کے ہر ادنی حکم مین بہت راز اور نکتے ہین انکا علم اوس شخص کو ہوسکتا ہے جو شریعت وطریقت کو طی کرکے منزل حقیقت مین پہونچ چکا ہو بلکہ جب تک دائرۂ شریعت مین ہے اوسوقت تک یہ اختیار بھی نہین ہے کہ وجوہ واسباب احکام دریافت کرے نہ پوچھنے سے معلوم ہوتے ہین بلکہ جب منزل حقیقت مین پہونچکر ایسی عقل ہوجاتی ہے کہ ہر شے کی حقیقت اوسپر منکشف ہوجاتی ہے تو مسائل شرع کے راز اور نکات بھی معلوم ہوجاتے ہین جب تک اس درجہ پر عقل نہ پہونچ جائے اگر کوئی بتادے اور سمجھائے جب بھی نہ سمجھ مین آئے چنانچہ ایسی حالت مین آنحضرت صلعم سے جس کسی نے ایسا سوال کیا ہے اوسکا جواب یہی ملا ہے کہ اللہ اس بات کو جانتا ہے تم نہین سمجھ سکتے اور تمکو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے جیساکہ اس آیت سے ظاہر ہے یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اسلیے نہ کسی پابند شریعت کو یہ جائز ہے کہ وجوہ ورموز شریعت دریافت کرے یا غور کرے نہ جاننے والیکو جائز ہے کہ وہ عوام پر اون رازون کا انکشاف کرے

Marfat.com
Marfat.com

جو کہ رازہائے شریعت درحقیقت اسرار حقیقت ہین جب اہل حقیقت ان رازون کو معلوم کرلیتے ہین تو وہ زیادہ پابند شریعت ہوجاتے ہین کیونکہ وہ رموز اور مصلحتین بہت عجیب اور لذیذ ہین یا بسبب کیفیت وجذب اس قابل نہین رہتے کہ احکام شرع پر بحال رہ سکین اوران کیفیات وجذبات کی تشریح آیندہ صفحون مین انشاءاللہ تعالی ہو گی۔

فصل پنجم
استثنائی شریعت

شریعت سے کوئی عاقل بالغ مستثنے نہین ہے یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ادنی درویش تک اور دنیادار کا تو ذکر ہی نہین اور یہی حکم شریعت ہے چنانچہ جو شخص عالم و عامل شریعت ہے شیطان اوس سے مقابلہ نہین کرسکتا اور کبھی غالب نہین آسکتا بلکہ ایک حدیث مین ہے کہ شیطان پر ہزار زاہد بھاری نہین ہین ایک عالم بھاری ہے یعنی عالم سے مقابلہ کرنا شیطان کو بہت مشکل ہے بلکہ خود شیطان کا قول ہے کہ خدا کے مخلص بندون کو مین نہ بہکاؤن گا اس سے یہ غرض نہین ہے کہ شیطان اپنی طرف سے اونکو چھوڑ دینے کا وعدہ کرتا ہے بلکہ وہ مجبور ہے کہ خدا کے خالص بندون کو وہ بہکا ہی نہین سکتا اور اونسے ڈرتا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ سے اوسکا ڈرنا مشہور ہے اور علاوہ اونکے تمام اولیاءاللہ سے ڈرتا ہے ابتدا مین یا درمیان مین انھین لوگون کے بہکانے کی زیادہ کوشش کرتا ہے کیونکہ اوسوقت تک اونکا مخلصون مین شمار نہین ہوتا ہے گویا وہ خلوص انھین پیدا نہین ہوتا ہے چنانچہ ایکمرتبہ جناب غوث پاک حضرت غوث الاعظمؓ کو حالت عبادت مین ایک روشنی نظر آئی آپکو یہ خیال ہوا کہ کلام خدا کی برکت ہے اور یہ روشنی نور ہے اور مجھپر اسوقت اسکے مشاہدہ کے لیے خدا نے حجاب اوٹھادیا ہے مگر یہ دہوکا تھا کیونکہ شیطان نے اس روشنی کو بنایا تھا اور اوسکا منشا تھا کہ اسکے ذریعہ سے آپکو فریب دے چنانچہ نورمصنوعی مین حاضر ہوا اور کہا کہ اے میرے خالص بندے تونے خوب عبادت کی تیری عبادت قبول کی اور اسکے صلہ مین تجھسے تکالیف شرع اوٹھائے لیتا ہون اور معاف کرتا ہون پہلے تو آپ خاموش رہے مگر جب شرع کے معافی کا پروانہ ملا یا مستثنے قرار دیے گئے

تو آپ نے اپنے دل مین کہا کہ علم شرع نے مجکو یہ بات اول ہی بتادی ہے کہ کوئی شخص شریعت سے مستثنے نہین ہے یہانتک کہ آنحضرت صلعم پر بھی احکام شرع معاف نہین ہوے اور اونسے بڑھکر کوئی مقبول نہین ہوسکتا میری کیا حقیقت ہے یہ یاد آیا تو آپ سمجھ گئے کہ یہ شیطان ہے فرشتہ نہین ہے فوراً آپنے لاحول پڑھی اور شیطان کافور ہوگیا تو دراصل عبادت واحکام شرع سے کوئی مستثنے نہین ہے مگر بعض فقرا بظاہر پابند شرع نہین پائے گئے اسلیے جہلا کو دھوکہ ہوتا ہے مین اس مقام پر انشاء اللہ تعالی اسکو صاف کیے دیتا ہون یہ فقرا جو عبادت کرتے ہوے نہین پائے جاتے یا بعض امور خلاف شرع کرتے ہین اُنکی اندرونی حالت یہ ہے کہ بعض تو اونمین سے بہ باطن پابند شریعت ہین اور بعض اس قابل نہین کہ سب احکام ادا کرسکین چنانچہ مجذوب تو اس قابل مطلق نہین رہتے کہ وہ کچھ اپنے ارادے سے کرین اونکا شمار عاقلان دنیوی مین نہین اسلیے وہ مجبور ہین جیساکہ بلاتشبیہ مجنون پر حکم شرع نہین اب رہے سالک مجذوب اور مجذوب سالک تو ان مین سے بعض ایسے اوقات اور ایسے مقام پر فرائض کو جاکے ادا کرتے ہین کہ اونکو کوئی نہین دیکھتا جیساکہ حاجی وارث علی شاہ صاحب کہ وہ اکثر کعبۃ اللہ یا مدینۃ الاولیا[عہ] مین نماز پڑھا کرتے تھے ناواقفون کو یہ خیال تھا کہ وہ تارک الصلوۃ تھے دوسری قسم کے وہ درویش ہین جو بظاہر تو ہوش وحواس مین ہین کہاتے پیتے بات چیت ٹھیک کرتے ہین مگر مغلوب الحال ایسے ہوگئے ہین کہ جب نماز مین کھڑے ہوتے ہین تو ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ ہوش مین نہین رہتے چونکہ اونکو یہ اندیشہ رہتا ہے کہ دوسرون کی نماز بھی خراب جاتی ہی اسلیے وہ جماعت مین بھی نہین آتے بلکہ نماز تک سے مجبور ہین مگر یاد خدا ہر وقت دل مین کبھی سوتے جاگتے عبادت سے غافل نہین رہتے اب رہے وہ لوگ جو بظاہر خلاف شرع امور کرتے ہین یعنی نشہ وغیرہ استعمال کرتے ہین اوسکی اصل وحقیقت ایک یہ ہے کہ وہ لوگ اتنا ظرف نہین رکھتے کہ پے درپے مشاہدات کا تحمل کرسکین لہذا وہ کوئی نشہ استعمال کرلیتے ہین تاکہ حجاب ہوجای

عہ مدینۃ الاولیا ایک شہر ہے جہان صرف اولیاء اللہ رہ سکتے ہین اور کوئی اُس شہر کو جانتا بھی نہین ۱۲

Marfat.com

کیونکہ نشہ مین کوئی مشاہدہ ہونا غیر ممکن ہے اتنے عرصے مین وہ دم لے لیتے ہین اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ نشہ دراصل نشہ نہین ہوتا مثلاً شراب حقیقت مین شراب نہین ہوتی مگر اُن لوگون کو دکھانے کے لیے جو اونھین فقیر سمجھکر دق کرتے ہین اوسکا استعمال کرتے ہین تاکہ ایک نشہ باز آدمی سمجھکر اوسکے پاس نہ آئین بعض بنے ہوے فقیر بھی وہ سب حرکات کرتے رہتے ہین جو کسی ضرورت یا مصلحت سے اگلے فقرا کیا کرتے تھے مگر ایسے لوگ جو حجاب کے واسطے ضرورتاً نشہ استعمال کرتے ہین اونکا مرتبہ سالکون مین کچھ نہین ہے اور مولانا حافظ شیرازی رح جو شرابی مشہور ہین یہ غلط ہے وہ ہرگز شراب نہ پیتے تھے نہ کبھی اونھون نے کوئی نشہ استعمال کیا البتہ بحالت جذب اونکی عمر زیادہ گذری کیونکہ وہ مجذوب سالک تھے افعال مکروہات مین سے ایک حقہ بھی ہے اوسکو بعض فقرا پیتے ہین اور بعض ایسا پرہیز کرتے ہین جیسا کہ حرام شرع کی رو سے تو یہ مکروہ ضرور ہے اور باطناً یہ بھی مشہور ہے کہ حقہ پینے والا آنحضرت صلعم کی صحبت مین شریک نہین ہوسکتا البتہ حقہ پینے والون کو زیارت خواب مین ہوتی ہے گو بدقت ہوتی ہے مگر جو لوگ کسی ضرورت سے حقہ پیتے ہین اونکے لیے یہ حکم نہین ہے

باب دوم طریقت

فصل اول
ابتدائی طریقت وحالات طریقت

ابتداے طریقت کا پہلا زینہ تو وہی ہے جو آخری منزل شریعت کی ہے جسکا ذکر اوپر بیان کرچکے ہین مگر علاوہ اسکے اور بہت سے امور جو کہ ابتدا مین ضروری معلوم ہوتے ہین اس فصل مین بیان کرتا ہون چنانچہ پہلی بات واسطے مبتدی کے لیے یہ ہے کہ مرشد تلاش کرے ہر چند کہ اصل مین ہدایت خدا کی طرف سے ہوتی ہے مگر چونکہ یہ عالم عالم اسباب ہے لہذا رہنماے ظاہری کا ہونا چاہیے [illegible] چند شرائط ہین اول یہ کہ مرشد جو صاحب سلسلہ ہو یعنی کسی کا مرید بلکہ خلیفہ ہوا ہو اسکو اجازت ہو کہ وہ مرید کرسکے دوسری شرط یہ ہے کہ [illegible] عالم [illegible] و [illegible] عامل [illegible]

بذات خود صاحب قوت وصاحب باطن ہو مگر چونکہ یہ دریافت کرنا بہت مشکل ہے کہ کوئی درویش
صاحب باطن ہے یا نہین ہی چنانچہ یہ مثل مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد اسلیے صرف یہ کافی ہی
کہ اوسکو خلافت اپنے مرشد سے حاصل ہو چکی ہو تیسری شرط یہ ہے کہ جب اوس سے بیعت کرنیکا
قصد ہو تو اوس زمانہ مین وہ سلوک مین ہو ورنہ اگر بحالت جذب ہوگا تو ہدایت نہ کرسکیگا چوتھی
شرط یہ ہے کہ اوس پر عقیدہ ہو اور اگر محبت ہو تو زیادہ بہتر ہے پانچوین شرط یہ ہے کہ خلافت
حاصل ہونیکے بعد سے کبھی خلاف شریعت وطریقت کوئی امر ایسا نکیا ہو جو قطعی ممنوع ہے چنانچہ
ایسے لوگون سے بیعت کرنا جائز نہین ہے جو کہ نشہ وغیرہ استعمال کرتے رہتے ہین یا بسبب جذب کے
برہنہ رہتے ہین صرف یہ پانچ شرطین ہین علاوہ انکے اور کسی شرط کی ضرورت نہین ہے چنانچہ
جو لوگ ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ صاحب کرامت فقیر ہو تو اوسکے مرید ہون یہ سراسر غلطی ہے
کیونکہ کرامت دراصل کوئی چیز نہین ہے بہت آدمی ایسے ہین جو ایسے افعال مثل شعبدہ وسحر وسمریزم
وغیرہ کے کرتے رہتے ہین جسکو جہلا کرامت سمجھتے ہین یہانتک کہ بعض گمراہون نے ایسے شعبدات
آڑمین دعوائی فقیری کیا اور بہت آدمیون کو گمراہ کیا اور لوٹا یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ کاملین
کوئی تماشے نہین دکھاتے وہ کوئی بازی گر معاذاللہ نہین ہوتے اور نہ اونکو یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ
اونکے مرید یا معتقد ہون بلکہ وہ ایک گوشے مین بحالت گمنامی بسر کرلینا چاہتے ہین حالانکہ
وہ پھر پوشیدہ نہین رہتے کیونکہ اللہ کو منظور ہوتا ہے کہ لوگ اونسے ہدایت پائین اور فوائد
اوٹھائین اور وہ لوگ جو کہ اہل اللہ ہوتے ہین اپنے آپکو بالکل ناچیز بتاتے ہین چنانچہ دو خاص علامتین
جو حدیث مین کاملین کی درج ہین اونپر آج کل کے زمانہ مین ایک اور اضافہ کردینا چاہیے اور وہ یہ ہین
پہلی علامت کامل کی یہ ہے کہ اوسکی طرف دل کھینچے اور خود بخود اوسکی محبت غالب ہو دوسری علامت
جو اوس سے بہتر ہے وہ یہ ہے کہ اوسکی صحبت مین اچھی باتون کو جی چاہے اور بری باتون سے
نفرت ہو چنانچہ اگر نماز اوسکے پیچھے پڑھے تو بہت جی لگےگا اور ذوق وشوق پیدا ہو تیسری علامت
یہ ہے کہ اوسکے کسی حرکت سے کسی وقت مین یہ دعوی اشارۃ کنایۃ بھی نہو کہ وہ بہت کامل یا کسی طرح بڑا

اچھا ہے بلکہ ہر حالت اور ہر وقت مین منکسر مزاج رہے چنانچہ اکثر لوگون نے جو زیادہ ہوشیار مصنوعی فقیر ہین یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ بظاہر زبان سے تو یہ کہتے ہین خصوصًا مجمع عام مین کہ مین ایک ناچیز اور ذلیل آدمی ہون لیکن اونکی تقریرون مین وقتا فوقتا یہ بات پوشیدہ رہتی ہے کہ وہ ایسے واقعات بیان کرتے ہین جنسے اونکے کمالات کا پتہ چلتا ہے حالانکہ وہ سب گڑھے ہوئے واقعات ہوتے ہین کیونکہ کوئی کامل فقیر اپنے گذشتہ واقعات کو اجنبیون کے سامنے جو کہ اوسکے مرید یا راز دار نہین کبھی نہ بیان کریگا جب کبھی اوس سے کوئی کہیگا کہ میرے لیے دعا کیجیے وہ یہی کہین گے کہ وہ مالک ہے اوسکو اختیار ہے چاہے قبول کرے یا نکرے لیکن بنے ہوئے فقیر دعوائے مقبولیت کرتے ہین حالانکہ وہ بالکل مردود ہوتے ہین اور اصل ہین اونکا منشا دنیوی نفع ہوتا ہے خواہ وہ روپیہ ہو یا نیکنامی و شہرت کی خواہش ہو اور بہت سے بنے ہوئے فقیرون کو صرف اسی مین مزہ ملتا ہے کہ لوگ اونکے معتقد ہون اور اچھا کہین یہ تمام مقاصد خاص نفسانی خواہشات ہین جو سچے فقیر ہین وہ ان باتون کی جڑ کاٹتے رہتے ہین چنانچہ اللہ تعالی خود ہی فرماتا ہے لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ترجمہ ای محمد صلعم اون لوگون کا حال نہ پوچھو جو اپنے کامون پر خوش ہوتے ہین اور اپنے کامون کی تعریف چاہتے ہین پس اونکو عذاب سے بری نہ سمجھو اونکے واسطے دردناک عذاب ہی

فصل دوم

ضرورت رہنمائی طریقت و مقصود

اگرچہ طریقت مین قدم رکھنا بحکم قرآن و رسول سے صاف صاف قطعی طور پر داخل فرائض نہین ہے مگر جا بجا آیات قرآنی و احادیث صحیحہ سے اسکا وجوب مترشح ضرور ہوتا ہے اور یہ تو لازم ہے کہ دائرہ طریقت مین قدم رکھنے سے تمام مشکلات دینی و دنیوی بہت آسانی سے حل ہوتے ہین اور ایسے نازک وقت پر یہ طریقت کام آتی ہے کہ کوئی اور شے نہین آسکتی اولاً چند خاص دلائل [illegible] اس مقام پر لکھے جاتے ہین اول یہ کہ کوئی ولی کامل آجتک ایسا نہین گذرا جو کسی کا مرید نہ ہوا ہو اس غیر منقطع سلسلہ سے یہ ثابت ہے کہ بغیر مرشد و رہنمائے ظاہری کے یعنی علاوہ خدا و رسول کے

منزل مقصود تک کوئی نہین پہونچ سکتا اور نہ پہونچ سکتا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ علم باطنی اگرچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاواسطہ خدای تعالی سے حاصل تہا مگر اس عالم اسباب کے قدرتی
قانون کی رو سے آنحضرت صلعم کو بذریعہ روح القدس تعلیم دی گئی چنانچہ تعلیم ظاہری تو صرف
زبان ہی کے سنانے سے ہوگئی جنکو آنحضرت یاد کر لیا کرتے تھے مگر تعلیم باطنی جو طریقت سے متعلق ہے
اوسکا بھی ظاہری اسباب کے طور پر انتظام کیا گیا جسکو خدای تعالی یاد دلاتا ہے الم نشرح
لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک یعنی کیا ہمنے نہین کھولا تیری سینہ کو
تیرے واسطے اور تم سے لیلیا اوس خرابی کو جو تیری پیٹھ توڑے ڈالتی تھی یہ شق ہی علم سینہ ہے کہ
آنحضرت کا سینہ چاک کر کے حضرت جبرئیل نے خدا کے یہان سے لا کر آپ کے قلب میں بھر دیا تہا
اور اوس سیاہی کو نکال لیا جو کفار سے بات چیت اور ملاقات کرنے سے پیدا ہوگئی تہی چنانچہ
حدیث مین ہے رؤیۃ وجہ الظالم یسود القلب یعنی ظالم کا منہ دیکھنے سے قلب سیاہ ہوتا ہے
اور علاوہ اسکے کہ سینہ آنحضرت کا تعلیم باطنی اور تصفیہ قلب وغیرہ کیلئے چاک کیا گیا اور یہ سینہ
خداوندی اسطرح مسلسل چلی کہ آنحضرت نے اپنا لباس اپنے صحابہ کو عنایت فرمایا خصوصا صحابہ
اربعہ کو اور ایک خرقہ حضرت اویس قرنی کو ارسال فرمایا جنکو علم باطنی کی تعلیم باطنا ہوتی رہتی تھی کیونکہ ملاقات
ظاہری آپ سے اونکی نہین ہوئی کیونکہ حضرت اویس قرنی رضہ کو اپنے مرشد و محبوب خدا کا اسقدر اشتیاق
تہا کہ اگر دیدار نصیب ہو جاتا تو قالب مین روح نہ رہ سکتی اور خدا کو یہ منظور تہا کہ آپ بعد آنحضرت کے
زندہ رہین تاکہ اور لوگونکو فائدہ ہو اور سلسلہ طریقت جاری ہو جائے چنانچہ طریقہ اویسیہ مشہور ہوا اور علم
باطن کے متعلق یہ حدیث حضرت علی ابن ابی طالب کی تعریف مین ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا
مین مدینہ علم ہون اور علی اوسکے دروازہ ہین حالانکہ تمام صحابہ خصوصا خلفای راشدین کو
قرآن وحدیث سے علم ظاہری قریب قریب یکسان تہا اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت نے
بیعۃ الرضوان کے بعد دوبارہ نو آدمیون سے بیعت لی اور چند مسائل شریعت ظاہرا تعلیم فرمانے اور
ایک بات پوشیدہ فرمائی اون صحابہ نے ظاہری مسائل تو عام طور پر روایت کی اور باطنی تعلیم

عام طور پر یہ بین کی غالباً اوسی شخص سے کہی ہو گی جسکو خلافت دی ہوگی یہی سنت آجتک پیری مریدی
مین جاری ہے غالباً ناظرین کو اسقدر دلائل کافی ہونگے کہ علم باطنی جسکے لیے طریقت کی راہ ہے
ایک ضروری چیز ہے اور ولایت کا دارومدار اسی علم باطنی پر ہے بلکہ تمام باطنی قوتین اور روحانی
کمالات اور عرفان اسی علم باطنی پر منحصر ہین اسکی نسبت یون کہنا چاہیے کہ جو عالم علم باطن سے
واقف ہے وہ رازدار دین ہے اور اوسکو بحث مباحثہ اور قیل وقال سے بالکل تعلق نہین بلکہ
یہ لوازم علم ظاہری ہین چنانچہ مولانا روم فرماتے ہین ؎ گر باستدلال کار دین بُدے ؛
فخر رازی رازدار دین بُدے ؛ علما محدثین و ائمہ مجتہدین نے علوم باطنی سے مدد لیکر فقہ و حدیث کو
مدون کیا ہے چنانچہ امام بخاری نے مسجد نبوی مین منبر کے قریب باوضو صحیح بخاری کو جمع کیا
اور ہر حدیث کے قبل دو رکعت نماز نفل پڑھی تاکہ علم باطنی کا دروازہ کھلا رہے بند نہونے پائے
ورنہ اگر یہ علم ظاہری (یعنی احادیث) مطابق علم باطنی نہ ہوا تو احادیث غلط جمع ہو جائین گے اور
شریعت مین نقص آئیگا جسکا باعث مین خود ہونگا اسیطرح امام اعظم رح تمام رات نماز پڑھتے
اور عبادت کرتے تھے تاکہ قلب آئینہ کی طرح صاف رہے اور غلطی و صحت مسائل کا عکس برابر
پڑتا رہے چنانچہ آپ اسقدر روشنضمیر تھے کہ ہر ایک شخص کو دیکھتے ہی اوسکے باطنی افعال و خصوص
سے آگاہ ہو جاتے تھے آخر آپنے خدا سے دعا کی کہ مجھپر مخلوق خدا کا حال روشن نہ ہوا کرے
کیونکہ اون پر بحیثیت عالم ہونیکے ہر گنہگار کو نصیحت کرنا فرض تھی اور لوگونکو اس بات پر تکلیف
ہوتی تھی کہ اونکے راز فاش ہو جاتے ہین تو علاوہ قربت خدا کے کوئی دینی یا دنیوی کام درست
و صحیح نہین ہو سکتا جب تک باطنی علم و عمل شریک نہو اور جب باطنی مدد ہوتی ہے تو افعال
ظاہری مین نقص نہین رہتا اور جسقدر حصہ بطلان کا ہوتا ہے وہ نکل جاتا ہے [illegible]
باطل ہے تو اوسکا ارادہ بھی باطل ہو جاتا ہے چنانچہ اہل باطن کبھی افعال حرام یا [illegible]
[illegible] سکتے [illegible] کہ اہل ظاہر گو کیسے ہی ساعی ہون ایک ہی [illegible]
اور اہل باطن اپنے ساتھ اپنے تمام مرشدون اور خدا و رسول کی قوت بھی شریک [illegible]

اونکے ارادے اور مشاغل باطل نہین ہوتے لیکن جن دنیوی کامون مین لسبب ونکی ناچیز ہونیکے باطنی مدد وہ نہین لیتے وہ کبھی بگڑتے کبھی سنورتے ہین نہ اونکے بگڑنے سے کچھ ایسا نقصان ہی اور نہ بننے سے کوئی زیادہ فائدہ ہے جیسا کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے سنا کہ کھجورون مین آپس مین باہم شادی اوکی جاتی ہے اوسوقت پھل دیتے ہین آپنے محض ظاہری خیال پر اسکے خلاف رائے دی اسلیے وہ رائے غلط ہوگئی اگر باطنی علم سے کام لیتے تو علاوہ صائب رائے ہونیکے اس راز سے بھی واقف ہوجاتے مگر ایسے معاملات مین باطن کی طرف توجہ کرنا صرف بے محل ہے۔ اور یہ تو ایک معمولی بات تھی ایسے معاملات جو ظاہر مین بہت بڑے ہین اونمین بھی انبیا اور اولیا خلاف تسلیم ورضا نہین اور طرح طرح کی تکلیفین اوٹھاتے ہین مگر اپنی باطنی قوتون سے کام نہین لیتے اور جب لیتے ہین تو اونکا مقابلہ تمام جہنون سے بھی نہین ہوسکتا چنانچہ اون دونون امور کی شہادت علیحدہ علیحدہ بزرگان دین کے مصائب اور فضائل وکرامات سے بخوبی واضح ہے غرض طریقت کی ایسی ضرورت ہے جیسی مسافر کو راستہ کی گویا شریعت اپنا مکان ہے جس مین سفر سے پہلے زاد راہ اور توشہ وغیرہ کا انتظام کرلیا جاتا ہے اور طریقت راستہ ہے جسکے ذریعہ سے منزل تک رسائی ہوتی ہے اور حقیقت اوس شخص یا اوس شی کی ملاقات ہے جسکو حاصل کرنے کے لیے یہ راستہ گھر سے نکلکر اختیار کیا گیا اور معرفت گویا اوس شی کا حصول وقبضہ ہے تو شریعت کی ضرورت سب سے پہلے ہے کہ جب تک سامان سفر نہ مہیا کریگا قدم اوٹھا نہین سکتا یہان تک کہ ہوشیار لوگ یہ انتظام بھی کرلیتے ہین کہ رہزنون اور چورون سے ملاقات ہوجائے تو مغلوب نہون اور لٹنے نہ پائین یعنی علوم شریعت وہ اسلحہ ہین جو نفس وشیطان کو مقابلہ مین غالب نہین آنے دیتے اور جو لوگ بدون انتظام وزاد راہ سفر وبغیر آلات ضرب حملہ ومدافعہ حملہ اور بے توشہ واشیاء ضروری سفر کرتے ہین وہ راستہ کے ابتدائی مقامات پر بھوک پیاس سے یا تو مرجاتے ہین یا بھیک مانگنے لگتے ہین یا قزاق مارڈالتے ہین غرضکہ منزل پر پہونچنا تو درکنار گھر تک نہین پلٹ سکتے بلکہ راستہ ہی مین مرجاتے ہین یا بیمار اور قریب لمرگ ہوجاتے ہین۔ اور چونکہ طریقت منزل مقصود کا

Marfat.com

راستہ ہے اسلیے اسکا نام طریقت رکھا گیا ۔

فصل سوم

اصول وقواعد طریقت

طریقت کے اصل اصول یعنی رکن رکین پانچ ہین اوّل پابندی شریعت بدرجہ کمال یعنی سنن اور مستحبات ونوافل تک کو مثل واجبات وفرائض کے لازم جانے اور مکروہات کو بھی مثل محرمات کے مطلقاً ترک کرے اور یہ تمام لوازم شرع کے ہر شاخ سے متعلق ہین ایسا نہین کہ صرف عبادات مین تو عمل کرے اور معاملات مین بے پروا ہوجاوے بلکہ معاملات مین عبادات سے بھی زیادہ احتیاط کرے اور خلق خدا کے ساتھ وہ برتاؤ ہو جو خلق کے اعتبار سے انبیا خصوصاً حضرت عیسیٰ اور دیگر عارفون کی عادت تھی دوسرا رکن توحید توحید پر عمل کرنیکی دو صورتین ہین ایک ظاہرا ایک باطناً ظاہرا صرف اسقدر توحید ہے جو کہ شرع مین ہے یعنی سوائے خدا کے کسی کو معبود نہ جانے لیکن باطنی توحید یہ ہے کہ ہر امر کا فاعل خدا ہی کو جانے اور اُسی پر توکل رکھے ۔ مثلاً ایک بزرگ نے کوئی سخت غذا کھالی جس سے اون کے پیٹ مین درد ہونے لگا اونکے مُنہ سے نکل گیا کہ چنے جو کھائے تھے تو پیٹ مین درد ہونے لگا اگرچہ شرع مین یہ ناجائز نہین مگر اہل طریقت کے نزدیک حرام وخلاف توحید ہے اور توحید کی ضد شرک ہے تو یہ کہنا شرک ہے کہ چنون سے پیٹ مین درد ہونے لگا اسی طرح کی مثالون کو سمجھ لینا چاہیئے توحید کی ایک شاخ توکل بھی ہے کیونکہ جو شخص خدا کو ہر وقت حاضر ناظر سمجھے گا اور موحد ظاہری وباطنی ہوگا وہ خلاف توکل ہوکر یہ ہرگز نہ کریگا کہ کسی چیز کو اپنی ضرورت کیلیے رکھ چھوڑے اور یہ نہ خیال کرے کہ خدا ضرورت کے وقت بھی موجود رہیگا پہلے سے کیون انتظام کیا جائے چنانچہ بنی اسرائیل کا من سلویٰ اسی سے موقوف ہوگیا کہ خلاف توکل کیا اور سلویٰ رکھ چھوڑا کہ ایسا ہو کل نہ آئے تو یہ کام آئیگا آنحضرت [illegible] کسی قدر عاجلانہ طور پر نماز پڑھ کے مکان تشریف لیگئے جب واپس تشریف لائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان خلاف معمول امور کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضور کے دولت خانہ مین ایک سونے کا ٹکڑا رکھا تھا تو آپنے جلد جلد نماز ادا کرکے اوسکو کسی مستحق کو دیدیا اسوقت اطمینان قلب ہوا آپکے

Marfat.com

صحابہ رضہ کو یہ محسوس ہوا کہ جیسے ایک کانٹا تھا کہ وہ نکل گیا چونکہ مال درمیان بندہ او سالک حجاب سخت ہے اسلیے اوسکے رہنے سے نعمات باطنی مین کمی ہوتی ہے چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ تمام اثاث البیت بیت المال کیواسطے لے آنا اور دیگر اولیاء اللہ کا محض متوکل بیک بینی و دوگوش صابر و شاکر رہنا علامت کمال او ر ذریعۂ سلوک ہنا ور جو شخص کہ متوکل محض ہوگا وہ موحد ظاہری و باطنی ہے توحید مین علاوہ توکل کے اور دیگر اصول و قواعد بھی شامل ہین مگر وہ او ر ارکان مین بھی داخل ہین اسلیے توحید مین اونکو نہین رکھا مثل خلق او ر نیکی وغیرہ کے تیسرا اصول طریقت کا تسلیم و رضا ہے یعنی ہر حال مین صابر و شاکر رہنا جو امر صعب سے صعب ہو اوسپر بھی شکر و صبر اور خوشی سے اوسکو برداشت کرنا تسلیم و رضا ہے گویا تسلیم و رضا ایک باب ہے اور صبر و شکر اوسکی فصلین ہین چنانچہ دعا مانگنا اپنی ذات کے لیے اگر ہو تو خلاف تسلیم و رضا ہے او ر خرق عادت و کرامات کا اپنی ذات کے لیے یہ بھی خلاف تسلیم و رضا۔ ایک بزرگ کی ایک قیمتی شئی کھو گئی ایک شخص نے اونکو خبر دی اونھون نے کہا الحمدللہ اتفاقاً وہ ملگئی اوسوقت بھی اونھون نے یہ جملہ کہا لوگون نے پوچھا کہ کیا معنی اسکے جواب دیا کہ جب وہ کھو گئی تو دل کی حالت مین مین نے کچھ فرق نہ پایا اس بات پر مین نے شکر کا کلمہ کہا اور جب وہ ملگئی تو بھی قلب کی حالت مین کچھ فرق نہ پایا یعنی نہ جانے کا غم ہوا نہ ملنے کی خوشی ہوئی اسواسطے شکر خدا کا کیا تو جب تکالیف دنیوی سے قلب بالکل بے پروا ہو جائے بس وہ تسلیم و رضا کا عامل ہوا جیسا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور دیگر اہل اللہ پر سخت مصائب ہوئے مگر اونھون نے اپنے لیے خدا سے دعا نہین کی اور اگر کبھی کسی نے دعا کی تو صرف اسلیے کہ خدا کا حکم یا ملنا ہوا کہ ہمسے دعا کرو کیونکہ ہماری مشیت مین اسوقت تمھین نجات دینا ہے۔ اور اسی تسلیم و رضا کے لیے تمام انبیا و اولیا کو تکالیف دنیوی مین سے ایک نہ ایک تکلیف سخت سے سخت ہوئی مبتدیون کو یہ تکلیفین پختہ کرنے کے لیے دیجاتی ہین او ر منتہیون کو دوسرے سالکون کے دکھانے کے لیے تا کہ مثال قائم ہو اور لوگ اونکے تسلیم و رضا کی پیروی کرین چنانچہ بعض کو تمام عمر تکلیفین رہین اور بعض کو کچھ مدت اور بعض کو کبھی کوئی تکلیف سخت ترین ہوئی ۔

129598

سوای حضرت سلیمان کے کوئی نبی یا ولی دشمنون کی تکالیف سے نہین بچا حالانکہ اونکا بھی ایک دشمن سخت تھا جس کا نام صخر تہا اور اسکے بعض لوگ شریک بھی تھے اور یہ سلسلہ ابتدا سے چلا آیا ہے چنانچہ حضرت آدم کو ابلیس سے تکلیفین پہونچین نوح علیہ السلام کو تمام قوم سے اور خصوصا عوام سے داؤد کو جالوت سے عیسیٰ کو تمام قوم سے اور خصوصا بخت نصر سے اور خلیل اللہ کو نمرود سے اور موسیٰ کو قرآن سے آنحضرت صلعم کو تین سال تک تمام قوم سے اور خاصکر ابو جہل ابن عمر کو ہمیشہ ایک آدمی ستاتا تھا اور عبد اللہ ابن زبیر کے سر پر بحالت نماز اونکے دشمنون نے اسقدر گرم پانی ڈالدیا کہ تمام کھال اوتر گئی حضرت ابن عباسؓ کو نافع بن ارزق سے اور سعد بن ابی وقاص کو کوفیون سے چنانچہ امام مالک پچیس سال تک دشمنون کی وجہ سے جمعہ نہین پڑہ سکے تھے اور امام شافعی کو بخارا اور مصر کے لوگون سے اور امام احمد حنبل کو دشمنون نے قید کر لیا اور امام بخاری کو شہر بدر کیا حضرت ابو یزید بسطامیؒ سترہ مرتبہ اپنے وطن مالوف سے نکالے گئے۔ اور ذو النون مصریؒ ہاتھ پانون باندہ کے تشہیر کرائے گئے اور حضرت جنید و شبلی اور شیخ محی الدین ابن عربیؒ پر لوگون نے کفر کے الزام قائم کیے ابو عثمان مغربی ہلا ... کو تازیانون نے مجروح کیا اور اونٹ پر سوار کرکے تشہیر کیا امام ابو بکر نابلسی اور شیخ نسیمی اور شمس تبریز کے پوست کھنچوائے گئے اوسوقت امام ابو بکر بخشوع و خضوع تلاوت کلام مجید مین مصروف تھے اور شیخ نسیمی نے اوسی حالت تکلیف مین پانچ سو اشعار تصنیف کیے اور پوست کھنچنے والے دیکھ کے مسکراتے رہے اور حضرت ابو مدین زندیق کہکر جلاوطن کیے گئے اور شہر تلمسان میں قضا کر گئے اسیطرح تمام بزرگون کو تکلیفین پہونچین جنکے واقعات مشہور ہین اور ... کے لیے ایک علیحدہ کتاب چاہیے چند مثالین دیدین تاکہ تسلیم و رضا ... جو تھا رکن اور اصل اصول طریقت مین تزکیہ نفس و تصفیہ قلب ... اوامر اور چار مناہی ہین اوامر یہ ہین کثرت ذکر و شغل فکر و مراقبات و ... تخلق بحمدی ... اور مناہی یہ ہین حرص کینہ غصہ ترک خواہشات نفسانی ...

یہ مراد ہے کہ تمام دنیا ومافیہا سے پرہیز رکھے اور جہانتک ممکن ہو بے تعلق ہو جائے اور کسی سے دلی محبت نرکھے اور کسی راحت دنیوی کو بخواہش نفس اختیار نکرے اور جن ضروریات کو پورا کرے انھین صرف خدا کے واسطے یا اوسکے قربت کے لیے مثلاً اگر کھانا کبھی نہ کھائیگا تو عبادت مین تکلف ہوگا مگر غذائے لذیذ وکثیر خلاف پرہیزگاری ہے اور منہیات مین شقاوت سے یہ مطلب کہ خلق کا ہمدرد ہو کسی پر اپنے سے سختی نکرے اور اسکا مفصل بیان تصفیۂ قلب و تزکیۂ نفس کے فصول مین آئیگا انشاءاللہ تعالی پانچوان رکن یہ ہے کہ مرشد کی اطاعت دل وجان سے کیا کرے اور اپنے آپ کو مرشد کے ہاتھ مین اسطرح سمجھے کہ جیسے بیمار سخت اور متمنی صحت طبیب کے ہاتھ مین ہوتا ہے اور درحقیقت مرشد طبیب روحانی ہے مریض کو نہ چاہیے کہ بدون اجازت کوئی امر ایسا کرے جس سے صحت مین خلل پڑجائے بندگی یہ خیال رکھنا چاہیے یہ ہمنے پانچ رکن اصول طریقت کے بیان کیے ہین انھین مین تمام امور شامل ہین کوئی ادنی سے ادنی شاخ اس سے باہر نہین مثلاً خلوت اور بیداری چوتھے رکن مین داخل ہے کیونکہ چوتھے رکن کی ایک شاخ عشق اور ذکر وشغل ہے تو ظاہر ہے کہ عاشق کو کسی سے خلاملا اچھا نہین معلوم ہوتا اور نیند بھی کم آتی ہے بلکہ اکثر بالکل نہین آتی اور جو ذاکر وشاغل ہوگا وہ رات کو اگر بیدار نہوگا تو ذکروشغل کس وقت کریگا یا کم غذا ہونا تو یہ بھی داخل عشق وذکر ہے کیونکہ عشق مین بھوک کہان لگتی ہے اور عمدہ ولذیذ غذا کہان پسند آتی ہے اور علاوہ اسکے کوئی شخص پیٹ بھر کے کھانا کھالے تو وہ کاہل ہوجاتا ہے اور رات کو زیادہ جاگ نہین سکتا قطع نظر اسکے غذا معدے مین ہونا ایک حجاب سخت کا حامل ہوتا ہے پیٹ بھرے کی ہزار نمازین اور بھوکے کی ایک رکعت برابر ہے غذا جسکے معدے مین بھری ہوتی ہے وہ مبتدی ہر لذت اور کیفیت ومشاہدے سے محروم رہتا ہے کیونکہ غذا ثقیل ہے اور یہ ثقل اسفل کیطرف روح کو لیجاتا ہے اور کیفیات اوسوقت حاصل ہوتی ہین جب روح اعلی کیطرف متوجہ ہوتی ہے یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ یہ اصول وارکان جو بیان کیے ہین طریقہای مشہور ومروج کے ہین یعنی طریقہای قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اور سہروردیہ کے مگر قلندریہ اور شطاریہ کے قواعد مین تھوڑا

فرق ہے اور وہ فرق ظاہری و اعتباری ہے حقیقی نہین چنانچہ ان لوگون مین پابندی شریعت
ظاہرا نہین بلکہ باطنی ہے اور اذکار و اشتغال بھی زیادہ تر انکی معمولات سے نہین چنانچہ شطاریہ کے
بطور اصول و قواعد دس شرائط ہین اول انحراف ماسواء اللہ سے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے
اور انکے یہان اسکا نام توبہ ہے دوسرے توکل اور وہ اسطرح کہ جیسا موت کے وقت سوائے
ذات خدا کے کسی شی کا بھروسا نہین رہتا چوتھے نفس کشی یعنی تمام خواہشات نفسانی وجسمانی وحیوانی
و دنیوی سے پرہیز جیسا کہ مرنے کے وقت ہوتا ہے پانچوین خلوت یعنی خلق اللہ سے بے تعلقی جیسا کہ
موت کے وقت ہوتی ہے چھٹے توجہ الی اللہ یعنی تمام دنیا و مافیہا سے منہ موڑلے جیسے کہ موت کے
وقت انسان کی روح اللہ کیطرف متوجہ ہوتی ہے اسی طرح متوجہ الی اللہ ہو جانا ساتوین [illegible]
اور وہ اسطرح ہے کہ جسطرح نزع مین انسان کو تمام تکلیفون [illegible] اور نعمتون اور [illegible]
اور کل ضروریات کی طرف سے صبر ہو جاتا ہے اسی طرح صابر ہو جانا آٹھوین تسلیم و رضا اور وہ
یہ ہے کہ اپنے نفس کی بنا کو ترک کر دینا اور مصلحت و مشیت خدا پر [illegible] رہنا جیسا کہ موت کیوقت
ہو جاتا ہے نوین ذکر مگر انکے یہان ذکر اسکو کہتے کہ تمام اذکار دنیا و اہل دنیا کو ترک کر دینا گویا
خاموشی [illegible] کہتے ہین دسوین مراقبہ اور مراقبہ انکے یہان یہ ہے کہ جیسا موت کیوقت انسان
تمام خیالات اور افکار [illegible] سے مجبور ہو جاتا ہے اور دماغ بالکل ناموزون و معطل ہو جاتا ہے
اسیطرح ہر وقت دماغ و دل تفکرات دنیوی و خیالات بابت اشیای فانی سے خالی ہو جائے
اصل اصول انکے [illegible] یہ ہے کہ اس حدیث پر پورا پورا عمل کیا جائے موتوا قبل ان تموتوا یعنی
مرنے سے پہلے مر جاؤ اور کرامات کو یہ لوگ بہت حقارت سے دیکھتے ہین [illegible]
یہی قواعد ہین تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ان قواعد کے عامل [illegible]
قادریہ و چشتیہ [illegible] سے بندگان خدا کو [illegible]
کیونکہ کرامات اور دعا سے انکو کوئی مطلب ہی نہین [illegible] سے معلوم ہوتا ہے [illegible]
شطاریہ بھی باطنا ان اصول [illegible] ذکر کیا ہے کیونکہ یہ سب لوگ

ہمارے یہاں کے ایک رکن چہارم مین داخل ہین جن مین تصفیہ وتزکیہ ہے اور سماع بھی ہمارے
اصول مذکورہ بالا مین داخل ہے کیونکہ سماع متحرک عشق ہے تو جبکہ عشق حقیقی ہے اوسیکے لیے
ضروریات سے ہے جیسا کہ عبادت کہ جسکی محبت صادق ہو اوسکی پرستش عملاً اور قلباً لابدی ہے
اسیطرح سماع محرک عشق ہے اور اسیوجہ سے صاحب عشق حقیقی کو واجب اور صاحب مجازی کو
حرام اور جسکو کوئی عشق نہین اوسکو مباح یہ فیصلہ محققین کا ہے مگر اس عاجز کے ذہن مین ایک اور
امر ہے وہ یہ کہ بعض کو مکروہ اور بعض کو مستحب ہے اور یہ دونون صورتین صورت آخر یعنی مباح مین
پیدا ہوتی ہین وہ اسطرح کہ جن لوگون کو سماع مباح ہے وہ دو قسم کے لوگ ہین ایک صاحب نفس
زکیہ جن پر عقل سلیم غالب ہے اور اسیوجہ سے اونکی روح لطیف ہے دوسرے وہ لوگ جو صاحب
نفس امارہ ہین اونکی روح کثیف ہے اور مادہ نفسانیت اغلب ہے اگرچہ ان دونون کو بالفعل
کوئی عشق حقیقی یا مجازی نہو مگر صاحب نفس زکیہ یعنی صاحب صورت اولی کو سماع مستحب ہے
ایسے لوگون کے قلب پر سماع اپنا ذاتی اثر (اور وہ ترقیق قلب ہے) کرتا ہے چاہے اون لوگون کو
بدون عشق کے رلادے اور ایک قسم کی کیفیت سے متکیف ہو جاتے ہون لیکن یہ انکو وہ ذاتی
اثر ہے جو کہ انکی روح لطیف بسبب لطافت قبول کرتی ہے اور اگر اونسے پوچھا جاوے کہ کیون روئے
اور یہ کیسی کیفیت ولذت تھی تو وہ نہین جانتے بات یہ ہے کہ ہر انسان کے قلب مین ایک شمہ عشق
حقیقی - یا ذات - یا نور الہی - یا تجلی کا تخم کچھ اوسکو موجود ہے اور اگر مادہ لطیف ہوتا ہے تو
تو سماع وغیرہ اوس شمہ کو چمکا سکتا ہے اور اگر مادہ کثیف وخبیث ہوتا ہے تو وہ شمہ لذاتی بقدر
ظلمت وکثرت حجاب سے متجلی نہین ہوسکتا بلکہ نفسانیت کسیقدر متحرک ہو جاتی ہے یا مادہ
ہو جاتا ہے جو کہ مرکبات نفسانی وحیوانی مین پوشیدہ رہتا ہے یا پیدا ہو جاتا ہے تو اول صورت
والے کو مستحب بلکہ اس سے کچھ زیادہ کہ سماع کا شغل رکھے مگر اونمین شرائط کے ساتھ کہ سماع
بالذات حرام نہونے پاوے یعنی عورت وغیرہ کا گانا نہو - اور اوس دوسرے شخص کو مکروہ ہے اور
ایسی کراہت جیسی کراہت تحریمی ہوتی ہے - اب ہم ایک آخری بات اصول طریقہ بتا دین

Marfat.com

اور کہتے ہین وہ یہ کہ ان اصول کی پابندی تو تمام سالکون مین ہوتی ہے جو اسکے خلاف ہو سمجھو کہ وہ بناہوا فقیر ہے مگر بعض حالتین ایسی ہین کہ اونمین بعض شاخین ان اصول کی علیحدہ ہو جاتی ہین وہ حالتین دو مقام پر ہوتی ہین ابتدا مین اور انتہا مین بتدی کے لیے یہ صورت ہے کہ مرشد جو کہ طبیب ہے اگر وہ دیکھے گا کہ فلان امر پر عمل کرنیسے اسکا ذوق دو چند ہو جائیگا کیونکہ ہر انسان کی طبیعت جدا ہے اور اسکے مضرات اور مفیدات بھی علیحدہ ہین تو وہ اوسی شاخ مین اوسے لگا دیگا اور دوسری شاخون کیطرف سے اوسکی توجہ کم ہو جائیگی مثلاً کسی بتدی کو اوسکے مرشد کامل نے دیکھا کہ اوسکی طبیعت اس نہج پر واقع ہوئی ہے کہ اگر سماع کی کثرت ہوگی تو اوسکا عشق روز افزون ہو جائیگا تو اوسکو اوسکا مرشد بجائے کثرت ذکر کے سماع کی طرف بلائے گا اس سے نہ سمجھنا چاہیے کہ ذکر و شغل چھوڑ دیا گیا کیونکہ ذکر قلبی افضل ذکر ہے اور یہ سماع مین بھی ممکن ہے بلکہ بعض کو ضروری ہے یا اگر وہ دیکھے گا کہ فلان مرید روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائیگا اور قوت اوسکی روح حیوانی کو برقرار رکھنے کی نرہیگی تو وہ روزہ سے باز رکھا جائیگا اسکے بجائے وہ کام اوسے دیا جائیگا جس سے روزہ رکھنے کا فائدہ حاصل ہو تو یہ اختلاف ظاہری ہے نہ کہ اصلی وہ بھی شاخہائے اصول مین نہ کہ اصول مین دوسری صورت منتہی کے لیے اور اسمین بہت گنجایش ہے کہ کسی منتہی سے زیادہ شاخین چھوٹ جاتی ہین مثلاً کوئی سالک بکثرت لوگون سے ملتا ہے اور خلوت مین کبھی نہین رہتا اور غذا لطیف کھاتا ہے اور عمدہ پوشاک پہنتا ہے اور چار بیویان اور بارہ لڑکے ہین اور تجارت و زراعت وغیرہ کے دنیوی تعلقات بکثرت ہین اور دولتمند ہے اور صائم الدہر اور قائم اللیل نہین صرف واجبات اور منہیات پر عامل ہے تو کیا وہ خارج از سلوک و طریقت ہو سکتا ہے نہین ہرگز نہین کیونکہ اگر فقیر کامل ہے اور اوسکو غذای لطیف اور راحت ظاہری اور تعلقات ازدواج و اولاد و معاش وغیرہ کیوجہ سے اوسکو غفلت از جانب مشاہدات نہین ہوتی اور کوئی حجاب ان امور مذکورہ کے باعث سے عارض نہین ہوتا تو کوئی نقص نہین وہ عین طریقت ہے دل بیار و دست بکار اور یہ کہ درویش صفت باش کلاہ تتری دار ہے لیکن اسکے لیے بہت عالی ظرف ہونا چاہیے

جیسا کہ حضرت سلیمان کا تھا یا حضرت عثمان غنی کا کیونکہ ہر شخص کا ایسا ظرف نہیں کہ شدت علائق و آسائش دنیوی سے حجاب نہ عارض ہو بلکہ مبتدی تو آگے بڑھ ہی نہیں سکتا ہاں بعض عالی ظرف منتہی ایسے گذرے ہین اور اب بھی ہین کہ اونکی ترقی مین ان صورتون پر بھی کمی نہ ہوئی بلکہ حسب دستور قطع منازل کا سلسلہ جاری رہے لہذا ان اصول کے دائرے مین کوئی باطنا رہتا ہے کوئی ظاہرا اور کوئی ظاہرا و باطنا دونون طرح جو شخص کہ ظاہرا و باطنا دونون طرح پابند اصول ہے وہ سب سے زیادہ عالی ظرف منتہی ہے اور بعض لوگ اسلیے ظاہرا خلاف اصول طریقت کرتے ہین کہ خلق انکے حال سے غافل رہے تاکہ اونکا وقت بھی ضائع نہو اور اونھین برا کھے اور یہ کہے کہ یہ شخص برائے نام فقیر ہے اگر حرکات اسکے اصول طریقت مین داخل نہین ہین اور یہ کہ اوسکو ریا سے نجات ملے کیونکہ جب اُسے اصول طریقت مین کوئی نہ دیکھیگا تو ریا کیونکر پیدا ہوگی مگر اون لوگون کا بڑا ظرف ہے جو ہر وقت خلق اللہ کی تعریفون مین گھرے رہتے ہین اور پھر ریا پاس نہین آتی اپنا احوال چھپانیکے لیے بعض فقیر لوگون سے روپیہ مانگتے ہین تاکہ لوگ اونھین طالب دنیا کہین بعض بظاہر شراب پیتے ہین بعض اور اسی قسم کے افعال کرتے ہین غرض سوائے زنا اور مردم آزاری اور بزرگون کو برا کہنے کے باقی اور افعال خلاف شرع کرتے ہین کیونکہ یہ گناہ ظاہری بھی باطن مین اثر کرتے ہین اور اسقدر کہ ہمیشہ کیلیے مردود ہوجاتا ہے ۔ مگر یہ سب فقرا جو اپنا احوال اہل دنیا سے چھپاتے ہین باطن مین ان تمام اصول کے پابند رہتے ہین اور یہ سب صورتین منتہیون کی ہین کوئی مبتدی اوسوقت تک آگے ایک قدم نہین بڑھ سکتا جب تک ان اصول مقررہ مین سے ہر ایک کی ادنی شاخ پر عمل نکرے اور پیر و مرشد کا ایسا پابند ہو جیسا غلام وفادار مالک کا پھر اگر مرشد کامل ہے تو مبتدی کو ان اصول کیطرف نظر کرنے کی ضرورت نہین بلکہ ہر وقت مرشد کا اشارہ دیکھتے رہنا چاہیے ۹

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

Marfat.com

تمام اصول وقواعد گیارہ ہین جن پر وہ عامل ہین اور اگرچہ وہ اصول مذکورۂ بالا سے جدا نہین
اگر قلمبند کر دیئے ہین کچھ حرج نہین (۱) ہوش در دم یعنی نفس سے اپنے خوب خبردار رہنا
(۲) نظر بر قدم یعنی نگاہ رکھنا کہ کدھر جا رہا ہے (۳) سفر در وطن اپنی جگہ پر مقامات سلوک
طے کرتے رہنا (۴) خلوت در انجمن یعنی بظاہر آدمیون سے ہمکلام اور بباطن خدا کی طرف متوجہ
(۵) یاد کرد یعنی یاد خدا ہر وقت (۶) بازگشت یعنی ہر مرتبہ ذکر کے بعد خدا سے دعا کے قربت کرنا
(۷) نگہداشت یعنی مراقبہ مین رہنا (۸) یادداشت دل مین یعنی ہر وقت خیال مطلوب
(۹) وقوف زمانی یعنی اپنے اعمال سے مطلع رہنا (۱۰) وقوف عددی یعنی شمار پر وظیفہ طاق ہو
بموجب اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ (۱۱) وقوف قلبی ہمہ وقت حضور قلب رہے

فصل چہارم
در آداب طریقت

طریقت کے آداب اوسیقدر ہین جسقدر مشائخین اصول طریقت سے
پیدا ہوسکتی ہین اور وہ سب شامل ہین خدا و رسول کی اطاعت کے
بعد جو فرض ہے مرشد کی محبت ہمیشہ دلمین رکھنا عشق کے آثار اپنے دل مین ظاہر کرنا۔ ہر وقت
باوضو رہنا۔ خلوت [illegible] کم گوئی۔ کم خوری۔ کم سونا۔ نفرت از دنیا و ما فیہا۔ توکل تسلیم رضا
صبر و استقلال [illegible] کو سب [illegible] دنیا چیز اور ذلیل و حقیر خیال کرنا۔ کسی کا
[illegible] خدا و رسول اور مرشد کے دلی تعلق نہ رکھنا۔ اپنا معاملہ
حوالے مرشد کے [illegible] کسی نعمت باطنی یعنی کوئی حال باطنی اگر حاصل ہو تو اوس پر
فخر و ناز نہ کرنا اور اوسکو ایک معمولی بات سمجھ کر آگے ترقی کی کوشش کرنا اور اوسکو [illegible]
بلکہ خدا کو مقصود اصلی سمجھنا۔ تمام کیفیات کا اس طرح ضبط کرنا کہ کسی کو معلوم نہ ہو [illegible]
کیفیت ہو تو حتی الامکان اوسکو ضبط کرنا تاکہ لوگون پر ظاہر نہو [illegible]
اور نہ یہ گمان ہو کہ [illegible] اگر کوئی برا کہے تو خوش ہونا اور اچھا کہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

معمولی باتون کی دعا نہ مانگنا بلکہ جہانتک ممکن ہو برائی پر صبر کرنا البتہ اگر کوئی اور اصرار کرے تو اوس سے یہ کہنا کہ ہم اس قابل نہین کہ دعا قبول ہو مگر تنہائی مین اوسکے لیے دعا مانگنا بشرطیکہ وہ مستحق اس امر کا ہو کسی دنیا دار سے کوئی شئی طلب نکرنا اور نہ نیت بد کرنا کہ وہ دے لیکن اگر ضرورت شدید کے وقت دے اور دل سے اصرار کرے تو لیلینا اور ضرورت سے زیادہ نہ لینا سخاوت کرنا یعنی کوئی شئی آیندہ کے لیے گرستون کیطرح اوٹھا نہ رکھنا بلکہ مستحقونکو دیدینا اور آیندہ پھر خدا پر بیٹھ رہنا مگر اسراف بھی نہ چاہیے اور مالی چیزون کا جمع کرنا بھی نہ چاہیے یہی سب آداب طریقت اور فروع طریقت ہین

فصل پنجم
در پرہیز و اغذیہ

اہل طریقت کی غذائین بھی وہ غذائین نہین ہین جو اہل عیش کی ہین خصوصاً ابتدا مین اونکو اکثر تو روزہ رکھنا چاہیے مگر غذا اگر ہو تو مرغن اور بے گوشت جو کی روٹی تمام غلون مین زیادہ مفید ہے کیونکہ مزاج کو لطیف کرتا ہے اور غلظت و کثافت معدے مین اس سے کم ہوتی ہے اور بجاے گوشت ترکاریان زیادہ استعمال کرنا چاہیے اور کھانا ہمیشہ کم کھانا چاہیے خصوصاً شب کو کیونکہ اول تو کم کھانیسے وضو بار بار نہین کرنا پڑتا دوسرے اگر غذا بھر پور ہوئی ہے فجر کے وقت غلبہ ریاح ہوتا ہے اور وہی وقت عبادت اور مقبولیت کا ہوتا ہے غلبہ ریاح کی حالت مین خیال یکسو نہین ہوتا بلکہ پیٹ ہی کیطرف رہتا ہے اسلیے حتی الامکان اتنی کم غذا ہونا چاہیے کہ بعد نصف شب معدہ خالی ہوجائے علاوہ اسکے زیادتی غذا سے روحانی نقصانات ہین اور کوئی مکاشفہ یا مشاہدہ ایسی حالت مین نہین ہوسکتا یہانتک کہ اگر سو برس تک ہر شبکو ساری رات عبادت کرے اور پیٹ بھرا ہو تو نتیجہ عبادت اہل طریقت کو ایک ادنی و شمہ برابر بھی حاصل نہین ہوسکتا گویا غذا معدے مین تمام دنیا کے حجابون مین سب سے بڑا حجاب ہے بھوک مین ایک گھنٹہ کی عبادت پیٹ بھرے کی تمام عمر کی ریاضت سے بہتر ہے اور گوشت سے خاص طور پر اہل طریقت کو پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ نفسانیت بڑھاتا ہے اور روحانیت پر غالب آتا ہے اور نفس وسیوقت ٹوٹتا ہے جب روزہ رکھے اور معمولی غذا کھائے اور کم کھائے چنانچہ اکثر بڑے عامل ابعد کو کامل ہوگئے ہین وجہ یہ کہ غذاؤن کے پرہیز سے اونکا نفس تو

مر ہی گیا اب طریقت ہین اور باقی ہی کیا رہا اصل اصول تو نفس کشی ہے علاوہ غذا کے عیش
عشرت اور راحت کی تمام چیزون سے پرہیز رکھنا چاہیے مثل لباس خوش و باریک و نرم
اور بستر بھی عمدہ و نرم اور مسہری نہو اور اپنی زیب و زینت کیطرف خیال نہ ہے لیکن اکثر اہل طریقت
جو کہ درجہ کمال پر پہونچ گئے ہین اونکو زیادہ پرہیز کرتے نہین دیکھا البتہ مبتدی کو تو لازم ہے پھر بعد
ہر طرح کی راحت ہے کیونکہ عاشق مین جو باتین ہوتی ہین وہی سالک طریقت مین ہونی چاہیین

فصل ششم
پیر طریقت

یہ ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ بغیر رہنما کے کام نہین چلتا ایک تو عام اسباب
قدرتی قانون کی رو سے دوسرے یہ راستہ مشکل اسقدر ہے کہ بغیر دستگیری
کے ایک قدم آگے نہین بڑھ سکتا چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین شکرگنج رحمۃ اللہ نے ۳۰ برس عبادت کرنیکے
بعد بھی یہ ضرورت محسوس کی کہ مرشد ہونا لازم ہے یون سمجھنا چاہیے کہ جسطرح شریعت کا امتحان
دیکھنے کے بعد اسکے آگے والے درجے یعنی طریقت کا امتحان دینے کے لیے استاد طریقت کی ضرورت
پڑتی ہے تو گویا اوسی طرح حضرت شیخ فریدالدین شکرگنج رحمۃ اللہ علیہ کو اب یہ ضرورت محسوس ہوئی
حالانکہ اونکو وہ بہت سے مقامات اور کمالات پر عبور ہوچکا تھا جو طریقت مین ہین کیونکہ شریعت
انتہائی مقام سے وہ بہت آگے بڑھ چکے تھے بلکہ بہت سے سالکان طریقت اتنی قوت نہ رکھتے تھے
جتنی اونکو حاصل ہوچکی تھی غرض وہ مرشد کامل کی تلاش کرتے کرتے ملک عرب کے ایک خطے مین
پہونچے وہان ایک ولی کامل کا پتہ لگا جنکا نام حضرت یحییٰ تھا اونکے یہان آپ تشریف لے گئے تو
آپنے یہ معلوم کرلیا کہ حضرت یحییٰ کو چوتھے آسمان سے آگے بڑھنے کی قدرت نہین حالانکہ یہ لے کر
لگ جاسکتے تھے اتفاقاً حضرت یحییٰ کے یہان ایک لونڈی تھی جو کہ باوا صاحب کے وضو کا
پانی لائی آپنے جو اوسکے چہرے کی طرف دیکھا اور ہاتھ دھونے لگے تو تمام پانی
وضو کرتے صرف کردیا اور اوسکے چہرے پر سے نظر نہ ہٹائی جب لوٹا خالی ہوگیا تو آپنے پھر طلب فرمایا
اور پھر اوسی طرح اوسکے چہرے کو دیکھتے اور ہاتھ دھوتے رہے یہانتک کہ وہ ظرف خالی ہوگیا
پھر تیسری مرتبہ پانی مانگا اوسنے جاکے گھر مین کہا کہ کیسا فقیر ہے ہاتھ ہی دھوتے جاتے ہین

Marfat.com

کی لوٹے پانی کے ڈھلکا دینے یہ حضرت یحیی نے سُنا تو آپکو شکایت ہوئی اور باہر تشریف لائے
اور حضرت سے کہا کہ آپکی یہ کیا حرکت ہے آپنے جواب دیا کہ تخم حرام کی بابت … ہوتی
اور اوسکی قسمت ایسی خراب تھی لہذا مین نے اوسکی قسمت کو ڈھلکا دیا … وہان سے
حضرت واپس ہوکر اجمیر شریف مین حاضر ہوئے اور جناب غریب نواز سے بیعت … ہوئے
آپنے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ کے سپرد کر دیا چنانچہ آپنے اُنسے بیعت کی اور جیسا
چاہتے تھے ویسا ہی پایا۔ پیر طریقت بمنزلہ طبیب ہوتا ہے یعنی جسقدر امراض نفسانی اور
روحانی ہوتے ہین اونکو درست کرتا ہے بلکہ … علاج … مرید …
کسی کا باطنی علاج ہونا غیر ممکن ہے ہر چند کہ تمام امور خدای تعالی کی قدرت مین ہین …
عالم اسباب ہے … خدا کی عادت … ہے کہ … مرشد مقرر کرتے ہین
پیدا … محبت پیدا … اتنا اختلاط ہوتا جتنا کسی …
اور بیعت کرتے ہین بیعت تو ہو جاتی مگر آگے بڑھ نہین سکتا … ایک …
محبت کی وجہ سے ایک رشتہ درمیان مین قائم ہو جاتا ہے اور وہ رشتہ ایسے … موقعون پر
کام دیتا ہے جو نہایت نازک ہوتے ہین اور وہان سوائے محبت کے اور کوئی …
زیادہ تشریح اسکی صرف اسقدر ہو سکتی ہے کہ مرید ہزار کوس پر ہو لیکن مرشد اوسکے پاس ہی
موجود ہے اور اگر محبت نہو تو پاس بھی ہو تو دور ہے یہ محبت … اسقدر ہونا چاہیے کہ مرشد کا
کچھ خیال پیدا ہو جائے اسکو اصطلاح مین نسبت کہتے ہین چنانچہ … صاحب نسبت …
… اپنے ہمعصرون مین بڑے … تمام … آسانی حل ہو جاتی تھی
یہانتک کہ اگر کسی مرید کو اپنے پیر سے صرف محبت ہو اور کوئی ریاضت مجاہدہ طریقت کی نکرتا ہو تو اوسکو
قیامت کے روز اپنی ہمراہی ضرور نصیب ہوگی اور اوسکے پیر کو اپنے پیر کی یہانتک کہ سب اہل سلسلہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہونگے جیسا … ثبوت کہ انسان کا حشر اوسیکے ساتھ ہوگا
جس سے محبت ہو اس حدیث سے ہے المرء مع من احب یعنی انسان اوسیکے ساتھ

Marfat.com

شرونشر مین ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ علاوہ اسکے کچھ پیر سے اعتقاد اور محبت ہو بعض خاندانون مین خصوصًا بزرگان چشتیہ مین یہ اصول ہے کہ سوائے اپنے پیرکے اور کسیکو نہین سمجھتے یہ امر خلاف شریعت بظاہر ہے لیکن باطن مین معاملہ واحد ہے چنانچہ ایک مرتبہ ایک قافلہ مین ڈاکہ پڑا سب نے اللہ کو یاد کیا مگر ایک شخص نے جو کہ صاحب سلسلہ تھا اپنے مرشد کو یاد کیا وہ تو لٹنے سے بچگیا اور سب لٹ گئے اِنکی وجہ یہ تھی کہ اور اہل قافلہ نے بلا اعتقاد وبے مستقل محبت خدا کو اپنی غرض کیواسطے یاد کیا اس سے پہلے وہ اوسکو یاد نہین کیا کرتا مگر اس مرید کو محبت اپنے مرشد کی تھی اور اسقدر مانتا تھا کہ اوسنے زیادہ کسی کو نہ جانتا تھا اور ان مرشد کا رستہ خدا و رسول سے تھا لہذا اوسکی مدد ہوگئی باقی لوگون نے جھوٹ موٹ خدا کو پکارا تھا اسکی سماعت نہوئی تو محبت اور کمال اعتقاد اگر مرشد کے ساتھ ہے تو وہ خدا و رسول سے بالواسطہ تعلق رکھتا ہے ایک عرصہ کے بعد بالواسطہ رسول سے تعلق ہوجاتا ہے اور پھر کامل ہونے پر بلاواسطہ تعلق ہوجاتا ہے جیسا کہ فنا فی الشیخ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے مراتب ہین مرشد کی اطاعت و اعتقاد

فرض عین ہے اور تمام ضروری امور پر مقدم ہے

فصل ہفتم
اختلاف طریقت

طریقت کے اصول مین تو اختلاف نہین ہے مگر فروع مین ضروری اور یہ کئی طرح سے ہے اول یہ کہ مختلف خاندانون نے مختلف طریقے ہین دوسرے مختلف مریدون کو مختلف امور کی تعلیم دیجاتی ہے یعنی اونکی ضرورت اور مادہ کے موافق جیسا کہ ہم اپنے اوپر کی فصل مین بیان کرچکے ہین مگر ہان خاندانی فرقے جو ہین اونکی مجمل کیفیت یہ ہے کہ چار خاندان سب سے بڑے ہین قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ اور چشتیہ

اویسیہ اول کے تینون خاندانون کا سلسلہ حضرت علیؓ سے تعلق رکھتا ہے اور آخر کا صدیق اکبرؓ سے ان چارون کی تعلیم مین تھوڑا تھوڑا سا فرق ہے چنانچہ ایک فرق تو اصولی امور مین باعتبار طریقت یہ ہے کہ قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ وحدت شہودی کے قائل ہین اور چشتیہ وحدت وجودی کے اس اجمال کی تفصیل انکے مباحث مین انشاء اللہ تعالی آئیگی

Marfat.com

دوسرا فرق یہ ہے کہ پہلے کے ہر سہ خاندانون مین یہ تعلیم نہین دیجاتی کہ جو کچھ سمجھو پیر کو یعنی خدا و رسول
فی الحال پیر ہی کو سمجھو کیونکہ تمکو خدا و رسول اسی ذریعہ سے ملین گے یہ تعلیم چشتیہ مین ایک حد تک
دیجاتی ہے مگر وہ ایسی حد نہین کہ شرک و کفر تک پہونچے یعنی یہ نہین کہا جاتا کہ تم مرشد کو خدا کہو
بلکہ صرف اسقدر ہوتا ہے کہ تصور مرشد کا کرایا جاتا ہے اور خدا و رسول کی تصور کی تعلیم ابتدا مین
نہین ہوتی مقصد یہ کہ جب فنا فی الشیخ کا مرتبہ حاصل ہوچکتا ہے تو بآسانی تمام وہ دونون مرتبے
بھی طے ہوجاتی ہین چشتیہ خاندان مین سنت ظاہری کی پیروی زیادہ نہین کرائی جاتی بلکہ باطنی
ایسی تعلیم ہوتی ہے کہ وہ پیرو سنت ہوجاتا ہے اور باقی تین خاندانون مین ظاہری پیروی بھی کرائی جاتی ہے
اور ایک فرق یہ بھی ہے کہ گانا خاندان چشتیہ مین ایک امر لازمی اور داخل ریاضت ہے بلکہ داخل غذا ہی
مگر قادریہ اور سہروردیہ مین ممانعت ہے اور نقشبندیہ کے موجد حضرت بہاء الدین نقشبند فرماتے ہین
کہ نہ این کار میکنم و نہ انکار میکنم یعنی نہ تو مین گانا سنتا ہون اور نہ اسکے فوائد سے انکار کرتا ہون حضرات
چشتیہ کا یہ اصول ہے کہ جسطرح ممکن ہو خدا و رسول کی قربت ہونی چاہیے اگر نوافل مین جی نہ لگے ہرگز نہ پڑھے
اور اگر رونے مین جی لگے تو دن رات رونے کے سوا اور کوئی کام ہی نکرے اور اگر مرشد کے ذریعہ سے
وصل خدا حاصل ہو تو اپنی جان او سپر فدا کردے پھر چاہے جہنم ملے (معاذ اللہ) چاہے جنت اس سے
کوئی مطلب نہین حضرت سلطان نظام الاولیا فرماتے ہین کہ طالب دنیا مونث طالب عقبیٰ (یعنی جنت
مخنث و طالب مولیٰ مرد است خاندان چشت مین عشق تمام افعال و ریاضات پر مقدم رکھا گیا ہے
اور اصل اصول اسیکو قرار دیا ہے چنانچہ مولانا حافظ فرماتے ہین ع عشق زندہ شود جان مرد صاحب نظر
اگر تو عشق ندانی بروکہ معذوری ہ اور مولانای روم کا ارشاد ہے ع شاد باش ای عشق خوش سودای ما
ای طبیب جملہ علتہای ما × ای دوای نخوت و ناموس ما × ای تو افلاطون و جالینوس ما
ان حضرات کا مقولہ ہے کہ عشق چاہیے اور بس باقی خاندانون کا یہ اصول ہے کہ خدا و رسول کا حکم بجا لانا
چاہیے اونکے حکم کے خلاف سر مو نکرنا چاہیے درحقیقت دونون کے اصول کا مفہوم ایک ہے کیونکہ اگر
عشق نہوگا تو سچا پیرو اور پابند حکم ہوہی نہین سکتا کرایہ کا آدمی جیسا حکم مانتا ہے اگر ویسا حکم بجا لایا

Marfat.com

یعنی محبت نبوی اور ذوق وشوق تعمیل حکم مین نہوا تو بے اثر ہے کبھی قربت نہین ہوسکتی لہذا انھون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ کثرت عبادت اور پیروی سنت ہو در حقیقت عبادت کرتے کرتے محبت ہوجاتی ہے اور پھر عشق ہوجاتا ہے یہ امر ہر مرتبہ تجربہ مین آیا ہے کہ جب کوئی کسیکا ذکر ہر وقت کرتا ہے گو ابتدا مین دل سے نہو مگر آخر کار دل سے تعلق ہوجاتا ہے اور رغبت ہوجاتی ہے بلکہ خدا کا ذکر اور اوسکی عبادت سے بہ نسبت آدمیون کے زیادہ جلد اثر پڑتا ہے اور رشتہ محبت قائم ہوجاتا ہے حضرات چشت اس عشق کو صرف عبادت ہی کے ذریعہ سے نہین ترقی دیتے ہین بلکہ گانا بھی سنتے ہین کیونکہ واقعی گانا محرک عشق ہے اور عشق کو لمحہ لمحہ بڑھاتا ہے اور جو واسطہ درمیان عاشق ومعشوق ہوتا ہے یعنی مرشد اوسکے صدقے ہونے لگتا اور اوسپر اپنی جان فدا کرتا ہے غرضکہ حقیقۃً سب خاندانون کا اصول ایک ہی ہے بظاہر جدا جدا ہے ع مختلف ہین راستے ہرچند منزل ایک ہے اب رہا یہ فرق کہ ہر ایک کے یہان جدا ذکر و شغل اور قواعد و اوقات ہین یہ ایک معمولی فرق ہے جو بڑے فرق تھے حالانکہ باطناً وہ بھی متحد ہین یہ سب مجملاً بیان کردیے گئے اس سے زیادہ تشریح ضروری نہین اور جسقدر رہے وہ آگے بیان ہوتی جائیگی ۔

اسمائے خانوادگان زیدیہ عیاضیہ ادہمیہ ہبیریہ جنیدیہ جامیہ اکبریہ کبرویہ [illegible] قدوسیہ غوثیہ احمدیہ احسنیہ باقویہ علائیہ اگرچہ چودہ خانوادے مشہور ہین لیکن دراصل بہت سے خانوادے بعد کو ہوگئے چنانچہ [illegible] مین سے لکھدیے اور علاوہ انکے بہت ہین جیسے کہ مداریہ اور جلالیہ وگازرو[illegible] وغیرہ

فصل ہشتم
منازل ومدارج طریقت

ایک اعتبار سے طریقت کے ستر ہزار منازل ہین کیونکہ اسیقدر [illegible] ہر دو شاہدون کے [illegible] ایک حجاب ہے اور ہر دو [illegible] مشاہدہ ہے اور یہ سلسلہ برابر چلا گیا ہے سالک کو طریقت مین یہی معاملات پیش آتے ہین [illegible] پہلا حجاب [illegible] ہوجاتا ہے اور پہلا مشاہدہ ہوتا ہے بعد دوسرا حجاب درپیش ہوجاتا ہے اور [illegible] دوسرا مشاہدہ ہوتا ہے [illegible] سلسلہ برابر چلا گیا ہے مگر ستر ہزار حجابون مین سے بابون کہا جاتا ہے

کہ ستر ہزار منازل ہین سے بعض منازل حقیقت مین جا کے ختم ہوتے ہین سب منازل طریقت مین ختم نہین ہوتے ان مشاہدات اور حجابات کا مزید تذکرہ آیندہ فصول مین آئیگا۔

دوسرے اعتبار سے طریقت کے منازل تین ہین خاندان چشتیہ مین اونکے اور نام ہین قادریہ مین اور چنانچہ چشتیہ مین فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ اور قادریہ مین علم الیقین عین الیقین حق الیقین اگرچہ چشتیہ مین بھی یہ اصطلاحات مشہور ہین اور قادریہ مین بھی فنا کے تینون درجے مذکور ہین مگر اس زمانے مین یقینیات کے مدارج قادریہ کے لیے مخصوص ہوگئے ہین اور فنا کے مقامات چشتیہ کے لیے لیکن طریقت ہی مین یہ ہرسہ مدارج ختم نہین ہوجاتے بلکہ طریقت مین صرف فنا فی الشیخ اور علم الیقین کے مدارج ختم ہوجاتے ہین اور جسوقت عین الیقین اور فنا فی الرسول کے مرتبے پر سالک ہوتا ہے تو اوسوقت وہ منزل طریقت سے نکلکر منزل حقیقت مین ہوتا ہے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رح کے خیالات اور حالات مین انقلاب عظیم دیکھکر ایک شخص نے پوچھا من این الی این یعنی کہان سے کدھر جارہے ہو آپ نے جواب مین فرمایا کہ من العلم الی العین یعنی علم الیقین سے عین الیقین کیطرف ان ہرسہ مقامات کے بیان انکے فصلونمین ہونگے اسی طرح ایک اور منزل چار منزلون مین سے ایسی ہے جو کہ طریقت مین بھی ہوتی ہے وہ چارون منزلین یہ ہین ناسوت لاہوت ملکوت جبروت دراصل یہ چارون چار عالم ہین چنانچہ طریقت مین عالم لاہوت کو طی کرنا ہوتا ہے اور شریعت مین جب کمال ہوچکتا ہے تو عالم ناسوت سے گزرتا ہے اور جب حقیقت مین پہونچتا ہے تو عالم ملکوت طی کرنا ہوتا ہے اور جب معرفت مین پہونچتا ہے تو عالم جبروت سے سابقہ ہوتا ہے تو گویا ہر ایک عالم ایک منزل ہے۔

مزید کیفیات طریقت یعنی جزئیات تمام وکمال سہنا اول تو اسوجہ سے مشکل ہین کہ سیکڑون جزو اوسکے لیے چاہیین دوسرے ہر ایک سالک کے معاملات جداگانہ ہین اونکا قلمبند ہونا غیر ممکن ہے بلکہ دنیا مین جتنے آدمی ہین اگر وہ سب سالک طریقت ہوجائین تو سب کو جدا جدا واقعات اور معاملات درپیش ہونگے مگر اکثر حالات اور کیفیات جو لکھنا ممکن ہین وہ لکھے جاتے ہین

Marfat.com

اول جسوقت انسان طریقت مین داخل ہوتا ہے تو اوسکو مرشد توجہ باطنی سے دیکھتا ہے کہ اوسکے باطنی حالات کیا ہین اور کس خیالات کس مزاج اور کس طرح کا آدمی ہے اور اوسکا باطنی مادہ کیسا ہے چنانچہ مرشد کو معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ مرید کس خیال مین ہوا ہے آیا کسی دنیوی غرض سے یا اسلیے کہ صرف مریدون مین نام لکھانے کیلیے اور علاوہ اسکے کوئی دینی یا دنیوی مقصد نہین یا اوسکی یہ غرض ہے کہ توبہ کرنا مقصود ہے اور خدا کے عذاب سے بوسیلہ مرشد محفوظ رہنا چاہتا ہے یا اوسکو خدا کی محبت ہے قربت چاہتا ہے غرض جو کوئی خیال اوسکا مرید ہونے مین ہوتا ہے ویسا ہی اوسکے ساتھ برتاؤ ہوتا ہے مگر جس شخص کو کوئی نفسانی غرض ہوتی ہے اگر وہ مرشد کو قبل مرید کرنے کے معلوم ہوجاتی ہے تو حتی الامکان مرید نہین کرتا اور اگر بعد کو معلوم ہوتی ہے یا اوسکی یہ خواہش بعد ارادت کے پیدا ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ اُس مرید غرضی سے متنفر رہتا ہو اس مرید غرضی کی یہ موجودہ حالت جو ہوتی ہے وہ بھی گویا ایک منزل کہلاتی ہے اور اوسکو اصطلاح مین وحدت قہری کہتے ہین اسکی مثال مین یہ لکھتا ہون کہ مثلاً کسی مرشد کی کوئی حسین عورت مریدہ ہے اور اوسکے عاشق کو یہ معلوم ہوا تو وہ جا کے اس غرض سے اوسی مرشد کا مرید ہوا کہ ایک تعلق پیدا ہوجائے ایسے شخص کو طریقت مین منافق کہنا چاہیے اوسکا انجام نیک نہین ہوتا بلکہ علاوہ عاقبت کے دنیا ہی مین اوسکو نقصان شدید ہوتا ہے اور اگر محض توبہ کی غرض سے مرید ہوا ہے تو اوسکو ایک آدھ معمولی وظیفہ بنادیا جاتا ہے جس سے خدای تعالی توبہ کے نباہنے کی توفیق دیتا رہتا ہے اور پھر مرشد کامل کی صحبت سے رفتہ رفتہ شوق عبادت بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ اکثر ایسے لوگ آخر مین سالک ہوگئے ہین۔ اور اگر اوسی خدا کا عشق ہے تو اوسکی تعلیم خاص طور پر طریقت کے اصول پر ہوتی ہے اول تو اوسکو مرشد دیکھتا ہے کہ شریعت کی پابندی اور علوم ظاہری مین تو کچھ کمی نہین جسقدر کمی ہوتی ہے پوری کرائی جاتی ہے مثلاً جن سنتون کا تارک ہے اون سنتون پر عمل کرنیکی تاکید کیجاتی ہے یا اگر مسائل شرع سے جو کہ ضروری ہین ناواقف ہے تو واقفیت دلائی جاتی ہے پھر ذکر و شغل اور خلوت اور ان تمام شرائط طریقت کا عامل بنایا جاتا ہے جنکا ذکر ہمنے اوپر کیا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے

Marfat.com

کو مرشد خاص طور پر توجہ ڈال کے اوسکو ان تمام محنتون کا شوق دلا دیتا ہے جسکی وجہ سے اوسکے
قلب مین یہ بات پیدا ہو جاتی ہے کہ ان محنتون سے گھبراتا نہین بلکہ رقت اور لذت پیدا ہوتی ہے
اگر مرشد نہ ہو یا توجہ نکرے تو سو آدمیون مین صرف ایک آدمی ان محنتون کا متحمل ہو سکتا ہے اور پھر
وہ تاثیر جو ہونی چاہیے اور اسقدر جلد پیدا نہین چنانچہ ایک شخص کو مین نے بچشم خود دیکھا کہ ریاضت
و عبادت تو ایک طرف وہ نماز نہین پڑھ سکتا تھا لاکھ دل سے چاہتا تھا کہ نماز پڑھے مگر شیطنت
یا کاہلی یا سیاہی قلب اسقدر غالب تھی کہ نماز سیکڑون مرتبہ اوسنے شروع کی اور ہر مرتبہ اوس سے
چھوٹ گئی لیکن ایک عارف کامل سے رجوع کی اور یہ درخواست کی کہ نماز نہ چھوٹے اوس دن سے
پھر نماز ترک نہوئی تو مرشد کامل کی باطنی قوت مرید کے شریک حال ہو کر ان معاملات مین مدد دیتی ہے
اور ہر ایک محنت پوری ہو جاتی ہے بلکہ تمام برائیون اور خرابیون اور شیطان کے حملون سے
مرشد ہی مقابلہ کرکے مرید کو منازل طے کراتا چلا جاتا ہے صرف مرید کو اپنے مرشد کا معتقد اور
پابند حکم ہونا چاہیے ایک مثال اور یہ ہے کہ پاس انفاس مین اگر کوئی شخص بدون مرشد برسون
کوشش کرے تو بھی قلب ذاکر نہین ہوتا لیکن مرشد توجہ کرے تو ایک ساعت مین دل سے
لا الہ الا اللہ کی آواز آنے لگتی ہے غرض کہ مرشد ہی کی کارگزاری ہوتی ہے مرید برائے نام محنت کرتا
قادریہ خاندان اپنے اصول سے تعلیم اوسے حکیمانہ طریقہ سے کرتے ہین اور اہل چشتیہ اپنے اصول پر
کامیاب دونون ہوتے ہین یہ بات مشہور ہے کہ اہل چشت بہت جلد فائز المرام ہوتے ہین مگر یہ بات
درحقیقت کسی خاندان کی تعلیم پر موقوف نہین بلکہ جسکو خدا چاہتا ہے وہ جلد کامیاب ہوتا ہے خواہ کسی
خاندان مین ہو اور اوسکے اسباب یہ ہوتے ہین کہ مرشد کامل مل جاتا ہے اور اوسکو محبت بھی ہو جاتی ہے
اور جسکو خدا نہین چاہتا وہ خواہ کسی سلسلہ مین ہو کبھی منزل مقصود کو نہین پہونچتا اور در اصل مدد خدا
و رسول کی ہوتی ہے مرشد البتہ ایک ذریعہ خاص ہوتا ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین
ابتدا مین جب مرید اوس ذکر کو شروع کرتا ہے جو اوسکے مزاج اور حال کے مناسب ہے تو کیفیات
شروع ہو جاتے ہین کسی کو رقت طاری ہوتی ہے کسی کو بیہوشی یعنی غشی کسی کو حال آجاتا ہے

Marfat.com

ایک مبتدی کو مین نے دیکھا کہ ذکر مین اوسکو کیفیت ہوئی جو کہ خلوت مین کر رہا تھا تو اوسکی یہ حالت ہوئی کہ ہزارون ٹپخنیان کھائین اور در و دیوار پر اس زور سے اوس کا سر اور تمام اعضا لگتے تھے کہ بڑی سخت آواز دور تک جاتی تھی لوگون کو جو کہ باہر تھے یہ خیال ہوا کہ تمام جسم زخمی ہو گیا ہوگا مگر جب وہ کیفیت دور ہو گئی اور باہر نکلا تو کہین نشان بھی نہ تھا اور نہ کوئی نشان تھی اگر تھی تو اسقدر کم کہ دوسرون کو محسوس نہین ہوتی تھی یہ کیفیات روز بروز بڑھتے جاتے ہین مگر ظرف و قوت بھی خدا کی طرف سے مرشد کی معرفت عطا ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ جب مبتدی منتہی ہو جاتا ہے تو لوگون کو معلوم نہین ہوتا کہ اس سالک کو کیفیت ہے یعنی مادہ ضبط اور ظرف بہت زبردست ہوتا جاتا ہی اور ایسی بڑی بڑی کیفیتون کو وہ برداشت کر جاتا ہے یعنی اگر وہ کیفیتین پہاڑون پر ہون تو اونکے ٹکڑے ہو جائین ان کیفیتون سے وصال بہت کم ہوتا ہے صرف چند اولیاء اللہ کو ہوا ہے جنمین سے دو صاحبون کے واقعات مشہور ہین ایک حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی جنکو تقریبا چھ سو برس کا زمانہ گزرا اور دوسرے متاخرین مین حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی حضرت خواجہ صاحب کو اس شعر پر وصال ہوا ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ❊ ہر زمان از غیب جان دیگر ست ❊ اور مولانا صاحب کا وصال اس شعر پر ؎ گفت قدسی فقیری در فنا و در بقا ❊ خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی ❊ غرضکہ جب کیفیت ہوئی ہے تو اوسوقت سالک کی گویا ایک منزل طی ہوتی ہے یا اوسکا راستہ ملتا ہے اور پھر مرشد کی تعلیم سے دوسری منزل کا پتہ چلتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہی کہ سالک کو ایک ہی منزل مین عرصہ دراز لگ جاتا ہے اور اوسکے بہت سے وجوہ ہوتے ہین جنکا اپنے اپنے موقع پر ذکر ہوگا یہان اب ہم صرف اون امور کا ذکر کرینگے جو کہ اصول طریقت سے متعلق ہین اور وہ یہ ہین کہ دو درجے طریقت مین ہوتے ہین ایک کو تصفیہ قلب کہتے ہین دوسرے کو تزکیہ نفس انکا بیان بھی اپنے اپنے موقع پر ہوگا مگر یہ امر قابل اظہار ہے کہ یہ دونون درجے انھین اصول کے ذریعہ سے حاصل ہوتے ہین جنکا بیان ہم فصل ششم مین کر چکے ہین اور اون پر اضافہ جن امور کا ہوتا ہے وہ یہ ہین کہ بقدر

عبادت ہو بے ریا ہو اگر ریائی عبادت ہوتی ہے تو طریقت کے مدارج ہونا ایک طرف شریعت کے
مدارج بھی طے نہین ہوتے چنانچہ قرآن و حدیث مین جو مذمتین ریا کی ہین وہ صاحبان علم شریعت کو
بخوبی معلوم ہین مگر طریقت مین چونکہ شریعت کی تمام باتون کا جوہر یا عطر نکالا گیا ہے تو ریا کے
معاملہ مین بھی وہی حالت ہے مین حتی الامکان اوسکے اظہار کی کوشش کرتا ہون اہل عقل
انشاء اللہ تعالی سمجھ جائینگے اور مین شریعت کی رو سے ریا کے متعلق جو احادیث ہین اونکا ذکر کرتا ہون
پھر طریقت کی رو سے لکھونگا حدیث مین ہے کہ ریا عبادت کو باطل کرتی ہے اور اوسکی صورت یہ ہے
کہ اگر ریا پہلے سے دل مین ہے تو عبادت بالکل باطل ورا گر بعد کو پیدا ہو تو ریا کا عذاب ہوگا
اور عبادت کا بھی اجر ملیگا اور اسکو ریائی جلی کہتے ہین ریائی خفی یہ ہے کہ عابد کی اگر لوگ تعریف کرین
اور وہ خوش ہو تو یہ بھی ریا ہے کیونکہ خدائی تعالی قیامت مین علما سے کہیگا کہ تم کس چیز کا اجر تمسے
چاہتے ہو علم تو بیل۔ تو اسکا عوض تمکو دنیا ہی مین ملگیا کیونکہ لوگون کی تعظیم و تکریم پر خوش ہوتے تھے
اس سے زیادہ خفی ریا کی صورتین ہین اور اونکا پتہ بھی احادیث سے چلتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی عبادت
کرے اور لوگ اوسکی تعظیم و تکریم کرین اور وہ خوش نہو لیکن اس بات پر خوش ہو کہ مین خوش نہین ہوا
تو یہ بھی ریا ہے مگر اسی مقام سے شریعت و طریقت کا تعلق شروع ہوتا ہے یعنی یہ کمال شریعت سے ہے
کہ خوش نہونے پر بھی نہو اور یہی طریقت کی منزل اول ہے مگر اہل طریقت نے اس امر پر غور کیا ہے
کہ ریا کے اسقدر خفی درجے کسی عابد سے اوسوقت تک چھوٹ نہین سکتے جب تک یا تو نفس
بالکل مردہ نہو جائے جسکو تزکیہ نفس کہتے ہین اور یا حالت بیہوشی نہو چنانچہ جسوقت کیفیت ہوتی ہے
اوسوقت کسی چیز کا ہوش نہین رہتا ریا کا ذکر کیا ہے اور ایسی کیفیتون کے حاصل کرنے کے لیے
کاملین نے جو ذکر و شغل احادیث وغیرہ سے لیے ہین اوسکو اشغال اور اذکار کہتے ہین ریا کا
مفصل بیان آیندہ ہوگا مگر اب دوسرے امور جو کہ تزکیہ نفس و تصفیۂ قلب کے لیے لازم ہین
مذکور ہوتے ہین اونمین سے ایک خاموشی بھی ہے اور اسکا ذکر بھی احادیث مین بکثرت موجود ہے
اور آنحضرت نے کلام کو حتی الامکان بے انتہا منع فرمایا ہے یہانتک کہ خاموشی کو عبادت فرمایا ہے

Marfat.com

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت معاذ سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاموشی کا عمل سب سے بڑھکر ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ انسان کا بڑا حصہ گناہون کا زبان کے باعث سے ہوتا ہے اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ آیہ یہان بہترین عبادت خاموشی ہی حضرت عیسی سے کسی نے پوچھا کہ جنت مین جانیکی سہل تدبیر بتایئے آپنے کہا بولا نکرو لوگون نے کہا غیر ممکن ہے تو آپنے کہا اچھا سوائے نیک بات کے اور کچھ نہ کہو اور یہ بھی کہا کہ اگر دس حصے عبادت کے کیے جائین تو نو حصہ خاموشی ہے اور ایک حصہ مین دوسری عبادتین حضرت صدیق اکبرؓ منہ مین سنگریزے جمع رکھتے تھے کہ بات نکرسکین حضرت ابن مسعود کا قول ہے کہ قید مین رہنے کے لیے زبان سے بہتر کوئی نہین۔ ربیع بن خیثم نے بیس برس تک کسی سے بات نہین کی جو کچھ کہنا ہوتا نہایت ضروری وہ لکھکر دیتے اور شام کو روزانہ غور کرتے کہ مین نے کچھ بُری بات تو نہین لکھی حدیث مین ہے کہ امر فضول کہنا حسن اسلام سے خارج ہے اور بہت باتین ایسی ہوتی ہین جنسے دوسرا شخص گنہگار ہوتا ہے یہ بھی اُسکے نامۂ اعمال مین لکھا جاتا ہے حضرت لقمان حضرت داؤد کے پاس روز جایا کرتے تھے اور وہ زرہ بنایا کرتے تھے مگر اونکی سمجھ مین نہ آتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے فضول سمجھکر پوچھتے نہ تھے جب سال بھر کے بعد زرہ تیار ہوئی تو اونکو معلوم ہوا کہ یہ اس کام کی چیز ہے۔

طریقہ بیعت چشتیہ (چشتیہ اور دیگر خاندانون مین بیعت کرنیکا اصول قاعدہ ایک ہی ہے بہت ہی تھوڑا فرق ہے اسلیے صرف چشتیہ طریقہ تحریر کیا جاتا ہے

اول جسروز مرید ہونیکا ارادہ ہو اوسکی شب تمام رات بیدار رہے اور توبہ و استغفار اور عبادت گریہ وزاری مین مصروف رہے اور خدا سے دعا کرے کہ مجھے مرید ہونیکی توفیق دے اور توفیق دے کہ مین مرشد کا تابعدار من وعن رہون اور میرے مرشد کو میری محبت ہو اور مجھے ... بہتر روز مرید ہونیکا یوم پنجشنبہ یا دوشنبہ ہی ورنہ جو یوم ہو اچھا ہے مرید ہونے ... غسل کرنا چاہیے اور دو رکعت نماز نفل پڑھنا چاہیے بہ نیت استخارہ مرید ہوتے وقت رو بقبلہ اور جانب سجادہ مرشد بیٹھے اور اوسوقت پیر کو لازم ہے کہ اپنے پیر بھائیون اور مریدون اور مرید ... کے

Marfat.com

اعزویا احباب جو کنجمع ہوسکین اونکو جمع کرے اور مرید کو سامنے بٹھاکے کلمہ توحید وکلمہ شہادت
واستغفار پڑھائے اور ایک مقراض لیکر پیشانی کا ایک بال اور ایک بال رست کا اور ایک چپ کا
ان تینون بالون کو ایک کرکے ترلشے اور خدا سے دعا کرے کہ خداوندا یہ تیرا بندہ گریختہ پھر تیری پاس
آیا ہے اور اب بھاگنے سے توبہ کرتا ہے تو اسے اپنے آغوش کرم مین لے اور خطاے گذشتہ کو معاف فرما
اور آیندہ نیکی کی توفیق دے اور کچھ شیرینی پر فاتحہ اپنے مرشدونکا دیکر مرید کو اپنے ہاتھ سے کھلائے
اور باقی کو لوگون مین تقسیم کردے اور ایک کتاب مین آ ما دیکھا ہی کہ بعد بال کاٹنے کے غسل کرنا چاہیے
غرض مرید اپنا ہاتھ مرشد کے ہاتھ مین دے اور مرشد اوسکا ہاتھ لیکر پھر ہمیشہ اوسکا خیال رکھے
بعد اوسکے مجمع ختم ہو جائے تو خلوت مین بلائے اور اب مرشد کو لازم ہے کہ توجہ باطنی سے اوسکے
تمام احوال باطن کو ملاحظہ کرے جو نقص اور جو ضرورت ہو اوسکے مطابق اوسے تلقین کرے
جاننا چاہیے کہ ذکر اصولا چار طرح پر ہے اول لا الہ الا اللہ دوم سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ
الا اللہ واللہ اکبر سوم لا الہ الا اللہ اور چوتھا صرف اللہ انھین ہر چہار اذکار کی بہت سی
شرطین ہین اور مختلف ترکیبین ہین جنسے سیکڑون طرح کا ذکر پیدا ہوتا ہے اور ہر ایک کی تاثیر جدا
پیدا ہے اور بعض اذکار کے نام بھی علیحدہ رکھدیئے گئے ہین مثل پاس انفاس اور سلطان الاذکار
وغیرہ کے اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ شریعت مین جو امور کہ سنت اور نفل ہین وہ طریقت مین
فرض وواجب ہین چنانچہ اگر ان پر عمل نکرسکا یعنی شریعت کی ان سنتون اور طریقت کے ان فرائض کو
ادا نہ کرسکا تو یہ طریقت کا سالک ہرگز نہین بلکہ ابھی شریعت ہی مین کامل نہین ہوا مثلاً خلوت مین رہنا
ہمیشہ باوضو رہنا باتین کم کرنا رذائل امور سے پرہیز کرنا روزے رکھنا وغیرہ وغیرہ یہ سب مسنون
اعمال ہین طریقت مین یہ سب فرض ہین اور صرف چشتیہ ہی مین نہین بلکہ تمام خاندانون مین
ہر ایک سنت پر عمل کرنا فرض ہے اگر ایک مرتبہ بھی تارک سنت ہوا فقیرون کے زمرہ مین نہ رہیگا
چنانچہ چند حضرات کے واقعات مثالاً لکھتا ہون اول یہ کہ حضرت نے ایکمرتبہ ایک پاؤن اپنے خلوتخانہ
سے باہر نکالا غیب سے آواز آئی کہ اے یہی ہمارے تیرے عہد تھا فوراً انھون نے چھری لیکر اپنی ٹانگ

Marfat.com

جڑ سے کاٹ ڈالی اور پھر تمام عمر شرمندگی کی وجہ سے آسمان کو مُنہ اوٹھا کے نہین دیکھا کہ کیا مُنہ لگا کے سر اونچا کرین ایسا ہی واقعہ حضرت کا ہے کہ اونھون نے ایک مرتبہ اشراق کی نماز مین کوتاہی کی اوسکے بعد سے پھر کبھی نماز قضا نہوی۔

فصل نہم
عہدہاے طریقت

ابدال اوتاد غوث قطب یہ چار بڑے عہدے صاحبان خدمت کے مقرر ہین اونکے ماتحتین بے شمار ہین جیسا کہ انتظام ظاہری مین ویسراے سے لیکر ایک کانسٹبل تک صاحب خدمت ہوتا ہے تو سب ادنے و اعلے عہدہ دارون کے اختیارات وحالات کا بیان کرنا ایسے چھوٹے سے رسالہ مین غیر ممکن ہے مگر ہان بڑے عہدون کا بیان کیا جاتا ہے آسمانون سے جو صاحبان خدمت متعلق ہوتے ہین اونکو ابدال کہتے ہین اور اونکے حالات یہ ہین کہ ابدال سات ہوتے ہین اور تمام آسمان و زمین کے بھی سات سات حصے ہین چنانچہ ہفت اقلیم مین سے پہلی اقلیم کے ابدال کو ساتوین آسمان سے تعلق ہے اور وہین سے احکام اونکے لیے صادر ہوتے ہین اور اسی آسمان کے روحانیت سے اقلیم اول متعلق ہے یہان کا ابدال حضرت خلیل اللہ کا ہمقدم ہوتا ہے دوسرے اقلیم چھٹے آسمان سے وابستہ ہے اور وہان کے روحانیات وکواکب سے اس اقلیم دوم کو تعلق ہے اور اوسیکے انوار کا پرتو اس اقلیم پر پڑتا ہے یہان کا ابدال حضرت کلیم اللہ کے ہمقلب ہوتا ہے۔ اسیطرح تیسری اقلیم پانچوین آسمان سے اور اوسکا ابدال حضرت ہارون کے ہمرنگ ہوتا ہے جسکی حمایت تائید نور محمدی سے ہوتی ہے چوتھی اقلیم چوتھے آسمان کی محکوم ہے یہان کا ابدال حضرت ادریس کا تابع ہوتا ہے اور حضرت ادریس قطب الاقطاب ہین اور تمام اقطاب روی زمین انھین کی نیابت مین ہین پانچوین اقلیم تیسرے آسمان کے ماتحت ہے اس اقلیم مین اسیکے آسمان کے کواکب اور پرتو ہین اور یہان کا ابدال حضرت یوسف کا ہمقدم ہوتا ہے چھٹے اقلیم آسمان دوم سے متعلق ہے یہان کا ابدال حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کا ہمعنان ہے ساتوین اقلیم فلک اول سے وابستہ ہے یہان کا ابدال آدم علیہ السلام کے قلب سے مستفیض ہوتا ہے - اوتاد چار ہوتے ہین

Marfat.com

وہ چارون ہمتون کی حکومت وانتظام کے لیے معین ہوتے ہین غوث وہ حاکم ہوتا ہے جسکی عدالت مین دادرسی وفریادرسی ہوتی ہے انتظام ممالک اوس سے متعلق نہین بلکہ عدالتون کا منصب ہر ملک مین ایک غوث ہوتا ہے اور تمام اقلیم کا ایک غوث ہوتا ہے اور تمام دنیا کا ایک غوث ہوتا ہے جسے غوث الاعظم کہتے ہین ـ

اقطاب کئی طرح کے ہوتے ہین ایک قطب ہر شہر مین ہوتا ہے اور ایک ہر ملک اور ایک ہر اقلیم کا اور قطب الاقطاب وہ عہدہ ہے جو تمام روی زمین اور ساتون آسمانون پر حاکم ہوتا ہے جملہ عہدہ دار اوسکے ماتحت ہوتے ہین اور ہیجدہ ہزار عالم کی حفاظت اوسکے ذمہ ہے مگر عالم غیب وعالم شہادت کو دو امامون سے ہوتی ہے قطب کی ادنے مدت تین سال ہے اور زیادہ سے زیادہ پینتیس سال چارماہ قطب الاقطاب جسوقت نیا آتا ہے تو پہلے سب سے عقل اول اوسکی بیعت کرتی ہے پھر ارواح پھر ساکنان آسمان اور پھر عناصر اور پھر تمام مخلوقات جنات وغیرہ وغیرہ حسب مرتبہ بیعت کرتے ہین حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ جب ارواح بیعت کرنے آتے ہین تو قطب الاقطاب سے ہر روح علم الٓہیات مین ایک ایک سوال کرتی ہے یہ تحقیق ہے کہ حضرت غوث الاعظم قطب الاقطاب تھے علاوہ ان چار کے افراد بھی ہوتے ہین یہ افراد اگرچہ قطب الاقطاب کے ہمپلہ ہون مگر نہ وہ قطب ہوتے ہین اور نہ وہ بیعت قطب کرتے ہین کیونکہ وہ مرتبہ اور قابلیت مین قطب کے برابر ہوتے ہین

فصل دہم
انجام ونتیجۂ طریقت

جسطرح ہر ایک کام کے دو نتیجہ ہین ایک بحالت کامیابی دوسرا بحالت ناکامی اسیطرح طریقت کے بھی ہوسکتے ہین مگر طریقت کی کامیابیان اور ناکامیان دونون متعدد بلکہ بکثرت ہین اور اوسکی مختصر تفصیل یہ ہے کہ مثلاً ستر منازل طریقت ہین توجس منزل پر سالک پہونچ کے رہجائے وہی اوسکا نتیجہ کامیابی ہے اس حساب سے جتنے مقامات ہین اوتنے ہی نتیجہ ہوے اور اکثر اہل طریقت ایسے ہی ہوتے ہین کہ کسی مشاہدے سے سیر ہوجاتے ہین یا کسی کرامت سے خوش ہوجاتے ہین تو وہ آگے بڑھنے کے لیے بیتاب نہین ہوتے اور جب تک عاشق کو بیقراری نہوگی اوسوقت تک آگے نہ بڑھیگا توگویا اونکی ترقی مسدود ہوجاتی ہے مگر جسکو

Marfat.com

اللہ اپنی طرف بلاتا ہے وہ برابر چلا جاتا ہے۔
اب رہے ناکامی کے نتیجے سب سے خراب نتیجہ جو کسی کا ہو سکتا ہے وہ اون اہل طریقت کا ہوتا ہی جو کوئی امر خلاف شرع خواہش نفسانی وطلب دنیا کی وجہ سے کرنے لگتے ہین یا اپنے پیرسے منحرف ہو جاتے ہین انکا ٹھکانا اسفل السافلین مین بھی نہین کیونکہ اس سے بڑھکے کوئی گناہ طریقت مین نہین اور وہ لوگ جنسے مرشد کمال ناراض ہو جائے یہانتک کہ بد دعا کرے یا جس شخص کو کسی ولی کامل سے دشمنی ہو جائے وہ بھی مثل شیطان کے مردود ہو جاتا ہے

مپسندش اندر طعنۂ نیکان زند	گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد

ایک اعتبار سے خدا کا ملنا سہل ہے اور ایک اعتبار سے مشکل ہے قربت اوسکی رگ گردان اور رگ قلب سے زیادہ ہے اور دوری اوسکی اسقدر ہے کہ جبقدر ازل سے ابد دور ہے قواعد کے روسے طریقت کی حالت اور شریعت کے تعلقات او حقیقت ومعرفت کے معاملات ذیل کی مثال سے واضح ہونگے۔
معرفت گویا معشوق ہے اور حقیقت اوسکا محل ہے اور طریقت اوسکی راہ ہے اور شریعت زاد راہ وتوشہ وسامان سفر وغیرہ ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی مسافر کسی شخص سے ملنے کو چلتا ہے اور اوسکی منزل بہت دور و دراز برسون کی راہ ہوتی ہے تو وہ گھر سے بہت کچھ روپیہ اور ہر موسم کے لیے لباس اور بستر اور راستہ کیلیے کھانا اور ظروف ضروری اور راستے کے قزاقون سے بچاؤ اور اپنی حفاظت ہو یہ سب اسباب ہمراہ لیجاتا ہے اور چونکہ کبھی اس سے پہلے وہ اس راستے سے واقف ایسا نہین تھا کہ کبھی اپنی آنکھ سے تمام مقامات راہ دیکھے ہون اور اپنے پیرون سے چلا ہو اسلیے ایک ایسے شخص کی بھی ضرورت ہے جو کہ راستے سے واقف ہو اور متواتر ادھر سے گزرا ہو اور لوگون کو پہونچا چکا ہو ایسے رہبر کو مرشد و پیر کہتے ہین اور اوس سامان کو اوامر و نواہی شریعت اور اسلیے کو علوم معقول کہتے ہین کیونکہ علم وعقل ہی کے ذریعہ سے شیطان سا قزاق نفس سا چور مغلوب ہو سکتا ہے اور ان دونون کی کیفیت یہ ہے

Marfat.com

کہ نفس تو گھر سے ساتھ ہولیتا ہے بلکہ ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے اور شیطان مع اپنے ذریات کے
اوس راہ مین رہزنی کے لیے تیار ہو جاتا ہے اوسوقت علم و عقل کے اسلحہ کام آتے ہین اگر
اس مین کمی ہوتی ہے تو شیطان غالب ہو جاتا ہے اور اکثر موقعون پر مرشد مدد کرتا ہے
کیونکہ اکثر علم و عقل کو بھی مغلوب ہو جانا پڑتا ہے غرض یہ کہ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت
وغیرہ کی بالکل یہی حالتین ہین اور جس چیز مین کمی ہوتی ہے اوسکے حساب سے نتیجہ خراب نکلتا ہے
کیونکہ اگر اسلحہ کمزور ہون یا رہنما کا ہاتھ چھوٹ جائے یا راہ مین پہاڑون دریاؤن جنگلون غارون
درندون اور گزندون سے ضرر پہونچے تو اس دور و دراز راہ مین کوئی تعجب نہین

فصل یازدہم
منتہائے طریقت

منتہائے طریقت اور انجام طریقت کے الفاظ قریب قریب ہین
اور مفہوم بھی قریب ہے مگر کچھ فرق ہے اسلیے یہ فصل قائم کی گئی
اصل یہ ہے کہ ایک اعتبار سے طریقت کا کوئی منتہا نہین اور جو ہے اوسے کوئی نہین جانتا
اور جو جانتا ہے وہ بتا نہین سکتا نہ وہ اپنے ہوش مین رہتا ہے مگر جسقدر بیان مین آسکتا ہے
انشاء اللہ تعالیٰ وہ بیان کیا جائیگا دوسرے اعتبار سے طریقت کا منتہا حقیقت ہے
کیونکہ جسقدر منازل تصوف ہین اور وہ بے شمار ہین اونکے چار حصے بڑے کر دیے گئے ہین
شریعت طریقت حقیقت معرفت تو اس حساب سے شریعت کا منتہا طریقت ہے اور طریقت کا
منتہا حقیقت ہے اور حقیقت کا منتہا معرفت ہے گویا معرفت آخری منزل ہے یا ایسی راہ ہے
جسکے بعد راستہ نہین اور اگر ہے تو اوسکا علم نہین اور اگر علم ہے تو اوسکا عالم و واقف اپنے
ہوش مین نہین اور اگر اپنے ہوش مین آئے بھی تو جسوقت وہ ہوش مین آیا اوسوقت وہ اوس مقام پر
نہ رہا اور چونکہ وہ منتہای معرفت پر بحالت بیخودی و بیہوشی تھا اسلیے وہ جانتا ہی نہین کہ وہ
کیا حالت تھی کونسا مقام تھا اور کیسا تھا اور اگر کوئی ایسا زبردست صاحب ظرف کامل المعرفۃ
اللہ نے پیدا بھی کیا جو کہ اوسکا عالم بحالت ہوش و حواس رہے تو وہ راز ہے اوسکا بیان کرنا
کفر ہے چنانچہ افشاء سر الربوبیۃ کفر سے یہی مقامات مراد ہین جو کہ بصیغہ راز ہین اور اگر یہ بھی

Marfat.com

فرض کرلیا جائے کہ کفر نہوتا تو بھی وہ بیان مین نہین آسکتا کیونکہ وہ عالم باطن کا بطون در
بطون ہے اور عالم باطن کے ادنی یعنی بالکل ظاہری اشیا و واقعات بھی بیان سے تعلق نہین
رکھتے کیونکہ نکات والفاظ و عبارات والسنہ جو کچھ ہین وہ سب عالم ظاہر کے اشیا کے
اظہار کے لیے وضع ہوے ہین عالم باطن کے لیے الفاظ موضوع نہین ہوے چنانچہ
سات بطن کلام مجید کے بھی ہین باطن در باطن مگر چونکہ وہ عالم باطن سے متعلق ہین اسلیے
وہ عالم باطن مین نہین آسکتے تو بس ان امور کو ملحوظ رکھے

اب جاننا چاہیے کہ ہر شخص کا منتہائے طریقت وہ مقام ہے جہان وہ ٹھہر جاے اور اسکے
آگے نہ بڑھے یا نہ بڑھ سکے اور اسکی چند صورتین ہین اول یہ کہ قوت روحانی کی ترقی کیوجہ سے
بند ہوجائے تو وہ جس مقام پر پہونچ چکا ہے اوسکے آگے نہ بڑھ سکیگا اور قوت روحانی کی ترقی
ان امور پر موقوف ہے کہ جو ریاضت و ذکر و شغل و فکر و تصفیہ قلب و اصول و قواعد طریقت
و آداب طریقت و اغذیہ و پرہیز وغیرہ سے تعلق رکھتے ہین کیونکہ یہ سب امور روحانی قوتین
بڑھانے مین بڑی مدد کرتے ہین اگر انہین سے کوئی فروگذاشت ہورہیگا تو روحانی ترقی ہوگی
اور جب روح کی قوت ترقی پذیر نہوگی تو سالک آگے نہ بڑھ سکیگا لہذا جس مقام پر پہونچیگا وہی
اوسکا منتہا ہوگیا اور اگر خلاف ان امور کے کرتا رہیگا تو رجعت ہوتی جائیگی جب خلاف کرنا
چھوڑ دیگا تو رجعت موقوف ہوجائیگی ورنہ رجعت اس حد تک ہوجائیگی کہ اوسکی بھی انتہا نہین
دوسری صورت یہ ہے کہ جسقدر ظرف جس سالک کا ہے وہ اسی مقام تک پہونچ سکتا ہے آگے
نہین بڑھ سکتا اسکی ایک خاص وجہ ہے وہ یہ کہ جب ظرف بھر جاتا ہے اور اوسمین گنجایش
بڑھنے کی نہین رہتی تو مشاہدہ تجلیات سالک کو متحیر کر دیتا ہے اور اس عالم مین آکر
جس مین وہ ہمیشہ کے لیے رہجاتا ہے اوسکو عالم حیرت کہتے ہین بس یہ ترقی موقوف ہوجاتی ہے
اور وہی مقام کہ جو اوسکے مشاہدہ مین بحالت حیرت رہتا ہے اوسکا منتہا ہے تیسری صورت
منتہای طریقت کے قائم ہوجانیکی یہ ہے کہ سالک کسی مشاہدہ پر قانع ہوجائے اور اوسکے

Marfat.com

قلب کو وہ تسکین ہو جائے جو کہ ایک عاشق کو دیدار سے ہو جاتی ہے ہرچند کہ عاشقوں کو دیدار کے بعد گفتگو اور قربت کی خواہش بڑھتی جاتی ہے مگر ممکن ہے کہ کسی کا عشق محدود ہو اور صرف دیدار سے اوسکو مستقل تسکین ہو جائے تو ایسا ہی سالکوں مین بھی ممکن ہے کہ کسی تجلّی کے مشاہدہ سے مستقل سکون ہو جائے اور وہ آتش شوق جو روز بروز مشتعل ہوتی جاتی تھی دفعۃً کافور ہو جائے تو وہی مقام (مشاہدہ) اوسکا منتہا ہو جائیگا مگر یہ صورت کم واقع ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عشق مین خواہ وہ مجازی ہو یا حقیقی بشرطیکہ صادق ہو قدرۃً ترقی پذیر ہوتا جاتا ہے بلکہ اوس عشق کے صادق ہونے مین کلام ہے جو ترقی پر نہو تاہم ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی نعمت حسن سے وہ سیراب ہو جائے گو ایسا کم ہو۔

یہ تو منتہای طریقت کا بیان تھا اب اسی مقام پر مختصر ذکر منتہای حقیقت کا بھی آنا چاہیے وہ یہ طرح کہ حقیقت بھی ایک راہ ہے جو کہ عالم باطن مین گئی ہے اور ہر عالم باطن ایک دلچسپ مقام ہے جہاں کی سیر مین سالک کی عمر ختم ہو جائے وہی اوسکا منتہا ہے مگر طریقت کے ابتدائی مقامات ایسے ہین جن مین اگر عمر ختم ہو جائے تو انسان بعد مرنیکے یہ لازم نہین کہ آگے بڑھ سکے بخلاف اہل حقیقت کے کہ خواہ وہ کسی مقام پر فوت ہون ہر مقام پر آزاد ہین مقید ہرگز نہین اور اونکے تصرفات بھی نامتناہی ہین (اندرون حقیقت) دوسرا منتہا حقیقت کا یہ ہے کہ ظرف اوسکو قبول نکرے یعنی سالک اپنے ہوش وحواس کو کھو دے اور حیرت طاری ہو جائے جیسا کہ طریقت مین بیان ہوا تو وہ بھی اوسکا منتہا ہو جائیگا اور ایک صورت منتہا کی یہ بھی ہے کہ اپنی حقیقت سے کماحقہ آگاہ ہو جائے جسوقت اپنی حقیقت سے واقف ہو گیا تو یہ اصلی منتہای حقیقت ہے مگر یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اب اسکے آگے کوئی اور اصلی منتہا حقیقت نہین مطلب اسکا یہ ہے کہ ابتک جو منتہا بیان ہوے وہ سب عارضی تھے مگر یہ منتہا اصلی ہے کہ انسان اپنی اور اپنے نوع کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے کیونکہ یہ مقام نہایت مشکل ہے یہان رسائی اوسیوقت ہوسکتی ہے جبکہ کامل و اکمل ہو اور اسکا مفصل بیان انشاءاللہ تعالی باب حقیقت کے

Marfat.com

فصول مین آئیگا اس فصل مین صرف اتنا کہنا اور یاد دلانا اور باقی ہے کہ انتہای معرفت عقل و قیاس اور بیان سے باہر ہے جسکا خلاصہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین البتہ ہم بھی کہتے ہین اور ہر شخص کہسکتا ہے کہ آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد ٭ یا یون کہا جائے کہ انتہای معرفت مین انسان انسان نہین رہتا بلکہ اپنی کسی حیثیت مین نہین رہتا گو ظاہر مین قالب انسان ہو

فصل دوازدہم
ذکر و شغل

ذکر اون الفاظ کو کہتے ہین جنکے پڑھنے سے معبود مطلق اور مقصود برحق کی یادآوری ہوتی ہے اور اظہار عبودیت و پرستش ہوتا ہے

اسکی تین حالتین ہین اول یہ کہ محض زبان سے دوسرے محض قلب سے تیسرے زبان و قلب دونون سے سب سے کمتر درجہ ذکر کا وہ ہی کہ صرف زبان سے ہو اور سب سے بہتر یہ ہے کہ زبان و قلب دونون سے ہو کیونکہ زبان جو ایک عضو انسانی ہے اگر صرف اوس سے ذکر ہو اور قلب سے بالکل نہو تو گو کمتر ہے مگر تین وجہون سے خالی از فائدہ نہین اول یہ ہی جو عضو جس وقت خدا کی طرف متوجہ ہے وہ اوس وقت بہتر اوس حالت سے ہے کہ ماسوا کی طرف مشغول ہو ایک تو اسلیے ذکر لسانی خالی از فائدہ نہین دوسرے یہ امر کہ اگر بکثرت زبان سے ذکر کیا جاتا ہے تو چونکہ زبان و قلب مین تعلق ہے اسلیے کبھی نہ کبھی قلب بھی اسکی وجہ سے ذاکر ہو جاتا ہی اور علاوہ اسکے جب ہمیشہ زبان ذاکر رہیگی تو ایک نہ ایک مرتبہ قلب کو شرم آئیگی اور وہ بھی متوجہ ہو گا تیسری بات یہ ہے کہ خود ذکر گو وہ لسانی ہو ایک عرصہ کے بعد اوسمین یہ تاثیر قدرتا ہی کہ قلب کو اپنی طرف متوجہ کرلے اور چوتھی بات یہ ہے یا یون کہا جائے کہ اوسکی تشریح ہے کہ ذکر جس شی کا بکثرت ہو آخر مین اوسکی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور جب محبت ذرہ برابر بھی ہو تو وہ عشق [illegible] آجاتی ہے ان وجوہ سے محض زبان سے بھی ذکر خالی از فائدہ نہین مگر یہ فائدہ [illegible] مفید نہین بلکہ جب تک قلب بھی شریک نہو خارج از طریقت ہے چنانچہ شریعت مین جب کہ زبان سے عبادت کرنا فرض ہے اوسی طرح طریقت مین قلب سے ہے اور شریعت [illegible] [illegible] شریعت و سنت سے ذکر بہ زبان کے ساتھ قلب [illegible]

Marfat.com

طریقت کی یہ صفت ہے کہ زبان و قلب مین قلب ذکر غالب ہو اور منتہی طریقت صرف قلب سے ہمیشہ ذاکر رہتا ہے کوئی سانس خالی از ذکر نہین ہوتی خواہ سو سے یا جاگے یا چپ رہے یا باتین کرے —

جاننا چاہیے کہ ذکر کے لفظون کی دو حالتین ہین اول یہ کہ وہ اذکار جو قرآن و حدیث مین صاف صاف مذکور ہین دوسرے وہ الفاظ جنکو بزرگان دین نے مرتب کیا ہے ہر چند کہ یہ الفاظ جو بزرگون نے مرتب کیے ہین بزرگی مین اوس مرتبہ پر نہین ہین جس مرتبہ پر خدا و رسول کا کلام ہے مگر انکی بھی تاثیر نہایت زبردست ہے اور اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ خاص حالت مین اونکے منہ سے وہ کلمات نکلے ہین اور وہ خاص حالت تاثیر کے لیے مخصوص ہے دوسری بات یہ ہے کہ کسیکی [illegible] وہ کلمات زیادہ دراز اور دل نہین کرتے [illegible] بلکہ [illegible] اپنی جی سے [illegible] کلام واخل ذکر و شغل ہو گیا اول ون اذکار کا ذکر کیا جاتا ہے [illegible]

اللہ یہ اسم ذات ہے [illegible] تمام تاثیرون [illegible] اسکے طریقے بے شمار ہین اور ہر خاندان [illegible] اللہ [illegible] ساتھ کرتا ہے کوئی [illegible] جس [illegible] لفظ [illegible] کوئی صرف اللہ [illegible] صورات بھی مختلف ہین [illegible] قلب [illegible] کیے جاتے ہین [illegible]

لا الہ الا اللہ اسکے طریقے بھی بہت سے [illegible] وہ یہ ہے کہ جب [illegible] لا [illegible] الا اللہ [illegible] اسیطرح بار بار سلسلہ وار شغل [illegible] ذکر [illegible] بدی ہے تو جلد سے جلد یہ بات پیدا ہو جاتی [illegible] رسول اللہ بھی کہنا ضرور [illegible] ہے [illegible] اللہ [illegible] سبحان اللہ [illegible] اللہ اکبر [illegible] ذکر [illegible]

ایک ذکر یہ ہے سبحان اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اور ایک آیۃ کریمہ بھی ہے
مگر وہ خاص خاص لوگون کو بتائی جاتی ہے ہر ایک کو نہین اسی طرح سے اور انکا رستہ
منقول ہین اور اس مین بعض مقام پر الفاظ کا تقدم و تاخر بھی ہے ۔

دوسری قسم کا ذکر جو کہ منقول نہین ہے اوسمین سے اول تو اکثر دعائین ہین جیسے کہ
اللھم انت الرب وانا العبد فمن یدع العبد الا الرب یارب الخ دوسری قسم یہ ہے
کہ لا الٰہ الا اللہ کے بعد اول آ لا معبود الا اللہ پھر ایک مقام پر لا موجود الا اللہ
کرتا ہوتا ہے ترکیب ذکر اپنی اپنی جگہ پر آئیگی ۔

ذکر و شغل ذکر کی بہت اقسام ہین جو ضروری ہین وہ بیان مین آتے ہین ایک طرح پر
ذکر کی چار قسمین ہیں اول ہین ذکر ناسوتی ذکر ملکوتی ذکر جبروتی ذکر لاہوتی ہر ایک قسم کی
دو دو قسمین ہین چنانچہ ذکر ناسوتی ایک تو اسکو کہتے ہین جو کہ زبان سے ادا ہو اور دوسری
ذکر ناسوتی یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ ذکر ملکوتی ایک تو اسے کہتے ہین کہ دل ذاکر ہو دوسری
الا اللہ ذکر جبروتی اول یہ ہے کہ روح سے ذکر ہو دوسرے اللہ کو بھی ذکر جبروتی
کہتے ہین ذکر لاہوتی اول ذکر سر کو کہتے ہین دوسرے ہو ہو کو بھی کہتے ہین ۔

ذکر کے چند نام ہین اور ہر ایک کا جدا [illegible] سمجھو اونکے حسب ذیل ہین نفی و اثبات اور
وہ لا الٰہ الا اللہ ہے ذکر اسم ذات اللہ ذکر اثبات مجرد الا اللہ ذکر پاس انفاس
یعنی جب سانس اندر لیوے تو لا الٰہ کہے اور جب باہر نکالے تو الا اللہ کے ذکر [illegible]
اور وہ یہ ہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم [illegible] [illegible] اعمل اعمل [illegible]
انمین سے ہر ایک ذکر کے بہت [illegible] مثلاً [illegible]
ذکر اسم ذات بیس طرح سے ہے علی ہذا القیاس [illegible]
طریقے ہین ۔ جاننا چاہئے کہ شغل ذکر کے علاوہ ہے [illegible] ذکر سے پہلا سب [illegible]
[illegible] مین [illegible]

Marfat.com

شغل لبساط شغل برزخ شغل دارتیہ قادریہ شغل سلطان محمودہ شغل سلطان نصیرہ
اُن سات اشغال سے اور بہت اشغال پیدا ہوئے ہین یعنی تھوڑا تھوڑا ان ترکیبونمین
فرق ہے اور جب ذکر وشغل مین مبتدی کامیاب ہوتا ہے تو لطائف کیطرف توجہ کیا جاتا ہے
جاننا چاہیے کہ لطائف بھی ذکر وشغل مین داخل ہین اصولاً چھ لطیفہ ہین جنکو لطائف ستہ
کہتے ہین اونکے ساتھ مقام اور ہر ایک کے نور کا بھی رنگ لکھا ہے جو کہ شاغل کو مشاہدہ ہوتا ہے

۱۔ لطیفۂ قلبی رنگ نور سرخ اور مقام جانب چپ یعنی قلب۔

۲۔ لطیفۂ روحی نور سفید جانب راست یعنی جگر کا مقام۔

۳۔ لطیفہ نفسی قریب ناف نور برنگ زرد۔

۴۔ لطیفۂ سرّی نور سبز مقام وسینہ۔

۵۔ لطیفہ خفی نور نیلگون مقام پیشانی۔

۶۔ لطیفہ اخفی مقام ام الدماغ نور برنگ سیاہ

چونکہ اذکار و اشغال و لطائف کو تفصیلی کتابین بکثرت ہین اور جس مرید کو جس قسم کے
ذکر وشغل کی ضرورت ہوئی اوسکو اوسکا پیر خود ہی تعلیم کردیگا ہمکو تمام قواعد اور جملہ شاخہائی اذکار
واشغال لکھنے کی ضرورت نہین کیونکہ یہ کتاب در اصل حقائق مین ہے نہ کہ طرائق مین۔

فصل سیزدہم
فکر

جاننا چاہیے کہ فکر کے بغیر ذکر ایسا ہے جیسا کہ قالب بے روح فکر سے
مراد یہان یہ ہے کہ مقصود و معبود حقیقی کا خیال اور اوسکا تصور بھی
ہونا چاہیے اگر ایسا نہو گا بلکہ محض زبان سے ذکر کرتا رہیگا تو یہ گویا بے سود ثابت ہوگا۔ کوئی لذت
یا تاثیر بدون فکر نہین پیدا ہو سکتی چنانچہ قلب و دماغ کا ہی کام ہے کہ تصور و خیال رکھے
جسطرح زبان کا کام نام لینا ہے اور فکر کا استعمال تصوف مین اس موقع پر بھی ہوتا ہے کہ جب
کسی معاملہ مین کوئی مشکل و قابل غور صورت پیش آجاتی ہے اور سمجھ مین نہین آتی اوسوقت فکر کا
کام ہوتا ہے محض بیوقوفون اور بیلون کی طرح جتنے سے کام نہین چلتا ہے بلکہ نہایت

Marfat.com

عقلمندی کے ساتھ عبادت کرنا چاہیے اور برابر فکر سے کام لینا چاہیئے خصوصاً ایسے موقع پر کہ جب کوئی مکاشفہ ہو مثلاً عالم رویا یا اور کسی حالت یعنی بین النوم والیقظہ کوئی اطلاع یا حکم ہو یا کچھ مشاہدہ ہو تو اوسوقت فکر اس امر مین لازم ہے کہ آیا یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط اور اوسوقت اپنے علوم و عقول سے کام لیکر اس امر کا قطعی فیصلہ کرلے کہ اوسمین شیطان کی مداخلت تو نہین ہے چنانچہ حق و باطل کی شناخت اس کتاب کی اکثر فصول سے بھی ہوتی ہے اور جو لوگ صاحب علم ہین وہ جانتے ہین کہ حق و باطل مین کیا فرق ہے غرضکہ اگر علم و عقل یہ فیصلہ کرے کہ یہ مکاشفہ یا یہ حلم حق ہے تو اوس پر عمل کرے اور اگر یہ تحقیق ہو جاوے کہ شیطانی واہمہ ہے تو لاحول بھیجے ایسے موقعون پر فکر کی نہایت شدید ضرورت ہے یہانتک کہ اگر بیفکری اور بے پروائی کریگا تو صرف یہی نہین کہ ترقی مسدود ہو جائیگی بلکہ گمراہ ہو جائیگا چنانچہ ایک زاہد بے علم کا واقعہ جو کہ فکر کا مادہ صحیح نرکھتا تھا مشہور ہے کہ حالت عبادت مین شیطان اوسکے پاس آیا اور کہا کہ مین فرشتہ آپکے پاس خدا کی طرف سے آیا ہون وہ آپکی عبادت سے اسقدر خوش ہوا کہ آپکو طلب فرمایا ہے اور مین سواری بھی ہمراہ لایا ہون یہ زاہد بیفکر بہت خوش ہوکر باہر نکلا اور تبیس سواری پر سوار ہوے وہ گدھا تھا اور جہان پہونچائے گئے وہ مزبلہ بول و براز تھا غرض بیفکر اور زاہد بے علم کا یہ انجام ہوتا ہے

فصل چہاردہم
مراقبہ و توجہ

مراقبہ کے لغوی معنی گردن نیچے کرکے بیٹھنا اصطلاح مین بھی قریب یہی معنی ہین کہ گردن نیچے کرکے اور آنکھ بند کرکے بیٹھنا اور دل مین تصور کرنا اب وہ تصور چند صورتون سے ہے ایک یہ کہ اپنے قلب کی حالت پر غور کرنا اوسکی کیا کیفیت ہے آیا کوئی بات پیدا ہوئی ہے یا نہین دوسری صورت یہ ہے کہ جو حالت قلب کی پیدا ہوگئی ہے اوس پر غور کرنا کہ کس قسم کی ہے اور اوسکی کیا کیفیت ہے غرض اوسکے مفصل حالات دریافت کرنیکے لیے تصور کرنا ہے ایک ذکر و شغل اور ہر عبادت کے بعد مراقبہ کرنا چاہیے تاکہ کچھ حالت قلب کی معلوم ہو اگر کوئی پتہ نہ لگے تو یہ خیال کرنا چاہیے کہ ابھی

اگر ابھی عبادت کا اثر نہین پڑا ہے فکر کرے اسلئے نقائص جو دور کرے یعنی جو امور کہ تاثیر کے مانع ہین اونکے دفع کرنے کی طرف آیندہ خیال رکھے مثلاً غذا عمدہ اور زیادہ کھاتا ہے تو اوسے چھوڑ دے تاکہ تاثیر عبادت پیدا ہو اور اگر کم عبادت کرتا ہے تو زیادہ کرے کیونکہ قلیل وقت عبادت کرنا اور تمام شبانہ روز دنیوی کامون مین مصروف رہنا اہل طریقت کے نزدیک مناسب نہین ہو سکتا۔ مراقبہ مین تمام مکاشفات اور تصفیہ قلب کی ابتدا ہے اور یہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ جسقدر ترقی ہوتی جاتی ہے اوسیقدر کام بڑھتے جاتے ہین جو لوگ منتہی ہوتے ہین اونکو ضرورت نہین کہ وہ گردن بھی نیچے کرین کبھی اونکو اپنے قلب کو یاد وجود کی حالت معلوم ہوتی ہے بعض کو صرف آنکھ بند کر لینا اور بعض کو صرف خیال اوسطرف لیجانا کافی ہے چونکہ گردن نیچی کرنے اور آنکھ بند کرنے سے جب در است اور سامنے کی راستہ بائین طرف دھیان نہین جاتا اسلئے اسی طریقہ سے ابتدا مین مشق کرائی جاتی ہے۔

توجہ اوس حالت کو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی طرف روحانی طور پر متوجہ ہو کسی امر کا ارادہ اور اوسپر قصد کرے کہ مرید کا قلب اپنی قوت متصورہ سے متاثر ہو جائے یا اوسکے قلب کو ذکر کی طرف متوجہ کرے تو اوسکو توجہ کہتے ہین یا مثلاً کسی مرید کا قلب بہت سخت ہے تو اوسکو نرم کرنے کے لیے مرشد اوسکے قلب کا تصور کرکے اوسے چھوٹے اور کئی ترکیب سے اوسے نرم کرتا ہے اوسکو بھی توجہ کہتے ہین توجہ کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پیر و مرید آمنے سامنے بیٹھے ہون اور دونون آنکھین ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہون اور تخلیہ ہو تو بہتر ہے اس حالت مین کہ پیر اپنے مرید بعدی پر توجہ ڈال رہا ہو مرید کو بطور مراقبہ یہ غور کرنا چاہیے کہ میرے قلب کی کیا کیفیت ہوتی ہے اوسکو فوراً گدگدی یا خفیف خارش یا خلش یا کوئی اور ایسی ہی کیفیت محسوس ہوگی

اقسام مراقبات اقسام مراقبات بہت ہین کیونکہ جس مقصد کے لئے مراقبہ کیا جاے اوسیکی رعایت سے اوسکا نام رکھ لیا جاتا ہے چنانچہ چند مراقبات لکھے جاتے ہین۔

مراقبہ توحید افعالی یہ مراقبہ اس غرض سے ہوتا ہے جبکہ تمام موجودات و مظاہر کو تجلی سے

بنور رو معمور تصور کرے اور کسی شے کو اصلی ہیئت کذائی وظاہری کی حیثیت سے نہ دیکھے
مراقبۂ فناء صفات اوسکو مراقبۂ توحید صفاتی بھی کہتے ہین یعنی جملہ صفات حق کی نفی کرکے
صرف تصور ذات رکھے مراقبۂ فناء ذاتی یہ اصطلاح ہے کہ اپنے قلب مین صرف نور احدیت کو
دیکھے اور ماسوا کا وہم وگمان بھی نہ رہے مراقبۂ نایافت لطیفہ سری پر نظر باطن ڈال کے
تصور ذات بے تنزیہ کرے —

فصل پانزدہم کشف والہام وبشارت قریب قریب ایک ہی ہین - جس طرح
کشف والہام وبشارت پیغمبرون پر وحی آتی ہے اوسی طرح اولیاء اللہ پر جو معاملات پوشیدہ
منکشف ہوتے ہین وہ اگر خود دیکھے [illegible] ہون اور اطلاع کرنے والا ظاہر [illegible]
اور اگر کوئی آواز آئے یا کوئی صورت ظاہر ہو جسکے ذریعہ سے اطلاع ہو تو وہ بشارت ہے اور
اگر بلا قصد ہو تو اوسے [illegible] کہتے ہین اور اگر خواب مین کوئی اطلاع ہو تو [illegible] کہتے ہین
[illegible] کا [illegible] کی [illegible] کرنیکا ارادہ کرے اور [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible] سے متعلق ہے اور الہام خیالات سے
اور بشارت [illegible] اطلاعات سے —

[illegible] چند سال [illegible] تھا کہ کشف وغیرہ مین غلطی کا احتمال [illegible] کیونکہ تمام کتب
[illegible] مین [illegible] ایک بزرگ [illegible] گفتگو ہوئی انھون نے
یہ کہا کہ کشف مین غلطی کا احتمال ہرگز نہین [illegible] کشف کی [illegible]
[illegible] کشف کہتے ہین [illegible]
[illegible] غلطی کا احتمال [illegible] ہو [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

غلط یا صحیح کر سکتا ہے دوسرے یہ کہ اونکی سمجھ ایسی ہوتی ہے کہ وہ ہاتف غیبی کا مطلب ایک اشارہ مین سمجھ جاتے ہین - بشارتین وغیرہ جو ہوتی ہین وہ ہر ایک کے حسب لیاقت ہوتی ہین یعنی ایسے الفاظ بشارتون مین ہوتی ہین جو اوسکے لیے شایان ہوتی ہین چنانچہ علما کو جب بشارت ہوتی ہے کلام مجید کے آیات کے پیرایہ مین اور جاہلونکو بالکل معمولی الفاظ مین علی ہذاالقیاس کشف وبشارت اور الہام وواردات قلبی علاوہ اہل طریقت کے اون لوگونکو بھی حاصل ہوتے ہین جو کہ اہل دنیا ہین مگر دنیا کے بندے نہین ہین اور نہ سراپا سیاہ کار ہین الا یہ شرط ہے کہ تائب ہوکر عبادت کرنا شروع کرین اور کسی مزار پر حاضر ہون اور با وضو سوئین اور تعلقات دنیا حتی الامکان کم کر دین ان لوگون کو اگرچہ چندہی روز کے لیے کوئی ضرورت درپیش ہو اور کسی سے بیعت نہو جب بھی بشارت ہوتی ہے اگر اس مین سب سے زیادہ ایک فطری شرط ضروری ہے وہ یہ کہ یہ نعمتین اون لوگونکو نہین حاصل ہوسکتین جو بد باطن بد نفس اور منافق ہین جب تک یہ فطری عیوب جدا ہون اسوقت تک قلب مین کسی طرح کی روشنی نہین پیدا ہوسکتی خواہ وہ کیسی ہی ادنی ہو اور یہ عیوب بغیر اسکے کہ کسی کامل کی توجہ ہو اور کسی طرح نہین دور ہوسکتی -

تعریف کشف یہ ہے کہ امور غیبی اور معانی حقیقی پر (جو کہ حجاب یا باطن مین ہون) اطلاع پائی کشف کی دو صورتین ہین اول معنوی دوسرے صوری کشف صوری یہ ہے کہ حواس خمسہ سے محسوس ہو مثلاً کوئی صاحب کشف آنکھ سے کسی ایسی شئے کو دیکھ لے جو کہ ظاہر اوس سے غائب ہو جیسے روح کو مجسم دیکھ لیا یا کسی شئے کو خواہ وہ کسی عالم مین ہو دیکھ لے یا کوئی آواز سنے حالانکہ وہ قریب نہو یا سونگھے یا چکھے یا چھوئے یہ سب محسوسات کشف صوری مین ہوتے ہین کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انہین سے بعض جمع ہوجاتے ہین مثلاً چکھا بھی اور اوسکی خوشبو بھی آئی کشف معنوی یہ ہے کہ حواس باطنی سے محسوس ہو مثلاً واردات قلبی یعنی خود بخود دل مین کسی بات کا آنا یا قوت متخیلہ یا مدرکہ یا ذہن یا حس مشترک سے کوئی [illegible] ہونا یہ سب کشف معنوی ہے علاوہ انبیا کے اولیا پر بھی فرشتہ نازل [illegible] جبرئیل تشریف نہین لاتے ہین

Marfat.com

اگرچہ بعض محققین نے نزول ملک سے انکار کیا ہے مگر جلیل القدر بزرگون کو مثل حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مشاہدہ ہوا ہے اور چند مثالون سے واضح ہوتا ہے کہ ضرور ملائک نازل ہو کر اولیاء اللہ کو اطلاع کرتے ہین ایسا نہین کہ صرف قلب تک الہام وکشف محدود ہو یا صرف نداء غیبی پر موقوف ہو۔

طریقہ کشف ارواح سبوح قدوس رب الملائکہ والروح اسکا شغل ایکہزار مرتبہ اس طرح کرے کہ سبوح کہہ کے جانب راست ضرب لگائے قدوس پر جانب چپ رب الملائکۃ کہہ کے جانب آسمان والروح جب کہے تو اپنے قلب یا سینے کی جانب ضرب لگائے۔

طریق کشف استقبال یا احد جانب راست یا صمد جانب چپ ضرب لگائے ایکہزار مرتبہ روزانہ

فصل ۱۶ شانزدہم

قبض وبسط

قبض وبسط دو اصطلاحین ہین بسط اسکو کہتے ہین کہ قلب روشن ہو یا لذت حاصل ہو یا مشاہدہ حاصل ہو یا حقیقت منکشف ہو یا کوئی تاثیر وکیفیت حاصل ہو غرض یہ ہے کہ حسب حیثیت وظرف جسکو جو کیفیت ولذت حاصل ہو اوسکا ہی بسط ہے اور جب وہ کیفیت نہ رہے تو قبض ہے مثلاً مشاہدہ کے قابل ہو اور حجاب ہو جائے یا لذت ارتی ہو وہ جاتی رہے یا اور کوئی تاثیر وکیفیت جو کچھ ہو وہ نہ رہے غرض قبض وبسط دونون ایک دوسرے کی ضد ہین مگر انکا سلسلہ عجیب وغریب طریقے سے نامتناہی ہے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ ابتدا سے مبتدی کو بسط ہوا اور گھنٹہ دو گھنٹہ یا دو ایک روز کے بعد قبض ہو گیا کچھ عرصہ تک قبض رہا پھر بسط ہو گیا اسیطرح یہ سلسلہ برابر چلا آتا ہے اور نہ کبھی منتہی سے بھی ختم نہین ہوتا کوئی سالک دنیا مین بلکہ کوئی کامل ایسا نہین جسکو ہمیشہ بسط [illegible] ہمیشہ قبض رہتا ہے اور جسکو ہمیشہ کے لیے قبض ہو جائے وہ خارج از طریقت ہے۔

اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ اکثر صوفی یہ جانتے ہین کہ قبض وبسط بلاسبب ہوتا ہے یعنی ایک قدرتی تغیر ہے کہ وہ ہمیشہ ہر سالک کو لازم ہے مگر یہ امر اصول کے خلاف ہے کہ قبض وبسط قدرتی ہو بلکہ

Marfat.com

قبض و بسط مسبب ہے اون اسباب کا جو دو طرح کے ہین یا کو وہ لازم ہین یعنی قدرتی ہین جنکا ذمہ دار
سالک نہین اور یا قدرتی ہین مثال اسکی یہ ہے کہ مثلاً ایک سالک کا مکاشفہ جو اوسے ہر وقت
حاصل تھا موقوف ہو گیا اب اوسکے دو قسم کے اسباب ہو سکتے ہین ایک تو خاص اوسکی ذ ...طی
مثل اسکے کہ اوسنے باوضو رہنا ترک کیا تو اسکا ذمہ دار وہ خود ہے یا مثال ہین یہ واقعہ
پیش ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت کو نماز مین وہ کیفیت نہ حاصل ہوئی جو اونکے شایان تھی
اونھون نے نماز تو حسب شرع جیون تیون کر کے ادا کر لی مگر جلدی سے گھر مین جا کے اوس
سبب کو جو کہ ایک سونے کا ٹکڑا تھا دفع کیا یعنی مستحق کو دیدیا اوسوقت وہ قبض دفع ہو گیا تو
ایسے اسباب کا ذمہ دار خود صاحب طریقت ہے اب رہے وہ اسباب جنکا علم انسان سے
ناممکن ہو یعنی نہ تو وہ خود معلوم کر سکتا ہو اور نہ اوسکو اپنے مرشد سے کوئی مدد اس معاملہ مین
مل سکے تو وہ قبض عام صوفیون کے نزدیک بلا سبب ہے اور اوسکا ذمہ دار سالک نہین یہ بات
خلاف اصول ہے کہ وہ بے سبب ہو مگر یہ سچ ہے کہ ذمہ داری اپنی نہین اسکی حقیقت یہ ہے
کہ جو قبض بلا سبب کہلاتا ہے وہ دو صورتون سے ہوتا ہے پہلی صورت تو یہ ہے کہ عالم باطن
اوسپر وہ اثر پڑا جسنے اوسکی روشنی پر پردہ ڈالدیا ہے جب تک وہان سے اوسکا دفعیہ نہو اوسوقت تک
یہ قبض دفع نہین ہو سکتا مگر عالم باطن کے یہ آثار ایسے نہین ہین کہ اونکا ذمہ دار انسان نہو بلکہ
اونکا فاعل تو روح ہوتی ہے مگر وہ اسقدر باریک فعل ہوتا ہے کہ اس عالم مین اوسکا احس
نہین ہو سکتا اور اگر مرشد حقیقت رس ہوتا ہے تو اوسے علم ہو جاتا ہے مگر اوسکو اجازت نہین
کہ ہر ایک امر ظاہر کرے اور دوسری صورت یہ ہے کہ بسط کے آگے قبض ہے اور ہر قبض کے آگے بسط
یعنی ہر دو مشاہدون کے درمیان ایک حجاب ہے اور ہر دو حجاب کے اندر ایک مشاہدہ ہے جسکی نسبت
خدائے تعالیٰ خود فرماتا ہے سیجعل اللہ بعد عسر یسرا اور ان مع العسر یسرا مگر آخر مین صرف
مشاہدہ ہے چنانچہ یہ آیہ پوری یون ہے ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا
تو جب ہر مشاہدے کے بعد حجاب ہے اور حجاب ایسے ہے کہ اوسکے آگے کا مشاہدہ اور یہ سلسلہ

Marfat.com

برابر چلا گیا ہے تو اوسکو لوگ قبض و بسط کہتے ہین اور چونکہ قدرتی امو ہین لہذا کہا جاتا ہے کہ یہ قبض و بسط قدرتی ہے اس سے بری ہونا محال ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ اس مشاہدے اور حجاب کو جو کہ سلسلہ لازمی ہے قبض و بسط نہ کہنا چاہیے کیونکہ قبض کسی کشادگی کے بند ہوجانیکو کہتے ہین بخلاف اسکے مشاہدے کے بعد جو حجاب دوسرے مشاہدے کے لیے ہوتا ہے وہ کشادگی اول کی بندش نہین ہوتی بلکہ یہ حجاب پیش خیمہ ہوتا ہے آیندہ لے مشاہدے کا اس حساب سے وہ حجاب جو کسی شاہدہ کے ہے وہ اوس مشاہدے سے بہتر ہے جو قبل اس حجاب کے تھا کیونکہ وہ منزل ادنی کا مشاہدہ تھا اور یہ حجاب منزل اول کے مشاہدہ کا مقدمہ ہے اسلیے اس مشاہدے و حجاب کو بسط و قبض نہین کہنا چاہیے۔

ایک باریک امر اس قبض و بسط کی بحث مین اور بھی قابل اندراج ہے وہ یہ کہ ہر قبض کے زمانے مین سلسلہ بسط و قبض ہوتا ہے اور ہر بسط کے زمانے مین سلسلہ قبض و بسط ہوتا ہے اور اسیطرح ہر مشاہدے کے زمانے مین قبض و بسط اور ہر حجاب کے زمانے مین سلسلہ بسط و قبض ہوتا ہے اسکی مزید تشریح صرف اسقدر اور ہو سکتی ہے کہ مثلاً ایک دن کسیکو قبض یا بسط یا مشاہدہ یا حجاب رہا تو اوس دن کے ہر پہر مین قبض و بسط ہوتا ہے اور ہر پہر کے قبض و بسط کے ہر گھنٹہ مین بھی بسط و قبض ہوتا ہے اور ہر گھنٹہ کے ہر منٹ مین بھی قبض و بسط ہے یہانتک کے ہر سانس کے اندر ایک قبض اور ایک بسط ہے چنانچہ بعض قبضون اور بعض بسطون اور بعض مشاہدون اور بعض حجابون کے زمانے کے ہر سانس جو باہر نکلتی ہے وہ بحالت قبض ہوتی ہے اور جو سانس اندر آتی ہے وہ بحالت بسط ہوتی ہے اور بعض کے زمانے مین جو سانس باہر نکلتی ہے وہ بحالت بسط اور جو سانس اندر آتی ہے وہ بحالت قبض ہوتی ہے۔

مین نے ایک فقیر کو دیکھا جسکو گیارہ برس سے قبض تھا اور اونکو اپنے بسط کی طرف سے انتہائی تکالیف کیوجہ سے مایوسی ہوگئی تھی اور اون کے کل کمالات سلب ہوگئے تھے وہ ایک معمولی آدمی کیطرح ہوگئے تھے مگر اونکے بھی تمام اوقات مین اختلاف تھا اور کبھی قبض کبھی بسط بحالت قبض

Marfat.com

برٹھ جاتا تھا ایک بزرگ کامل نے اونسے وعدہ کیا تھا کہ عنقریب تمھارا قبض رفع ہو جائیگا

فصل ہفتدہم
مشاہدہ

مشاہدہ کی مثال بالکل ایسی ہی جیسی کہ کسی عاشق کو ہزار محنت و فکر وغم کے بعد دیدار معشوق نصیب ہو اس دیدار کو اصطلاح صوفیہ یعنی عاشقان حقیقی کے زبان مین مشاہدہ کہتے ہین جو کہ اہل طریقت کو حاصل ہوتا ہی مگر یہ مشاہدہ دیدار معشوق اصالتاً نہین ہی بلکہ اونکی صورتین کم از کم ستر ہین اور زیادہ سے زیادہ ستر ہزار اور اوسکی تشریح اسطرح ہے کہ مثلاً ایک ایک منور مشعل پر ستر ہزار فانوس اسطرح ہین کہ ایک پر ایک فانوس رکھا ہی تو مشاہدہ اول مبتدی کو جب حاصل ہوتا ہی ایک فانوس اوٹھ جاتا ہے اور پہلا فانوس بظاہر ایسا تاریک معلوم ہوتا ہی کہ قبل اوسکے اوٹھنے کے کوئی جھلک اوس مشعل کی نہین دکھائی دیتی پھر اور زیادہ محنت و ریاضت کے بعد دوسرا فانوس اوٹھتا ہی اسیطرح ہر ایک فانوس اوٹھ جاتا ہی اور آخر مین وہ مشعل اسوقت نظر آتی ہے جب انسان نہین رہتا بلکہ ایک خاص قربت ہوتی ہے اور اوس قربت کی حد کوئی شخص نہین بتا سکتا۔

اس مشاہدے کی مزید کیفیت یہ ہے کہ جسوقت بلندی کو پہلا مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ اوسیکو اپنا معشوق سمجھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ مجکو دیدار مطلوب حاصل ہو گیا اوس ذوق و شوق بے انتہا کیوجہ سے اوسپر ایک حالت طاری ہو جاتی ہے جیسا کہ کسی عاشق صادق کو دیدار کے وقت ہوتی ہے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد اوسکا دل اور آگے بڑھنا چاہتا ہے چنانچہ جب وہ اور آگے بڑھجاتا ہے تو دوسرا فانوس اوٹھ جاتا ہے پھر وہ پہلے مشاہدہ کو حجاب سمجھنے لگتا ہے اور دوسرے مشاہدہ کو واقعی دیدار سمجھتا ہے مگر جب تیسرا فانوس اوٹھتا ہے تو اوسوقت بھی یہی کیفیت ہوتی ہے یہ سلسلہ انتہا تک چلا جاتا ہے بشرطیکہ عشق اوسکا ہمیشہ رہنما رہے ایک دوسری کیفیت اسمین یہ بھی ہوتی ہے کہ ہر دو فانوسون کے درمیان ایک ایسی چیز ہوتی ہے کہ جب پہلا فانوس اوٹھ جاتا ہے تو قبل دوسرے فانوس کے نظر آنے کی تاریکی ہو جاتی ہے اسی تاریکی کو حجاب بین المشاہدین کہتے ہین اور اس مشاہدہ کی صورت اصلی یون واقع ہوتی ہے کہ سالک کا قلب جسوقت صاف ہو جاتا ہی تو اوسکو اپنے قلب ہی مین یہ تجلیات نظر آنا شروع ہوتے ہین گویا قلب ایک آئینہ ہوتا ہے

جس پر ستر نہین غبار کی ہوتی ہین جب پہلی تہ غبار کی رفع ہوتی ہے تو پہلا فانوس او سمین جلوہ فگن ہوتا ہے اور جب دوسری تہ اٹھتی ہے تو دوسرا فانوس علی ہذا القیاس یہ سلسلہ مشاہدات و حجابات کا مسلسل جاری ہو جاتا ہے مگر کچھ مشاہدات تو طریقت مین رہتے ہین اور کچھ حقیقت مین اور آخر کے معرفت مین مشاہدہ کو مکاشفہ بھی کہتے ہین مگر تھوڑا سا فرق بھی معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ مکاشفہ مین دنیوی امور بھی داخل ہین چنانچہ مکاشفہ کی دو قسمین ہین علوی اور سفلی مکاشفہ کی دو حالتین ہین ایک یہ کہ جزئیات کا کشف ہو جیسے زید کہان ہے کب آئیگا یا اوسکے جی مین کیا ہے یہ ادنی درجے کے صوفیون کا کشف ہے جو لوگ اسپر قناعت کرتے ہین یا اسکو کوئی نعمت سمجھتے ہین یا اس سے کوئی غرض حاصل کرتے ہین وہ اسیکے ہو کے رہجاتے ہین آگے نہین بڑھ سکتے اور مشاہدات اونسے بہت دور رہین دوسرے حجاب صفات و اشیا ان کا مکاشفہ یہ اوس سے بہتر ہے مگر مکاشفہ علوی عین مشاہدہ ہے اوسکے بہت مراتب ہین بعض اونمین سے بیان ہوتے ہین۔

مشاہدہ علوی کی ایک صورت سماعی بھی ہے اور وہ سب سے اعلی یہ ہے کہ کلام خدا کو بلا واسطہ سننا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج مین خدا سے اوسکا کلام سنا یا حضرت موسیٰ نے طور پر اور اوسکے بعد اس مشاہدے کا مرتبہ ہے جو ملک کے واسطے سے سننے مین آئے جیسے نبی پر وحی اور ولی پر بھی فرشتہ نازل ہوتا ہے حضرت امام غزالی نے اس سے انکار کیا ہے اور حضرت شیخ اکبر نے اقرار کیا ہے قول آخر صحیح ہے چنانچہ مثالون سے واضح ہوا ہے یعنی بذریعہ ملائک خدا کی طرف سے کاغذات اوترے ہین اور مولانا بحر العلوم لکھنوی جب کسی مسئلہ مین توقف کرتے تھے تو قلم خود لکھتا تھا ظاہر ہے کہ قلم مین بالذات یہ قوت نہین بالارادہ ہو لہذا سوائے ملک کے اور کوئی نہین لکھتا تھا ایسی ہی بہت مثالون سے یہ فیصلہ ہو گیا کہ نزول ملک اولیاء پر ضرور ہوتا ہے مگر ہر ایک پر نہین بلکہ اعلی مرتبہ کے کاملین پر البتہ حضرت جبرئیل کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہوا اور نہ ہوگا

اب رہا مشاہدہ عینی اوسکے دو قسمین ہین عناصر مین جو مشاہدہ ہوتا ہو وہ سفلی ہے علوی کی

پہلی منزل ہے اس سے بلند مرتبہ مشاہدۂ علوی کا وہ ہے کہ افلاک مین مشاہدہ تجلی ہو اس سے
بلند کرسی اور پھر عرش اور اس سے بلند عالم ارواح اس سے بلند کتاب محو و اثبات پھر
لوح محفوظ پھر عقل اول ہین سب سے بلند مرتبہ ہے اسکے بعد ایک آخری مرتبہ مگر آگے اسکے جای ادب ہے

فصل ہجدہم ان سب لفاظ کے معانی قریب قریب ہین کیفیت ایک تغیر طبیعت ہے
کیفیت و حال و وجدان جو کہ ذکر و شغل یا مشاہدہ و مراقبہ وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے اور اوسکا ادنی درجہ
یہ ہے کہ خود اپنے کو بھی ظاہر علم نہو اور اسکے بعد یہ درجہ ہے کہ اپنے کو ظاہر ہو مگر دیگر اہل ظاہر کو
نہ معلوم ہونے پائے اور آخر درجہ ایک تو یہ ہے کہ اپنے صفات یعنی حواس و ہوش و خودی
گم ہو جائے اور دوسرے یہ کہ روح شدت اثر سے منتقل ہو کر اوس عالم مین پہونچ جائے اور
اوس نور سے قربت دائمی حاصل کرلے جسکے مشاہدہ نے اوسکو مغلوب الحال کردیا ایسی کیفیت مین
کہ روح انتقال کرے دو صاحبونکو بالصراحت دیکھا ہے ایک حضرت قطب الاقطاب خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی رح دوسرے متاخرین مین حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی
حضرت قطب الاقطاب کو اس شعر پر یہ کیفیت ہوئی تھی رح کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است
اور مولانا صاحب کو اس شعر پر ع گفت قدوسی فقیری در فنا و در بقا خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی
کیفیت کی چند کیفیتین ہین اول یہ کہ جسکو کیفیت کبھی نہو وہ خارج از طریقت ہے کیونکہ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اوسپر عبادت کا مطلق اثر نہین اور یہ ایک سخت روحانی مرض ہے جسکا
علاج سوای خدا کے کوئی نہین کر سکتا۔ اور جسکو کیفیت ہو وہ اگر اپنی کیفیت پر غالب
نہ آسکے تو یا اوسکے ضبط و ظرف کا قصور ہے یا کیفیت نہایت سخت و شدید اسقدر ہے
کہ اوسکے قابل نہین لیکن اگر ایسی کیفیت ہو مغلوب الحال ہو کر پھر صاحب کیفیت رجوع نکرے
اور بحال نہو تو یہ قصور ضبط و ظرف نہین بلکہ کمال جذب تجلی ہے اور اس جذب نے اپنے مجذوب کو
یہی پوری قوت سے کھینچ لیا بہت سے مبتدی ایسے ہوتے ہین کہ ادنی کیفیت پر متاثر ہو جلد مین
اور کھڑے ہو جاتے ہین یہ اونکی کمال کم ظرفی ہے اور بعض مصنوعی کیفیت دکھاتے ہین تاکہ

Marfat.com

لوگ اونکو صاحب باطن اور درویش سمجھین ایسے لوگ دنیاداروں سے اور سخت گناہگارون سے بھی بدتر ہین کیونکہ دنیادار عاصیون سے اہل اللہ کو کوئی تعلق نہین اور ان مصنوعی فقیرون کی وجہ سے اہل اللہ بدنام ہوتے ہین لہذا یہ زیادہ مردود ہین ۔

جاننا چاہیے کہ کیفیت کے لیے ضرور نہین رگانا ہو یا کوئی اور شغل ہو صاحب کیفیت کو ہر ایک امر مین کیفیت ہوتی ہے بقول شاعر ؎ ہر چیز مین لذت ہے اگر دل مین مزا ہو ٭ جو لوگ لطیف القلب ہین اور طبعًا عاشق نہین اونکو بھی کیفیت ہوتی ہے خواہ وہ داخل سلسلہ ہون یا نہ ہون جاننا چاہیے کہ کیفیت اصل مین عشق و محبت کے باعث سے ہوتی ہے جسکو عشق نہین وہ صاحب کیفیت نہین ہو سکتا اور جسے عشق نہین وہ بے رہبر ہے منزل مقصود کو پہونچ نہین سکتا بلکہ زاہد خشک ہے اوسکو طریقت سے کوئی تعلق نہین اور عشق ہی محرک تمام کیفیات و تغیرات کا ہو سکتا ہے ابتدا مین ہر مبتدی کی کیفیتون کا زیادہ اظہار ہوتا ہے مگر جسقدر مراتب بلند ہوتے جاتے ہین اوسیقدر تمام کیفیات مغلوب ہوتے جاتے ہین یہانتک کہ ایک خودی تو رہتی ہے اور باقی سب اشیا عشق معشوق او عاشق ایک ہوتے جاتے ہین

فصل نوزدہم

تصفیۂ قلب

تصفیۂ قلب سلوک طریقت مین حاصل ضروری ہے خواہ اوسکا ارادہ کیا جاوے یا الٹا جائے کیونکہ بدون تصفیۂ قلب مشاہدات درپیش نہین ہوتے اور جب تک مشاہدے نہون سالک آگے نہین بڑھتا اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ دل مثل ایک آئینہ کے ہے اور آئینہ جب تک صاف نہوگا کوئی عکس اوسمین صورت پذیر نہوگا چنانچہ جب دل صاف شفاف ہو جاتا ہے اوسیقدر تجلیات کا مشاہدہ ... [illegible] کہنا چاہیے کہ جسقدر صاف ہوتا ہے اوسیقدر تجلیات کا جلوہ روبرو آتا جا[illegible] جب بالکل صاف ہوجاتا ہے کوئی شئے پوشیدہ نہین رہتی ہر ایک [illegible] عالم سے متعلق ہو اس آئینۂ دل مین عکس انگن ہوئے بغیر نہین رہ سکتی اس تصفیۂ قلب کے [illegible] ہر ایک خاندان مین جدا جدا اذکار و اشغال ہین بلکہ ہر ایک شخص کے لیے علیحدہ علیحدہ [illegible]

Marfat.com

صاف ہو جائے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ مرشد کی ایک نگاہ مین مرید کا دل ایسا صاف ہو گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ہزار برس محنت کرے جب بھی اتنا صاف نہو۔ مگر ایسا کم ہوتا ہے کسیکو یہ امید نرکھنا چاہیے بلکہ ریاضت و عبادت سے عموماً تصفیۂ قلب ہوتا ہے۔ بلکہ اگر کسیکا قلب مرشد کی ایک توجہ سے فی الفور صاف ہو گیا ہے تو وہ اپنے حواس مین نہین رہا ہے اور مجذوب ہو گیا ہے اکثر کا جذب تو ایک عرصہ کے بعد کم ہو گیا مگر اکثر ہمیشہ مجذوب رہے اور بحالت مجذوبیت کوئی لطف نہین جسکا مفصل ذکر فصل جذب و سلوک مین آئیگا۔

جسکا قلب صاف ہوتا ہے وہ لوح محفوظ دیکھتا ہے اور اوسی انوار و تجلیات کا مشاہدہ ہر وقت رہتا ہے اور وہ دین کا مال اوست خدا کی مدد سے معلوم رہتا ہے اور بہت دور دراز ممالک اور مقامات اور کل اشیا اپنی جگہ پر سے بیٹھے بیٹھے دیکھتا ہے چنانچہ صحابہ کے حالات مفصل دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رض اکثر اپنی جگہ پر بیٹھکر اون مجاہدین کے حالات سے واقف ہو جاتے تھے جو ہر اون کوس پر جہاد کرنے کو جاتے تھے مگر چونکہ شرع مصلحت نہین ہے اسلیے اس راز کو اکثر نے پوشیدہ رکھا اور دعوای روشن ضمیری کسی نے نہین کیا اب چونکہ باطل باطل امور کے دعوے ہوتے ہین اور دروغ کو فروغ دیا جا رہا ہے تو امر حق کیون نظاہر کیا جائے اور کس لیے گمنامی اور لاعلمی کے پیروی مین چھپا رکھا جائے۔ اہل تصوف کی ادنی ترکیبون کو جو کہ تصفیۂ قلب اور دیگر کرامات سے متعلق ہین اہل دنیا لیگئے اور اونسے دیگر نام لیے اور مسلمانون سے مقابلہ کرنیکو تیار ہوے اور اونکے نام مختلف علوم کے پیرایون مین رکھے گئے مثل مسمریزم و سائرم وغیرہ کے درحقیقت یہ تصوف کی معمولی شاخین ہین جنکو اہل دنیا نے لیکر دین اعتراض کو اونسے جدا کر دیا۔ انشاء اللہ تعالی ہم اون تمام کمالات دنیوی کو بھی اس کتاب مین درج کر دینگے کیونکہ دین مثل کل کے ہے اور دنیا ایک جز ہے کل کے حاصل ہونیسے جز بھی حاصل ہو جاتا ہے بیان اول تصفیۂ قلب کا اور وہ ترکیبین لکھی جاتی ہین جو اہل دنیا بھی کر سکتے ہین اور جو کمالات دنیوی دینے

اگرچہ بعض محققین نے نزول ملک سے انکار کیا ہے مگر جلیل القدر بزرگون کو مثل حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مشاہدہ ہوا ہے اور چند مثالون سے واضح ہوتا ہے کہ ضرور ملائک نازل ہو کر اولیاء اللہ کو اطلاع کرتے ہین ایسا نہین کہ صرف قلب تک الہام وکشف محدود ہو یا صرف نداء غیبی پر موقوف ہو۔

طریقہ کشف ارواح سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح اسکا شغل ایکہزار مرتبہ اس طرح کرے کہ سبوح کہہ کے جانب راست ضرب لگائے قدوس پر جانب چپ رب الملائکۃ کہہ کے جانب آسمان والروح والروح جب کہے تو اپنے قلب یا سینے کی جانب ضرب لگائے۔

طریق کشف استقبال یا احد جانب راست یا صمد جانب چپ ضرب لگائے ایکہزار مرتبہ روزانہ

فصل شانزدہم

قبض و بسط

قبض وبسط دو اصطلاحین ہین بسط اوسکو کہتے ہین کہ قلب روشن ہو یا لذت حاصل ہو یا مشاہدہ حاصل ہو یا حقیقت منکشف ہو یا کوئی تاثیر و کیفیت حاصل ہو غرض یہ ہے کہ حسب حیثیت و ظرف جسکو جو کیفیت و لذت حاصل ہو اوسکا وہی بسط۔ اور جب وہ کیفیت نہ رہے تو قبض ہے مثلاً مشاہدہ کے قابل ہو اور حجاب ہو جائے یا لذت ا رتی ہو وہ جاتی رہے یا اور کوئی تاثیر وکیفیت جو کچھ ہو وہ نہ رہے غرض قبض و بسط دونوں ایک دوسرے کی ضد ہین مگر انکا سلسلہ عجیب و غریب طریقے سے نامتناہی ہے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ ابتدا سے بتدی کو بسط ہوا اور گھنٹہ دو گھنٹہ یا دو ایک روز کے بعد قبض ہو گیا کچھ عرصہ تک قبض رہا پھر بسط ہو گیا اسیطرح یہ سلسلہ برابر چلا آتا ہے اور کبھی منہ سے ہا ختم نہین ہوتا کوئی سالک دنیا مین بلکہ کوئی کامل ایسا نہین جسکو ہمیشہ بسط [illegible] لک ہمیشہ قبض رہتا ہے اور جسکو ہمیشہ کے لیے قبض ہو جائے وہ خارج از طریقت ہے۔

اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ اکثر صوفی یہ جانتے ہین کہ قبض و بسط بلا سبب ہوتا ہے یعنی ایک قدرتی امر ہے کہ وہ ہمیشہ ہر سالک کو لازم ہے مگر یہ امر اصول کے خلاف ہے کہ قبض و بسط قدرتی ہو بلکہ

قبض و بسط مسبب اون اسباب کا جو دو طرح کے ہین یا تو وہ لازم ہین یعنی قدرتی ہین جنکا ذمہ دار سالک نہین اور یا قدرتی ہین مثال اسکی یہ ہے کہ مثلاً ایک سالک کا مکاشفہ جو اوسے ہر وقت حاصل تھا موقوف ہو گیا اب اوسکے دو قسم کے اسباب ہو سکتے ہین ایک تو خاص اوسکی بد احتیاطی مثال اسکے کہ اوسنے با وضو رہنا متروک کیا تو اسکا ذمہ دار وہ خود ہے یا مثال مین یہ واقعہ پیش ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت کو نماز مین وہ کیفیت نہ حاصل ہوئی جو اونکے شایان تھی اوھون نے نماز تو حسب شرع جیون تیون کرکے ادا کر لی مگر جلدی سے گھر مین جا کے اوس سبب کو جو کہ ایک سونے کا ٹکڑا تھا دفع کیا یعنی مستحق کو دیدیا اوسوقت وہ قبض دفع ہو گیا تو ایسے اسباب کا ذمہ دار خود صاحب طریقت ہے اب رہے وہ اسباب جنکا علم انسان سے ناممکن ہو یعنی نہ تو وہ خود معلوم کر سکتا ہو اور نہ اوسکو اپنے مرشد سے کوئی مدد اس معاملہ مین مل سکے تو وہ قبض عام صوفیون کے نزدیک بلا سبب ہے اور اوسکا ذمہ دار سالک نہین یہ بات خلاف اصول ہے کہ وہ بے سبب ہو مگر یہ سچ ہے کہ ذمہ داری اپنی نہین اسکی حقیقت یہ ہے کہ جو قبض بلا سبب کہلاتا ہے وہ دو صورتون سے ہوتا ہے پہلی صورت تو یہ ہے کہ عالم باطن اُسپر وہ اثر پڑا جسنے اُسکی روشنی پر پردہ ڈالدیا ہے جب تک وہان سے اوسکا دفعیہ نہو اوسوقت تک یہ قبض رفع نہین ہو سکتا مگر عالم باطن کے یہ آثار ایسے نہین ہین کہ اونکا ذمہ دار انسان ہو بلکہ اونکا فاعل تو روح ہوتی ہے مگر وہ اسقدر باریک فعل ہوتا ہے کہ اس عالم مین اوسکا احساس نہین ہو سکتا اور اگر مرشد حقیقت رس ہوتا ہے تو اوسے علم ہو جاتا ہے مگر اوسکو اجازت نہین کہ ہر ایک امر ظاہر کر دے اور دوسری صورت یہ ہے کہ بسط کے آگے قبض ہے اور ہر قبض کے آگے بسط یعنی ہر دو مشاہدون کے درمیان ایک حجاب ہے اور ہر دو حجاب کے اندر ایک مشاہدہ ہے جسکی نسبت خدائے تعالیٰ خود فرماتا ہے سیجعل اللہ بعد عسر یسرا اور ان مع العسر یسرا مگر آخر مین صرف مشاہدہ ہے چنانچہ یہ آیہ پوری یون ہے ان مع العسر یسرا و ان مع العسر یسرا تو جب ہر مشاہدے کے بعد حجاب ہے اور حجاب ایسے ہے کہ اوسکے آگے کا مشاہدہ اور یہ سلسلہ

Marfat.com

برابر چلا گیا ہے تو اوسکو لوگ قبض وبسط کہتے ہین اور چونکہ قدرتی امو ہین لہذا کہا جاتا ہے کہ یہ قبض وبسط قدرتی ہے اس سے بری ہونا محال ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ اس مشاہدے اور حجاب کو جو کہ سلسلہ لازمی ہے قبض وبسط نہ کہنا چاہیے کیونکہ قبض کسی کشادگی کے بند ہوجانیکو کہتے ہین بخلاف اسکے مشاہدے کے بعد جو حجاب دوسرے مشاہدے کے لیے ہوتا ہے وہ کشادگی اول کی بندش نہین ہوتی بلکہ یہ حجاب پیش خیمہ ہوتا ہے آنیوالے مشاہدے کا اس حساب سے وہ حجاب جو کسی مشاہدہ کے بعد ہے وہ اوس مشاہدے سے بہتر ہے جو قبل اس حجاب کے تھا کیونکہ وہ منزل ادنیٰ کا مشاہدہ تھا اور یہ حجاب منزل اول کے مشاہدہ کا مقدمہ ہے اسلیے اس مشاہدے وحجاب کو بسط وقبض نہین کہنا چاہیے۔

ایک باریک امر اس قبض وبسط کی بحث مین اور بھی قابل اندراج ہے وہ یہ کہ ہر قبض کے زمانے مین سلسلہ بسط وقبض ہوتا ہے اور ہر بسط کے زمانے مین سلسلہ قبض وبسط ہوتا ہے اور اسیطرح ہر مشاہدے کے زمانے مین قبض وبسط اور ہر حجاب کے زمانے مین سلسلہ بسط وقبض ہوتا ہے اسکی مزید تشریح صرف اسقدر اور ہوسکتی ہے کہ مثلاً ایک دن کسیکو قبض یا بسط یا مشاہدہ یا حجاب رہا تو اوس دن کے ہر پہر مین قبض وبسط ہوتا ہے اور ہر پہر کے قبض وبسط کے ہر گھنٹہ مین بھی بسط وقبض ہوتا ہے اور ہر گھنٹہ کے ہر منٹ مین بھی قبض وبسط ہے یہانتک کہ ہر سانس کے اندر ایک قبض اور ایک بسط ہے چنانچہ بعض قبضون اور بعض بسطون اور بعض مشاہدون اور بعض حجابون کے زمانے کے ہر سانس جو باہر نکلتی ہے وہ بحالت قبض ہوتی ہے اور جو سانس اندر آتی ہے وہ بحالت بسط ہوتی ہے اور بعض کے زمانے مین جو سانس باہر نکلتی ہے وہ بحالت بسط ہوتی اور جو سانس اندر آتی ہے وہ بحالت قبض ہوتی ہے۔

مین نے ایک فقیر کو دیکھا جسکو گیارہ برس سے قبض تھا اور اونکو اپنے بسط کی طرف سے انتہائی تکالیف کیوجہ سے مایوسی ہوگئی تھی اور اون کے کل کمالات سلب ہوگئے تھے وہ ایک معمولی آدمی کیطرح ہوگئے تھے مگر اونکے بھی تمام اوقات مین اختلاف تھا اور کبھی قبض کبھی بسط بحالت قبض

بڑھ جاتا تھا ایک بزرگ کامل نے اونسے وعدہ کیا تھا کہ عنقریب تمھارا قبض رفع ہو جائیگا

فصل ہفتدہم
مشاہدہ

مشاہدہ کی مثال بالکل ایسی ہی جیسی کہ کسی عاشق کو بہزار محنت و فکر و غم کے بعد دیدار معشوق نصیب ہو اس دیدار کو اصطلاح صوفیہ یعنی عاشقان حقیقی کے زبان مین مشاہدہ کہتے ہین جو کہ اہل طریقت کو حاصل ہوتا ہی مگر یہ مشاہدہ دیدار معشوق اصالتاً نہین ہی بلکہ اونکی صورتین کم از کم ستر ہین اور زیادہ سے زیادہ ستر ہزار اور اوسکی تشریح اسطرح ہے کہ مثلاً ایک ایک منور مشعل پر ستر ہزار فانوس اسطرح ہین کہ ایک پر ایک فانوس رکھا ہی تو مشاہدۂ اول مبتدی کو جب حاصل ہوتا ہی ایک فانوس اوٹھ جاتا ہے اور پہلا فانوس بظاہر ایسا تاریک معلوم ہوتا ہی کہ قبل اوسکے اٹھنے کے کوئی جھلک اوس مشعل کی نہین دکھائی دیتی پھر اور زیادہ محنت و ریاضت کے بعد دوسرا فانوس اٹھتا ہی اسیطرح ہر ایک فانوس اوٹھ جاتا ہی اور آخر مین وہ مشعل اوسوقت نظر آتی ہے جب انسان نہین رہتا بلکہ ایک خاص قربت ہوتی ہے اور اوس قربت کی حد کوئی شخص نہین بتا سکتا۔

اس مشاہدے کی مزید کیفیت یہ ہے کہ جسوقت بلندی کو پہلا مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ اوسیکو اپنا معشوق سمجھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ مجکو دیدار مطلوب حاصل ہو گیا اوس ذوق و شوق بے انتہا کی وجہ سے اوسپر ایک حالت طاری ہو جاتی ہے جیسا کہ کسی عاشق صادق کو دیدار کے وقت ہوتی ہے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد اوسکا دل اور آگے بڑھنا چاہتا ہے چنانچہ جب وہ اور آگے بڑھجاتا ہے تو دوسرا فانوس اوٹھ جاتا ہے پھر وہ پہلے مشاہدہ کو حجاب سمجھنے لگتا ہے اور دوسرے مشاہدہ کو واقعی دیدار سمجھتا ہے مگر جب تیسرا فانوس اوٹھتا ہے تو اوسوقت بھی یہی کیفیت ہوتی ہے یہ سلسلہ انتہا تک چلا جاتا ہے بشرطیکہ عشق اوسکا ہمیشہ رہنما رہے ایک دوسری کیفیت اسمین یہ بھی ہوتی ہے کہ ہر دو فانوسون کے درمیان ایک ایسی چیز ہوتی ہے کہ جب پہلا فانوس اوٹھ جاتا ہے تو قبل دوسرے فانوس کے نظر آنے کی تاریکی ہو جاتی ہے اسی تاریکی کو حجاب بین المشاہدین کہتے ہین اور اس مشاہدہ کی صورت پہلی یون واقع ہوتی ہے کہ سالک کا قلب جسوقت صاف ہو جاتا ہی تو اوسکو اپنے قلب ہی مین تجلیات نظر آنا شروع ہوتے ہین گویا یہ قلب ایک آئینہ ہوتا ہے

جس پر سنتر تہین غبار کی ہوتی ہین جب پہلی تہ غبار کی رفع ہوتی ہے تو پہلا فانوس اومین جلوہ فگن ہوتا ہے اور جب دوسری تہ ہٹتی ہے تو دوسرا فانوس علی ہذا القیاس یہ سلسلہ مشاہدات و حجابات تو مسلسل جاری ہو جاتا ہے مگر کچھ مشاہدات تو طریقت مین رہتے ہین اور کچھ حقیقت مین و آخر کے معرفت مین مشاہدہ کو مکاشفہ بھی کہتے ہین مگر تھوڑا سا فرق بھی معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ مکاشفہ مین دنیوی امور بھی داخل ہین چنانچہ مکاشفہ کی دو قسمین ہین علوی و سفلی سفلی مکاشفہ کی دو حالتین ہین ایک یہ کہ جزئیات کا کشف ہو جیسے زید کہان ہے کب آئیگا یا اوسکے جی مین کیا ہے یہ ادنیٰ درجے کے صوفیون کا کشف ہے جو لوگ اسپر قناعت کرتے ہین یا اسکو کوئی نعمت سمجھتے ہین یا اس سے کوئی غرض حاصل کرتے ہین وہ اسیکے ہو کے رہجاتے ہین آگے نہین بڑھ سکتے اور مشاہدات اونسے بہت دور رہین دوسرے جملہ صفات و اعیان کا مکاشفہ یہ اوس سے بہتر ہے مگر مکاشفہ علوی عین مشاہدہ ہے اسکے بہت مراتب ہین بعض اونمین سے بیان ہوتے ہین۔

مشاہدۂ علوی کی ایک صورت سماعی بھی ہے اور وہ سب سے اعلیٰ یہ ہے کہ کلام خدا کو بلا واسطہ سنا جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج مین خدا سے اوسکا کلام سنا یا حضرت موسیٰ نے طور پر اور اسکے بعد اوس مشاہدے کا مرتبہ ہے جو ملک کے واسطہ سے سننے مین آئے جیسے نبی پر وحی اور ولی پر بھی فرشتہ نازل ہوتا ہے حضرت امام غزالی نے اس سے انکار کیا ہے اور حضرت شیخ اکبر نے اقرار کیا ہے قول آخر صحیح ہے چنانچہ مثالون سے واضح ہوا ہے یعنی بذریعہ ملائک خدا کی طرف سے کاغذات اوترے ہین اور مولانا بحر العلوم لکھنوی جب کسی مسئلہ مین توقف کرتے تھے تو قلم خود لکھتا تھا ظاہر ہے کہ قلم مین بالذات یہ قوت نہ بالارادہ وہ نہ اسوائی ملک کے اور کوئی نہین لکھتا تھا ایسی ہی بہت مثالون سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ نزول ملک اولیاء اللہ پر ضرور ہوتا ہے مگر ہرایک پر نہین بلکہ اعلیٰ مرتبے کا لوگون پر البتہ حضرت جبرئیل کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ ہوا اور نہ ہوگا۔

اب رہا مشاہدہ عینی اوسکے مراتب ہین عناصر مین جو مشاہدۂ تجلی الہٰی [illegible] علوی کی

پہلی منزل ہے اس سے بلند مرتبہ مشاہدۂ علوی کا وہ ہے کہ افلاک مین مشاہدہ تجلی ہو اس سے
بلند کرسی اور پھر عرش اور اس سے بلند عالم ارواح اس سے بلند کتاب محو و اثبات پھر
لوح محفوظ پھر عقل اول مین سب سے بلند مرتبہ ہے اسکے بعد ایک آخری مرتبہ مگر آگے لکھے جائینگے

فصل ہیجدہم ان سب لفاظ کے معانی قریب قریب ہین کیفیت ایک تغیر طبیعت ہے
کیفیت و حال و وجدان جو کہ ذکر و شغل یا مشاہدہ و مراقبہ وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے اور اوسکا ادنی درجہ
یہ ہے کہ خود اپنے کو بھی ظاہر و علم نہو اور اسکے بعد یہ درجہ ہے کہ اپنے کو ظاہر ہو مگر دیگر اہل ظاہر کو
نہ معلوم ہونے پائے اور آخر درجہ ایک تو یہ ہے کہ اپنے صفات یعنی حواس و ہوش و خودی
گم ہو جائے اور دوسرے یہ کہ روح شدت اثر سے منتقل ہو کر اوس عالم مین پہونچ جائے اور
اوس نور سے قربت دائمی حاصل کرلے جسکے مشاہدہ نے اوسکو مغلوب الحال کر دیا ایسی کیفیت مین
کہ روح انتقال کرے دو صاحبونکو بالصراحت دیکھا ہے ایک حضرت قطب الاقطاب خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی رح دوسرے متاخرین مین حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی
حضرت قطب الاقطاب کو اس شعر پر یہ کیفیت ہوئی تھی ؎ کشتگان خنجر تسلیم را * ہر زمان از غیب جان دیگر است
اور مولانا صاحب کو اس شعر پر ؎ گفت قدوسی فقیری در فنا و در بقا * خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی
کیفیت کی چند کیفیتین ہین اول یہ کہ جسکو کیفیت کبھی نہو وہ خارج از طریقت ہے کیونکہ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اوسپر عبادت کا مطلق اثر نہین اور یہ ایک سخت روحانی مرض ہے جسکا
علاج سوای خدا کے کوئی نہین کرسکتا۔ اور جسکو کیفیت ہو وہ اگر اپنی کیفیت پر غالب
نہ آسکے تو یا اوسکے ضبط و ظرف کا قصور ہے یا کیفیت نہایت سخت و شدید اسقدر ہے
کہ اوسکے قابل نہین لیکن اگر ایسی کیفیت ہو مغلوب الحال ہو کر پھر صاحب کیفیت رجوع نکرے
اور بحال نہو تو یہ قصور ضبط و ظرف نہین بلکہ کمال جذب تجلی ہے اور اس جذب نے اپنے مجذوب کو
اپنی پوری قوت سے کھینچ لیا بہت سے مبتدی ایسے ہوتے ہین کہ ادنی کیفیت پر متاثر ہو جاتے ہین
اور کھڑے ہو جاتے ہین یہ اونکی کمال کم ظرفی ہے اور بعض مصنوعی کیفیت دکھاتے ہین تاکہ

Marfat.com

لوگ اونکو صاحب باطن اور درویش سمجھین ایسے لوگ دنیاداروں سے اور سخت گناہگارون سے بھی بدتر ہین کیونکہ دنیادار عاصیون سے اہل اللہ کو کوئی تعلق نہین اور ان مصنوعی فقیرون کی وجہ سے اہل اللہ بدنام ہوتے ہین لہذا یہ زیادہ مردود ہین۔

جاننا چاہیے کہ کیفیت کے لیے ضرور نہین لگانا ہو یا کوئی اور شغل ہو صاحب کیفیت کو ہر ایک امر مین کیفیت ہوتی ہے بقول شاعر ؎ ہر چیز مین لذت ہے اگر دل مین مزا ہو ٭ جو لوگ لطیف القلب ہین اور طبعًا شقی نہین اونکو بھی کیفیت ہوتی ہے خواہ وہ داخل سلسلہ ہون یا نہ ہون

جاننا چاہیے کہ کیفیت اصل مین عشق و محبت کے باعث سے ہوتی ہے جسکو عشق نہین وہ صاحب کیفیت نہین ہوسکتا اور جسے عشق نہین وہ بے رہبر ہے منزل مقصود کو پہونچ نہین سکتا بلکہ زاہد خشک ہے اوسکو طریقت سے کوئی تعلق نہین اور عشق ہی محرک تمام کیفیات و تغیرات کا ہوسکتا ہے ابتدا مین ہر مبتدی کی کیفیتون کا زیادہ اظہار ہوتا ہے مگر جسقدر مراتب بلند ہوتے جاتے ہین اوسیقدر تمام کیفیات مغلوب ہوتے جاتے ہین یہانتک کہ ایک خودی تو رہتی ہے اور باقی سب اشیا عشق معشوق اور عاشق ایک ہوتے جاتے ہین

فصل نوزدہم

تصفیۂ قلب

تصفیۂ قلب سلوک طریقت مین حاصل ضروری ہے خواہ اوسکا ارادہ کیا جاوے یا لکھا جائے کیونکہ بدون تصفیۂ قلب مشاہدات در پیش نہین ہوتے اور جب تک مشاہدے نہون سالک آگے نہین بڑھتا۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ دل مثل ایک آئینہ کے ہے اور آئینہ جب تک صاف نہوگا کوئی عکس اوسمین صورت پذیر نہوگا چنانچہ جب دل صاف شفاف ہوجاتا ہے اوسیقدر تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے یا یون کہنا چاہیئے کہ جسقدر صاف ہوتا ہے اوسیقدر تجلیات کا جلوہ روبرو آتا جاتا ہے یہانتک کہ جب بالکل صاف ہوجاتا ہے کوئی شے پوشیدہ نہین رہتی ہر ایک شے خواہ وہ کسی عالم سے متعلق ہو اس آئینۂ دل مین منعکس ہوے بغیر نہین رہ سکتی اس تصفیۂ قلب کے لیے ہر ایک خاندان مین جدا جدا اذکار و اشغال ہین بلکہ ہر ایک شخص کے لیے علیحدہ علیحدہ ترکیبین ہین جسکا دل جس نسبت

صاف ہوجائے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ مرشد کی ایک نگاہ مین مرید کا دل ایسا صاف ہوگیا ہے کہ اگر کوئی شخص ہزار برس محنت کرے جب بھی اتنا صاف نہو۔ مگر ایسا کم ہوتا ہے کسیکو یہ امید نرکھنا چاہیے بلکہ ریاضت وعبادت سے عموماً تصفیۂ قلب ہوتا ہے بلکہ اگر کسیکا قلب مرشد کی ایک توجہ سے فی الفور صاف ہوگیا ہے تو وہ اپنے حواس مین نہین رہا ہے اور مجذوب ہوگیا ہے اکثر کا جذب تو ایک عرصہ کے بعد کم ہوگیا مگر اکثر ہمیشہ مجذوب رہے اور بحالت مجذوبیت کوئی لطف نہین جسکا مفصل ذکر فصل جذب وسلوک مین آئیگا۔

جسکا قلب صاف ہوتا ہے وہ لوح محفوظ دیکھتا ہے اور اوسی انوار وتجلیات کا مشاہدہ ہر وقت رہتا ہے اور دلون کا حال اوسے خدا کی مدد سے معلوم رہتا ہے اور بہت دور دراز ممالک اور مقامات اور کل اشیا اپنی جگہ پر سے بیٹھے بیٹھے دیکھتا ہے چنانچہ صحابہ کے حالات مفصل دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضا اکثر اپنی جگہ پر بیٹھے اون مجاہدین کے حالات سے واقف ہوجاتے تھے جو ہزار ون کوس پر جہاد کرنے کو جاتے تھے مگر چونکہ شرع مصلحت پر مبنی ہے اسلیے اس راز کو اکثر نے پوشیدہ رکھا اور دعوای روشنضمیری کسی نے نہین کیا اب جبکہ باطل باطل امور کے دعوے ہوہے اور دروغ کو فروغ دیا جارہا ہے تو امر حق کیون نہ ظاہر کیا جائے اور کس لیے گمنامی اور لاعلمی کے پیروی مین چھپا رکھا جائے۔ اہل تصوف کی ادنی ترکیبون کو جو کہ تصفیۂ قلب اور دیگر کرامات سے متعلق ہین اہل دنیا لیگئے اور اونسے دنیوی کام لیے اور مسلمانون سے مقابلہ کرنیکو تیار ہوے اور اونکے نام مختلف علوم کے پیرایون مین رکھے گئے مثل مسمریزم وسائرم وغیرہ کے درحقیقت یہ تصوف کی معمولی شاخین ہین جنکو اہل دنیا نے لیکر دین اعتراض کو اونسے جدا کردیا۔ انشاء اللہ تعالی ہم اون تمام کمالات دنیوی کو بھی اس کتاب مین درج کردینگے کیونکہ دین مثل کل کے ہے اور دنیا ایک جز ہے کل کے حاصل ہونیسے جز بھی حاصل ہوجاتا ہے بیان نہ اولی آتصفیۂ قلب کی وہ ترکیبین لکھی جاتی ہین جو اہل دنیا بھی کرسکتے ہین اور جو کمالات دنیوی دینے

متعلق ہین بعد اوسکے وہ ترکیبین بھی لکھی جائینگی جو خاص تصوف مین داخل ہین۔
صفائی قلب کے لیے چند امور فطری اور چند کسبی لازم ہین۔ فطری امور حسب ذیل ہین مزاج یا تو قریب قریب معتدل ہونا چاہیے یا صفراوی یعنی یہ دونون مزاج بہتر ہین اور بدتر مزاج اس کام کے لیے بلغمی ہے کیونکہ بلغمی مزاج کو یا تو محنت زیادہ کرنا پڑیگی اور یا علاج کرکے خلط بلغم کو کم کرنا چاہیے اور معتدل مزاج ہر کام کو خوب کرسکتا ہے دوسرا امر یہ ہے کہ صحت اچھی ہونا چاہیے اگر کوئی بیماری ہو تو اول اوسکے علاج سے فراغت کرلینا چاہیے اور اگر کوئی جلدی عارضہ ہو تو مضائقہ نہین مگر سب سے زیادہ بُری یعنی مخالف عوارض امراض دماغی وقلبی ہین مثل جُنون وصرع وفالج ولقوہ واسترخا وضعف دماغ وسکتہ وکابوس ودردسر وسباط وسہر ویبس دماغی واختلاج وخفقان وتبخیر وغیرہ اور اگر خلطی امراض ہون تو بھی علاج کرنا چاہیے کہ وہ اوسط درجے مین مخالف ہین اور تیسرا امر یہ کہ عمر بلوغ کے بعد چالیس سے کم ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو اور صحت عمدہ ہو تو بھی ممکن ہے کہ کامیابی ہو جائے تیسرا امر یہ ہے کہ کوئی سخت فکر وغم واندیشہ یا خوف یا خیال غالب نہ ہو ایسی حالت مین بھی کامیابی کی امید نہین اولاً اس سے نجات حاصل کرنا چاہیے لیکن اگر کسی سے عشق ہو تو ایک صورت کامیابی کی ہے جسکا ذکر آگے آئیگا۔ چوتھا امر یہ ہے کہ طبیعت کا فطری میلان گناہون کی طرف یا دیگر جرائم کی طرف نہو اگر فطری میلان ایسا ہوگا کہ اوسکو ترک کرنا مشکل ہے تو کامیابی بھی مشکل ہے کسبی امور یہ ہین کہ اول گناہ کبیرہ سے توبہ کرنا چاہیے خصوصاً جھوٹ اور شراب اور زنا سے دوم اوس حرکت کو چھوڑ دینا چاہیے جو اوسکی عقل پر غالب آجایا کرتی ہو مثلاً نشہ یا غصہ یا طمع یا اور کوئی ایسی ... فطری ہوگی تو بدون مرشد کامل نہین نکل سکتی اور اگر فطری ... عادت ہوئی ہو تو کوشش کرے کہ اول اوسے چھوڑے پھر استغفار ... جب ان امور سے فراغت ہو جائے تو کسی ایک طرف اپنے قلب کو متوجہ کرے خصوصاً کسی انسان کی طرف ...

اگر خدا کیطرف ہو تو بہت جلد کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور ساتھہی اس تصفیۂ قلب کے
دیگر کمالات دینی و دنیوی بھی حاصل ہو جاتے ہین اگر یہ نہو سکے تو کسی مرشد کامل کیطرف خواہ
وہ زندہ ہو یا اوسکا وصال ہو چکا ہو اگر وصال ہو چکا ہو تو اون کے مزار کی جا کے زیارت
کرے مگر یہ وہ بزرگ ہون جنکا اعتقاد اوسی تمام بزرگون مین سب سے زیادہ ہو یا سب سے
زیادہ ولو کم ہی نہو یعنی کوئی نقص باطنی اونکے کمال مین اوسے محسوس نہو جیسا کہ
کسی کا عقیدہ حضرت غوث پاک کی طرف یا حضرت غریب نواز کی طرف یا کسی و کامل
کیطرف ہو جنکے مزار پر بہ آسانی جا سکتا ہو خصوصاً اگر اپنے شہر ہی مین مزار ہو تو بہت ہی
بہتر ہے مثلاً اگر لکھنؤ مین ہو تو مخدوم شاہ مینا صاحبؒ کے مزار پر جائے اگر دہلی مین ہو تو
حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ یا حضرت مولانا سلطان نظام الدین
محبوب الٰہیؒ یا اور کوئی شہر ہو اور وہان کوئی ایسے ہی بزرگ کا مزار ہو جنکا عقیدہ دل میں
بخوبی جم چکا ہو اون کے مزار پر جسقدر زیادہ عرصہ تک ممکن ہو حاضر رہے اور تنہائی ہو تو
بہتر ورنہ کوئی اور بھی موجود ہو تو مضائقہ نہین تصور قلب اور حضور قلب کے ساتھہ آنکھین بند کیے
کھڑا ہو جائے یا بیٹھنا ممکن ہو تو بیٹھ جائے اور یہ تصور کرے کہ صاحب مزار کو دیکھ رہا ہے اور
وہ اوسے دیکھ رہے ہین لیکن یہ خیال رکھے کہ وہ گیا ارشاد فرماتے ہین چالیس روز کے اندر ہی
اندر کچھہ نہ کچھہ ارشاد ضرور ہوگا اور اگر ہر وقت اونکا خیال رکھے اور شب کو سوتے وقت باوضو
سوئے اور اوسی خیال سے سوئے تو چند ہی روز مین کچھہ ہدایت ہوگی جو کچھہ ہدایت ہو
اوسپر عمل کرے تمام لوگون کے بہ نسبت زیادہ جلد اوسے کامیابی حاصل ہوگی۔ اور اگر
نماز و روزہ اور درود شریف بکثرت پڑھتا رہے گا تو بہت ہی جلد کامیابی ہوگی مگر اسطرح
ہوگی کہ اول خواب مین وہ باتین نظر آئینگی جو آیندہ ہونے والی ہین پھر رفتہ رفتہ قلب مین
وہ باتین آنے لگینگی جو صحیح اور بالکل ٹھیک ہین جسقدر نماز روزہ اور کثرت درود شریف
اور اون بزرگ کی محبت و عقیدت مین زیادتی کریگا اوسیقدر جلد کامیابی ہوتی جائیگی اور

روز بروز ترقی ہوتی جائیگی یہانتک کہ قلب بالکل صاف ہو جائیگا لیکن شرط یہ ہے کہ
چند امور کا ہمیشہ پرہیز رکھنا پڑیگا اول یہ کہ اگر کسیکا راز معلوم ہو جائے تو نہ زبان پر لاے
اور نہ دل میں اوسپر غرہ کرے اور نہ کسیکو کوئی نقصان اس صفائی قلب کیوجہ سے پہونچائے
اور نہ کوئی ناجائز فائدہ اس سے اوٹھاے اگر ایسا کریگا تو یہ کامیابی فی الفور کافور ہو جائیگی
کیونکہ کم ظرفی اور خودغرضی ان تمام باطنی کمالات کے دشمن ہیں واضح ہو کہ یہ کوئی سحر یا
جادو نہیں ہے بلکہ علاوہ ان کمالات کے دینی فوائد بھی اسمیں بہت عظیم ہیں تو انکو ضائع
کرنا چاہیے اور اتقا و پرہیزگاری کے ساتھ کرے انشاء اللہ تعالی ہر ایک دنیادار کے
مقابلہ میں غالب آئیگا اور کوئی اشراقی خواہ کیسا ہی کامل ہوگا اسکے سامنے نہ ٹھہر سکیگا جسکی
محنت اسکے مقابلہ میں اتنی دنون کی ہوگی کہ اگر اوسکی مشقت چالیس سال کی ہے اور اسکی
چالیس روز کی تو بھی یہی غالب رہیگا۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ اس شخص کو مدد بہت بڑے بزرگ کے
ہمیشہ ملتی رہیگی بسبب محبت اور عقیدت اور اوس تصور کے جو اوسے ہمیشہ اوس بزرگ سے
رہتا ہے تو گویا یہ وہ ہیں اور جیسے زبردست کہ ہزار سے بڑھکر اور اسکا مقابل ایک بھی نہوگا
لیکن ہر ایک سے مقابلہ کرنا بھی نازیبا ہے بلکہ اگر کوئی شخص خود بخود زبردستی مقابلہ پر آمادہ ہو
اور وہ کافر ہو۔ تو اوسکو چاہیے کہ تھوڑا خیال بھی خیال میں لیکر اون بزرگ کے پیدا اسکو کر دے
جو مدد چاہے وہ سے خواہ اوسے یہ مدد لے کہ اوسکے دل کا حال معلوم ہو یا یہ غرض سے
کہ اس کافر کا دل اور کمال سلب ہو جائے جو چاہے وہ عرض کرے خدا سے امید ہے کہ فورًا
اسکا مقصد پورا ہوگا اور وہ سخت شکست کھائیگا۔

تصفیہ قلب کے حصول میں چند امور نہایت نازک ہیں اونکا بیان کرنا ضرور
ضرورت سے ہے ایک یہ کہ صفائی قلب کی ابتدا بہت نازک ہے اوس کا احساس
مشکل ہے مثلاً بیٹھے بیٹھے خودبخود دل میں ایک بات آجائے تو وہ الہام غیبی ہے یا
چند باتیں دل میں آئیں گرچہ بات سب سے پہلے دل میں آتی ہے اور اوسکے وہ ہو یا غلط

Marfat.com

جانتا ہے تو لبس یہی صحیح ہے - اور ایک بات یہ ہے کہ ان تمام باتون کو راز سمجھے جو کہ درمیان اون بزرگ و راس شخص کے ہے اگر کسی سے کوئی راز بیان کریگا تو کامیاب نہوگا اور اس رازداری کا سلسلہ ابتدا سے ہے یعنی یہ کہ اولاً کسی سے یہ نکہے کہ مین فلان کام کے لیے فلان بزرگ کی خدمت مین جاتا ہون یا اونکی محبت وتصور مین رہتا ہون اور جب یہ پوشیدہ ہے تو یہ بھی نہ کہے کہ فلان امر مجکو معلوم ہوا یعنی کوئی خواب یا بشارت بیان نکرے جاننا چاہیے کہ بشارت تین طرح پر ہے اول دل مین خود بخود آنا اور اوسپر ایسا وثوق ہو جانا کہ کسی طرح وہ خیال غلط نہ معلوم ہو دوسرے طریقہ کی بشارت یہ ہے کہ مزار کے سامنے یا اپنے بستر پر یا جانماز پر بیٹھتے بیٹھتے آنکھین بند کرلے یا خود بخود ہو جائے اور کوئی آواز کان مین آجائے یا اوس کا دل خود ہی اوسکے کان مین کچھ کہدے یعنی بلا اوسکے ارادے کے ایک بات اوسکے جی مین آجائے اور دل شگفتہ ہو جائے تو یہ بھی بشارت ہے تیسرا طریقہ بشارت کا یہ ہے کہ خواب وبیداری کے درمیان جسے عالم رویا کہتے ہین اور ایک طرح کی غنودگی ہوتی ہے اوس حالت مین کسی امر کا معلوم ہونا یہ بھی بشارت ہے - یہ تین طریقے خاص بشارت کے ہوتے ہین مگر ایک خفیف طریقہ جو کہ سب سے ادنی ہے وہ خواب کا ہے کہ خواب مین کوئی بات معلوم ہو - مگر خواب مین غلطی کا احتمال سب طریقون سے زیادہ ہوتا ہے البتہ ایک صورت غلط نہونے کی ہے وہ یہ کہ اون بزرگ کی زیارت خواب مین ہو بس جو کچھ وہ فرمائین وہ غلط نہین ہو سکتا کیونکہ اولیاء اللہ کی صورت مین شیطان نہین آسکتا باقی صورتون مین خواب مین غلطی کا بھی قوی احتمال ہوتا ہے اگرچہ علاوہ خواب کے اول کے تینون طریقون مین بھی غلطی کا احتمال ہوتا ہے مگر بہت کم اب رہا یہ امر کہ کیونکر یہ معلوم ہو یہ واقعہ غلط ہے یا صحیح یعنی شیطان کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے تو اوسکی خاص شناخت یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو واقعہ معلوم ہوگا یا کوئی حکم ہوگا اوسکا اثر بہت عمدہ قلب پر پڑیگا اور یقین کامل ہو جائیگا اوس مین کوئی شک وشبہ نرہے گا اور جو کہ شیطان کیطرف سے ہوگا

Marfat.com

اوسپر یقین کبھی نہوگا ہمیشہ شک رہیگا لہذا اسکا اندازہ ضرور رکھنا چاہیے - یہ احتمالات ابتدا مین ہوتے ہین رفتہ رفتہ شیطان مغلوب ہوتا جاتا ہے اور سچائی کا غلبہ ہوتا جاتا ہے مگر بہت احتیاط سے کام لے اور نہایت عاجز و حقیر اور طالب صادق رہے کم ظرفی اور خود غرضی اور غرور نکرے ورنہ بالکل کامیابی نہوگی اور اگر ہوگی تو جاتی رہیگی چند روز کے بعد ایک خاص طریقہ اوسکے لیے ہمیشہ کیواسطے معین ہو جائیگا پھر اوس مین فرق نہوگا مثلاً خواب کسی خاص وقت پر خصوصاً فجر کے وقت یا عالم رویا یا بیداری یا قلبی طریقہ اوسکے لیے مقرر ہو جائیگا اور پھر ہمیشہ اوس سے کام ہوتا رہے گا

تصفیہ قلب اہل طریقت اہل طریقت کو تصفیۂ قلب ورترکیبون سے حاصل ہوتا ہے اور جلد اور عمدہ بلا زوال حاصل ہوتا ہے اونکی تنزلی کا احتمال بہت کم ہوتا ہے بہ نسبت اہل دنیا کے کیونکہ اونکے جملہ نقائص اونکا مرشد رفع کرتا جاتا ہے اور ہمیشہ ہدایت کرتا رہتا ہے تاکہ موانع رفع ہوتے رہین -

اہل طریقت کے لیے مختلف تدابیر ہین اور متعدد اذکار و اشغال ہین بلکہ مرشد اپنے مرید کے حسب حال طریقہ تعلیم کرتا ہے منجملہ اونکے ایک طریقہ یہ کہ جب سانس اندر کو لے تو لا الٰہ کہے اور جب باہر کو سانس نکالے تو الا اللہ ہر وقت یہی عمل رکھے اور قلب کا تصور رکھے چند روز مین دل صاف ہو جائیگا اور تصفیۂ قلب شروع ہو جائیگا -

دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ قبلہ رخ باوضو چار زانو اسطرح بیٹھے کہ انگشت پا اور اوسکے برابر کی اونگلی سے کھائی مین گھٹنے کا بطن آجائے دونون پانون مین - اور سیدھا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھکے زور سے دباوے اور آنکھین بزور بند کرکے سانس [illegible] بند کرے اور قلب کی حرکت کی طرف متوجہ ہو زبان سے ہر حرکت پر اللہ کہے اور یہ خیال کرے کہ قلب مین ایک سوراخ ہے اور لفظ اللہ اوسکے اندر ہر حرکت قلب پر زبانی اور جاتا ہے اسطرح قلب کے اندر جو زنگ ہے وہ گھسکر صاف ہوتا جاتا ہے چند روز مین لعنی

جسقدر ممکن ہو پے در پے سانسون کو بند کرتا رہے جب دیکھے کہ اب سانس مین بالکل قوت نہین رہی تو پھر کسی وقت پر موقوف رکھے اور دن اور رات مین دو تین مرتبہ بھی عمل کرے اور سانس کو جسقدر قوت ہوتی جاوے اوسیقدر بڑھاتا جاوے یہانتک کہ گھنٹون کی سانس لانبی ہوجاویگی اور حرکت قلب کی بہت زور سے اور بلند آواز ہوتی جاویگی اور ذکر اللہ حرکت و آواز قلب کے ساتھ برابر جاری ہوجائیگا جب یہانتک ہو اور سوتے مین بھی یہ آواز دوسرے لوگ سنین اور معلوم ہو تب سے تصفیہ قلب شروع ہوجائیگا اور یہ صفائی بڑے اعلیٰ درجہ کی صفائی ہوگی اور اس سے اسقدر فوائد ہین کہ بیان مین نہین آسکتے چنانچہ جسقدر کمالات اس کتاب مین درج ہین اونمین سے اکثر اسی طریقہ کے ذکر سے درجہ کمال کو پہونچتے ہین اسکے لیے چند شرائط لازمی ہین اونکا بیان کرنا بھی لازمی ہے اول یہ کہ ذاکر اگر حار مزاج ہو تو مرطوب اور مغز اشیاء استعمال کرے ورنہ خون آنے لگیگا اور حدت کمال درجہ پر بڑھ جائیگی دوسرا امر یہ کہ حالت بھوک یا بشدت پیٹ بھرا ہوا سوقت نہ چاہیے تیسرا امر یہ کہ گرمی کا موسم اور وقت گرمی کا نہو چوتھا امر یہ ہے کہ مباشرت اس طریقہ مین نہ چاہیے کیونکہ اگر مباشرت کریگا ترقی نہوسکیگی اور اون کمالات کو نہ پہونچ سکیگا جو اس سے عجیب و غریب حاصل ہوتے ہین اور انکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ ہوگی۔

دوسری ترکیب تصفیہ کی یہ ہے کہ جسقدر ممکن ہو خدا کے خوف یا اوسکی قربت کیلیے روئے جسقدر روئیگا اوسیقدر قلب صاف ہوگا اور شرط یہ ہے کہ گناہون سے باز رہے کیونکہ گناہون کی کثرت قلب کو سیاہ کرتی ہے اور ظالمون اور دنیا کے طالبون کی صحبت سے پرہیز کرے کیونکہ اس سے بھی دل سیاہ ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے ہدیة الظالم یمیت القلب اور درویش کامل کی صحبت سے قلب صاف و پاک ہوتا ہے اور اگر کسی ایسے بزرگ کی صحبت اسکو ہوجاوے تو سوای معمولی امور کے کوئی محنت صفائی قلب کیلیے نہین کرنا پڑیگی جسقدر یہ محبت بڑھتی جائیگی اوسیقدر دل صاف و شفاف ہوتا جائیگا اور

Marfat.com

اور اگر خدا کی محبت ہو تو اس سے بہتر کوئی شئے تصفیۂ قلب کے واسطے ممکن نہیں

فصل ۱۲ تزکیۂ نفس طریقت میں تزکیۂ نفس جزو اعظم ہے بلکہ اسی پر دارومدار طریقت ہے
اگر اسکا ایک ادنی شمہ رہ جائے تو طریقت میں نقصان عظیم ہے اور شغل بھی صرف
یہی ہے گویا طریقت میں قالب تو عبادت ہے اور روح تزکیۂ نفس ہے اور اس
تزکیہ کا ذکر باری تعالی نے خود بھی اپنے فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے
اور اگر قرآن وحدیث کے تمام مضامین جمع کیے جائیں تو تین ربع اوس سے ہونگے
جو متعلق تزکیۂ نفس ہونگے بلکہ شاید کوئی ایسا مسئلہ ہو جو تزکیۂ نفس کے باب میں نہو ورنہ
عمل وحقیقت ہر امر شی کی بھی تزکیۂ نفس ہے جسکو تزکیۂ نفس حاصل ہوا اوس سے کوئی
گناہ صغیرہ وکبیرہ عمداً نہیں ہوسکتا اور جسکا نفس غالب ہوا اوس سے کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ
بچ نہیں سکتا خدا کے قانون میں تزکیۂ نفس کا یہ اصول ہے کہ جس نفسانی فعل سے مخلوق کو
زیادہ ضرر پہونچتا ہے جیسے جھوٹ غیبت بدمعاملگی دغا جعل چوری وغیرہ وغیرہ یا جس کے
فاعل اپنے کو اور اپنی نسل کو نقصان پہونچتا ہے جیسے زنا وخودکشی وغیرہ یا جس سے
اور نفسانی برائیاں بھی پیدا ہوتی ہیں جیسے شراب یا جس سے بیغیرتی اور غصہ بڑھتا ہے
جیسے اکل گوشت خنزیر وشیر یا جس سے روح نفسانی کو نقصان اور نفس کو تقویت ہوتی
ہے جیسے ترک فرض عین وہ سب افعال حرام ہیں اور جن نفسانی فعلوں سے اس سے کم
نقصان مذکورۂ بالا اشیا کو ہوتا ہے وہ مکروہ ہیں اور جیسے بہت ہی خفیف ضرر ہوتا ہے
احتمال ضرر ہے اونکا ترک اولی ہے اور جس روحانی فعل سے نفس خوب دبتا
فرض عین قرار دیے گئے ہیں جیسے نماز روزہ حج زکوۃ اور جسکی کثرت
زیر ہو جاتا ہے وہ افعال مسنون ہیں اور جس سے ذرا کوتاہی روح میں خفیف
ہو جانیکا پیدا ہوتا ہے وہ افعال مستحب قرار دیے گئے ہیں یہی اصول ہے تمام احکام
قانون شریعت کے بھی ہیں۔

Marfat.com

جاننا چاہیے کہ انسان مین دو چیزین بہت بڑی ایک دوسرے کے مقابل ہین ایک نفس دوسرے روح یہ دونون ایک دوسرے کے ضد ہین نفس کے تمام افعال وخواص بد ہین اور روح کے نیک جو راستہ خدا کی طرف گیا ہے وہ روحانی ہے اور جو اوسکے خلاف گیا ہے وہ نفسانی ہے یعنی نفسانی افعال خدا سے دور کرتے ہین اور روحانی قربت پیدا کرتے ہین اوسکی خاص وجہ یہ ہے کہ روح انسانی خدا کی روح ہے اور نفس انسانی شیطنت کا جز ہے تو ہر شے اپنے اصل کی طرف راجع ہوتی ہے اسی لیے روح ہمیشہ قربت خدا کی تحریک کرتی ہے اور نفس قربت شیطان کی اس مین جو غالب ہوتا ہے اوسکے موافق نتیجہ نکلتا ہے چنانچہ اخوان الشیاطین ہمیشہ شیطان سے مدد لیتے ہین اور نجس اشیا سے کام لیتے ہین تاکہ شیطان خوش ہو مثل ساحرون کے اور عاشقان خدا ہمیشہ طہارت کا خیال رکھتے ہین اور خدا ہی سے مدد لیتے ہین اور جب ساحر روح کو بالکل مغلوب کر دیتا ہے اور نفس کو غالب تو اپنے فن مین کامل ہوجاتا ہے اور صاحب طریقت جب نفس کو بالکل مغلوب کر دیتا ہے تو خدارسیدہ ہوجاتا ہے گویا نفس وروح ایک ترازو کے دو پلے ہین جب ایک جھکیگا تو دوسرا ضرور اونچا ہوگا تو اہل طریقت تمام وہ افعال کرتے رہتے ہین جنسے نفس مغلوب اور روح غالب ہو لہذا تمام افعال کے دو بڑے حصے کیے گئے ہین ایک حصے سے روح کو قوت وتازگی اور لطافت وصفائی حاصل ہوتی ہے دوسرے سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے یعنی نفس پاک وصاف اور اسقدر صاف کیا جاتا ہے کہ گویا نہین رہتا تزکیہ اون لوگون کی بنائی ہوئی اصطلاح ہے جو یہ کہتے ہین کہ روح ونفس ایک ہی شے ہے صرف افعال کا فرق ہے جب افعال نیک ہون تو روح سے نسبت کرتے ہین اور جب افعال بد ہوان تو نفس سے تعبیر کرتے ہین اسی لیے اونھون نے مغلوبیت نفس کا نام تزکیہ نفس رکھا ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ خدا نے خود نفس کی تین صورتین دکھائی ہین نفس امارہ نفس لوامہ نفس مطمئنہ اور نفس امارہ کی مذمت کی ہے اور نفس مطمئنہ کی صفت کی ہے یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ متاخرین نے افہام وتفہیم کے لیے

نفس کے دو حصے کر دیے ہین نفس امارہ کو محض نفس کہتے ہین اور نفس مطمئنہ کو روح کہتے ہین
لہذا ہم بھی اپنے مضامین مین آسانی کے لیے یہی بہتر سمجھتے ہین کہ نفس و روح علیحدہ علیحدہ
کر دین - اور یہ احتمال بھی ہے کہ نفس امارہ اور نفس مطمئنہ علیحدہ علیحدہ ہو
ہم اوپر یہ بیان کر آئے ہین کہ ایک حصہ افعال کا وہ ہے جنکے ترک سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے
تو اب ہم اونکو بیان کرتے ہین - غصہ - خود پسندی - طمع - شقاوت یہ چند باتین ہین جنسے
نفس مرکب ہے اگر یہ چارون نہ رہین تزکیہ نفس کو کمال ہو جائے شریعت مین انکا غلبہ تو
حرام ہے مگر طریقت مین انکا موجود رہنا حرام ہے جبتک نیست و نابود ہو جائے
اوسوقت تک کامل طریقت نہین اور جسقدر انمین کمی ہوگی اوسیقدر طریقت مین قدم آگے
بڑھتا جائے گا تشریح ان چارون کی ضروری ہے -

غصہ ایک صفت جلالی ہے اور چونکہ طریقت راہ جمالی ہے اسلیے جلال اوسکے خلاف و ضد ہے
تو اسکا رہنا باعث فنای کمال ہے - اسکا غلبہ تو جب ہوتا ہے کل تمکین اور تمام کمالات
مغلوب ہو جاتی ہین اسلیے یہ شریعت مین حرام ہے مگر طریقت مین اسکا محض وجود اسلیے
حرام ہے کہ ایک نجس شئی ہے جسکو طاہر کے پاس نہ رکھنا چاہیے کیونکہ نجاست سے طہارت
جاتی رہتی ہے چند مثالون سے یہ واضح ہوگا کہ غصہ بالکل فنا ہو جانے کی کیا علامات و صورت
ہے - حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے روی مبارک پر ایک کافر نے
مغلوب و مجبور اور بے بس ہو جانے کی وجہ سے تھوک دیا ظاہر ہے کہ ایسے شیر نر کے منہ پر
کوئی شخص تھوک دے خصوصا بحالت جنگ بدل کہ اظہار غصہ کا خاص وقت ہے تو انتہا
غضب اوسے ہوگا مگر غصہ آجاتا تو درکنار وہ غصہ جو دین کے لیے تھا اور [illegible]
وہ بھی جاتا رہا اور اتنا بھی نہ رہا کہ آپ اوسکے سینہ پر جسطرح سوار ہو گئے تھے سوار رہتے آپ
فورا اوتر آئے اور اوسے قتل نکیا اگر قتل کرتے تو اونکا نفس تو ہرگز شریک نہ تھا مگر اور لوگونکو
یہ خیال ہو سکتا ہے کہ حضور کا نفسانی غصہ بھی شاید اس قتل مین شریک ہوگیا ہو چونکہ

تمام اہل طریقت کے پیشوا تھے لہذا پیشوا ؤنکو ایسی باتون کی احتیاط اور زیادہ چاہیے تاکہ مثال مین یہ تذکرہ آسکے تو غصہ کی نفسانی آگ آپکی ذات مین اسقدر سرد ہو چکی تھی کہ روحانی حدت بھی تھوڑی دیر کو اوسکے اثر سے سرد ہو گئی اس سے عمدہ مثال غصہ کے نرھنے کی اور کوئی نہین یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واقعات سے صدہا مثالین مل سکتی ہین کہ لوگ آپکو کیا کیا تکلیفین پہونچاتے تھے یہانتک کہ راستہ مین آپکا لباس پاکیزہ کوڑے کرکٹ سے آلودہ ہو جاتا تھا کہ مگر آپ کے چہرے پر شکن نہ آتی تھی اور یہ دو ایک مرتبہ نہین ہوا بلکہ تین برس تک برابر ہر روز ایک نہ ایک واقعہ ایسا ضرور ہوتا تھا بلکہ بعض بعض روزون مین کئی مرتبہ اور جو باتین گذرین مین اونکو اسلیے بیان نہین کرتا ہون کہ یہ کتاب اونکی سوانح عمری تو ہی نہین پھر ایسی باتین کیون لکھون جنسے خود میرے قلب اور تمام ناظرین کو صدمہ پہونچے۔ اسیطرح حضرت امام حسین علیہ السلام کے تمام واقعات کربلا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی تکلیف ونکے باقی نہین رہی اور کسی بات پر اونکو غصہ نہ آیا اسکی دلیل علاوہ اسکے کہ واقعات مین نہین ملتی یہ بھی ہے کہ اگر اونکو غصہ آجاتا تو زمین کا طبقہ اولٹ جاتا کیونکہ کاملان طریقت کا غصہ خدا کا غصہ اور اوسیکا قہر وغضب ہوتا ہے جس سے کسی پناہ نہین ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ رسول خدا اور صحابہ اور ائمہ کی مثال ہملوگون کے لیے کیونکر قائم ہو سکتی ہے وہ ایسے ہی زبردست تھے جو سختی تحمل کرتے دوسرون کو یہ کہان نصیب مگر ہم کہتے ہین کہ ان سب پر مصیبتین بھی تو اتنی پڑی ہین کہ کسی پر نہین پڑتین تم پر جو واقعات درپیش ہون تم اونھین کے لیے کافی تحمل وحلم اختیار کرو چنانچہ اُمت کی چند مثالین لکھ دیتا ہون حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی جب اجمیر مین تشریف لائے تو ایک جگہ زمین پر آکے بیٹھ گئے وہان اتفاق سے راجہ کے اونٹون کے بیٹھنے کی جگہ تھی ساربان جو آئے تو اونھون نے منع کیا اور نہایت سختی سے اونکو وہان سے اوٹھا دیا آپ وہان سے اوٹھ آئے مگر اس توہین وتکلیف پر ذرا بھی غصہ نہین آیا حالانکہ یہ وہ تھے جنھون نے اونٹون کو تو کیا اونکے مالک راجہ ہند کو تخت حکومت پر سے بیٹھنے دیا۔ اسیطرح

بلکہ اس سے سو حصے زیادہ مرد کامل پر تمام عمر مین سیکڑون واقعات ایسے گزر جاتے ہین مگر وہ غصہ نہین کرتے آجکل کے فقیر ایسے ہین کہ لباس تو فقیرون کا پہن لیا مگر صفات فقیر سے واقف تک نہین بلکہ دنیا دارون سے بھی زیادہ صاحب نفس ہوتے ہین اگر کوئی سلام نہ کرے یا پیٹھ کرکے کھڑا ہو جائے یا اچھی جگہ نہ بٹھائے تو اوسکے خون کے پیاسے ہو جائین جاننا چاہیے اور خوب پہچان لینا چاہیے کہ ایسے لوگ درویشی اور طریقت سے اسقدر دور ہین جسقدر مشرق سے مغرب دُنیادار اونسے بہتر ہین - اور جن فقیرون کے واقعات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ وہ کبھی اپنی توہین پر غصہ مین آئے ہین تو درحقیقت وہ خدا کا غصہ تھا جو اونکے پردے مین ظاہر ہوا جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا غضب قوم فرعون پر اور حضرت نوحؑ کا غصہ اونکی امت علیٰ ہذا یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ غصہ نفسانی کی کمی ہونی چاہیے نہ کہ غصہ روحانی کی -- غصہ روحانی وہ غصہ ہے جو یا تو ہمدردی کی شکل مین ہوتا ہے مثلاً ظالم پر غصہ آئے تاکہ وہ کسی مظلوم کے لیے سزا دے یا کافر پر مجاہد کو غصہ آئے کہ وہ خدا کو بُرا کہتا ہے یا اور کسی ایسے ہی امر کیواسطے اور نفسانی غصہ وہ غصہ ہے جو خاص اپنی توہین یا تحقیر یا تکلیف پر یا اپنی کسی نفسانی خواہش کے لیے آئے -

دوسرا فعل خودپسندی یہ بھی فقیر مین نہ رہنا چاہیے غصہ کے بعد اسکا دوسرا نمبر ہے جو کہ خاص نفسانی فعل ہے اور مخالفت طریقت مین غصہ سے کچھ ایسا کم نہین ہے خودپسندی کا بڑا پیمانہ تکبر و غرور ہے یہ تو شریعت مین بھی حرام ہے بلکہ شیطان کے ملعون و مردود ہونے کا یہی خاص سبب ہوا مگر طریقت مین ادنیٰ سے ادنیٰ خودپسندی بھی حرام ہے اور غصہ اگر [illegible] تو خودپسندی اوسکی جان ہے کیونکہ تزکیۂ نفس مین یہ سب سے زیادہ اہم [illegible] اور بہت ہی باریک بات ہے - چند صورتین اور مثالین بیان کرتا ہون امید ہے کہ خودپسندی کی باریکیان واضح ہو جائینگی - اسکی اول دو قسمین ہین - جلی خودپسندی - اور خفی [illegible] جانتے ہین کہ اپنے کو اچھا سمجھنا اور تعریف کا خواہشمند ہونا یا اپنی محنت کو قابل صلہ [illegible] خیال

Marfat.com

یا اپنے آپکو فقیر درویش یا نیک یا عاشق حقیقی یا عابد و زاہد یا عالم و قابل جانا تو
جلی خود پسندیون کی صورتین ہین خفی بیان کرنیسے سمجھ مین نہ آئیگا مثال سے واضح ہوگا
حضرت مخدوم مولانا شاہ صفی جو کہ حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کے خلیفہ حضرت سعد کے
خلیفہ تھے انکے پڑوس مین ایک امیر آدمی رہتا تھا اوسکے خدمتگار کا نام بھی صفی تھا مگر تصغیر کی
وجہ سے صفیا پکارا جاتا تھا تو اوسکا مالک صفیا کہہ کے اوسے پکارتا تھا آپ کھڑے ہوجاتے
تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ مجھکو کسی نے پکارا خود پسندی کا مادہ اسقدر آپ سے دور ہوگیا تھا
کہ آپکو یہ خیال ذرہ برابر نہوتا تھا کہ مجھکو کوئی اس تحقیر سے نہ پکارے گا کیونکہ اونکو یقین کامل تھا
کہ وہ نہایت حقیر ہین حالانکہ اونکا مرتبہ باطن ہین جو کچھ تھا وہ ظاہر ہے کہ اونکے غلامون نے
مُردون کو جلا یا ہے یعنی حضرت شاہ خادم صفی رہ نے خفی خود پسندی یہ بھی ہے کہ جلی خود پسندی
اپنے مین نہ پاکر خوش ہو اسکی وضاحت یہ ہے کہ مثلاً ریاضت کی یا کوئی اور نیک کام کیا اور
اوس پر فخر و ناز نکیا اور اس بات پر خوش ہوا کہ مین نے اس نیک کام پر فخر نہین کیا تو یہ خوشی
بھی خفی خود پسندی ہے یا یہ خفی خود پسندی بھی اپنے مین نہ پائی اور اسپر خوش ہوا تو یہ بھی
خود پسندی کا ایک باریک شعبہ ہے اسی طرح یہ سلسلہ مسرت جبتک قطع نہو اوسوقت تک
سلسلہ خود پسندی نہین جاتا ۔ ریا بھی داخل خود پسندی ہے یعنی جلی خود پسندی ہے اور ریا
نہونے پر خوش ہونا یہ خفی خود پسندی ہے علی ہذا القیاس یہ سلسلہ مسرت بھی منقطع ہو جائے
یا اپنے آپ کو فقیر یا عابد یا عالم یا نیک نہ سمجھے بلکہ ہیچ و ناچیز اور گناہگار اور سب سے بدتر جانے
اور اس بات پر خوش ہو اگر مین کہ اپنے آپکو برا سمجھتا ہون اور سب سے بدتر جانتا ہون یہ خوشی بھی داخل
خود پسندی ہے اور اسکا سلسلہ بھی اسیطرح منقطع ہونا چاہیے ۔ ایک درویش حیدرآباد دکن مین
ہین اونھون نے ایک تفسیر لکھنا شروع کی وہ تفسیر نہایت عمدہ تھی جسنے دیکھی اوسنے تعریف کی
وہ جزو جزو شائع کرتے تھے اونھون نے بند کردی مین نے پوچھا کہ ایسی نعمت کو آپ نے
کیون روک دیا اول تو اونھون نے حیلہ حوالے کیے پھر جب مین نے سب عذرات اونکے

بیکار ثابت کیے تو اونھون نے اصل بات بطور راز کے یہ بتائی کہ لوگونکی تعریف سے یہ
خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو ان تعریفون پر نفس خوش ہونے لگے یا اوسکی خفی واخفی خود پسندی کا
کوئی سلسلہ قائم ہو جائے لہذا اوس فعل ہی کو چھوڑ دیا اور اس فعل کے ترک کا بھی اونکو غالباً
افسوس پیدا ہو گا کیونکہ اگر یہ مسرت بھی کہ اگر ایسے فعل کو ترک کر دیا گو یا بڑا عمدہ کام کیا تو یہ بھی وہی سلسلہ نفسانی کی
اسیطرح اور بہت باریک شاخین ہین جو نہ تو بیان مین آسکتی ہین نہ سمجھ مین آسکتی ہین اور
نہ اونسے چھٹکارا ہو سکتا ہے البتہ اوسیوقت ان نفسانی باریکیون سے فریب سکتا ہے جبکہ
سالک بیخود اور بیہوش ہو اگر طریقت مین بیخودی نہوتی تو سالک ایک قدم آگے نہین
بڑھ سکتا تھا کیونکہ نفس کی چالاکیان بہت باریک ہین اونکا خیال مین رکھنا اور اوسنے بچنا ایسا ہی
مشکل ہے کہ جیسے کرامت و معجزہ یعنی سوای اولیاء اللہ کے کوئی نہین بچ سکتا اور وہ بھی اوسی حالت مین
جب وہ بے خود ہون۔ ایک خفی خود پسندی یہ بھی ہے کہ نفس جو کہے وہ کرنا چاہیے اور جو
نکہے وہ کیا نکرے یہ اصول افعال مباح مین چلتا ہے ایسا نہین کہ نماز پڑھنے کو جی چاہے تو نماز
نہ پڑھے کیونکہ نماز کا شوق تو روح کی طرف سے ہوتا ہے البتہ امور مباح مین یہ اصول فقیرونکا
اگر صرف اسی پر اختیار ہو جائے تو ہزارہا کمالات حاصل ہو سکتے ہین چنانچہ یہ کام جن اہل ہنود
فقرا نے کیے ہین صاحب تصوف و کرامت وہ بھی ہو گئے ہین جوگی جے پال کی ایک مثال
کافی ہے انکو یہ قوت تھی کہ ہوا مین اوڑ سکتے تھے زمین مین غرق ہو جاتے اور پہاڑکو جڑ سے
اوکھاڑتے اور ایسے ہی ہزارون خرق عادات پر اختیار تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ کمالات
کیونکر حاصل ہوے کہا صرف اس بات سے کہ نفس نے جو کہا وہ کبھی نہین کیا اور یہ بات
شریعت سے کوئی تعلق نہ تھا اسلیئے اچھی بات کو کہا تو وہ بھی نہ کی اور اوسوقت تک
یہانتک کہ جب حضرت خواجہ غریب نواز رح سے مقابلہ ہو کر مغلوب ہوے اور دل مین
آیا کہ ایسے اکمل شخص کا شاگرد و مطیع ہو جانا چاہیے تو اوسوقت وہ چلے گئے اور
کہا اچھا ہوا جو ہم وہانسے چلے آئے اپنے ہزارون برس کے مذہب کو بھلا چھوڑ دیتے اوسوقت

سکے مسلمان ہوگئے اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔

طمع تیسری چیز ہے جس سے نفس مرکب ہے طمع در اصل محبت دنیا ہے اور جتنے امور اسکے متعلق ہیں اونکا ذکر کرنا ضروریات سے ہے۔ جسکو طمع ہوگی اوسکو توکل ضرور ہوگا کیونکہ جسکو خدا اور اوسکے مسبب الاسباب ہونیکا یقین ہے وہ ضرور اوسپر بھروسا کریگا۔ جبتک کوئی شئ خلاف توکل اوسپر غالب نہ آئیگی اوسوقت تک انسان متوکل رہیگا چنانچہ جب محبت دُنیا و مافیہا غالب ہوجاتی ہے اوسوقت توکل نہیں رہتا لہذا طمع مخالف توکل ہے دوسرے قناعت جب طمع ہوگی تو قناعت نہیں ہوسکتی کیونکہ طمع ایک دنیوی محبت ہے اور محبت میں افراط تفریط کا فطری مادہ ہے جس سے وہ زیادتی حصول چاہتا ہے لہذا قناعت نہیں ہوسکتی تیسری بات یہ ہے کہ طمع اور عشق میں ضد ہے جسکو عشق ہے وہ معشوق سے کوئی شئ عزیز نہیں رکھ سکتا اور جسکو طمع ہوگی اوسے محبت دنیا ہوگی وہ کبھی عاشق نہیں ہوسکتا لہذا طریقت کی راہ میں طمع نہایت زبردست رہزن ہے اور صرف طریقت ہی کے مخالف نہیں بلکہ پابند شریعت بھی وہ شخص نہیں کہا جاسکتا جو کہ طامع و حریص ہو کلام مجید میں جابجا طمع یعنی محبت مال و متاع دُنیا کی مذمت ہے اور قارون کو صرف طمع کی وجہ سے ملعونیت حاصل ہوئی۔ اور طامع کے لیے لازم ہے کہ بخیل ہو اور بخیل دشمن خدا ہے تو کجا عشق خدا اسی بات کو مولانا نے فرمایا ہے ؎ ہم خدا خواہی وہم دُنیای دون ٭ این خیال است و محال است و جنون یعنی محبت دنیا بھی ہو اور محبت دین بھی یہ محال ہے کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں جو کوئی فقیر طامع و حریص ہو سمجھو کہ وہ فقیر نہیں بلکہ دنیادار سے بدتر ہے کیونکہ دنیادار تو ظاہر دنیادار ہے اوس سے دھوکا نہیں ہوسکتا اور فقیر سے دھوکا ہوسکتا ہے۔

شقاوت شقاوت بھی ایک خاص روحانی نقص ہے جو کہ جزو اعظم مروت کا دشمن ہے شقاوت کی زیادتی تو شریعت میں بھی حرام ہے یعنی کسی پر ظلم کرنا قتل کرنا یا اوسی طرح دل دکھانا مگر طریقت میں ادنی سے ادنی درجہ تک کی شقاوت حرام مطلق ہے لغوی معنی

Marfat.com

تو اسکے دل کی سختی ہین اور اصطلاح مین اون تمام امور کو کہتے ہین جنسے خلاف حلم و رحم
و ہمدردی و محبت کوئی فعل واقع ہو چنانچہ یہ امر شریعت و طریقت دونون مین مسلم ہے کہ
کسی کو صدمہ پہونچانے اور دل دکھانے سے بندہ کے کوئی گناہ عظیم نہین اور یہی وہ معاصی ہین
جنکو خدا معاف نکریگا کیونکہ یہ حق العباد ہین اللہ اپنے گناہ تو معاف کرسکتا ہے کہ وہ ارحم الراحمین
ہے مگر دوسرون کے گناہ وہ اپنے آپ اگر معاف کردے تو اوسے حق مالکانہ ضرور حاصل ہے
کیونکہ وہ سب کا مالک اور سب اوسکے بندے ہین مگر یہ انصاف کے خلاف ہوگا لہذا بندونکا
گناہ کرکے کوئی شخص سبکدوش نہین ہوسکتا خواہ تمام عمر ہر سانس مین ایک کلام مجید پڑھے
شقاوت کی موٹی مثالین تو سب جانتے ہین مگر باریک مثالون کا بیان کرنا متعلق طریقت ہے
اور اونھین پر عمل کرنیسے داخل طریقت ہوسکتا ہے چنانچہ یہ امر بھی طریقت مین داخل شقاوت
کا لیگیا ہے کہ کسی کی خطا نہ بخشی جاوے اور اوسے سزا دیجاوے یا اوسے ندامت ہو یا او
کسی طرح کا رنج پہونچے خواہ وہ کیسا ہی عظیم گناہ کرے چنانچہ حضرت امام اعظم رح ایک شخص
امام تھے جو کوئی مسجد مین نماز پڑھنے آتا اونکو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ شخص فلان گناہ کیا کرتا ہے
لہذا اپنے فرض منصبی کے اعتبار سے وہ اوسکو نصیحت کرتے مگر یہ بھی پہچان لیتے تھے کہ ہر ایک کو
میری ذات سے صدمہ پہونچتا ہے اور دل دُکھتا ہے لہذا اونھون نے خدا سے دعا کی کہ یا رب
میری یہ صفائی قلب جاتی رہے کہ مین کسی کے افعال سے آگاہ ہون نہ مجھے علم ہو گا نہ مین کہونگا
چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک مرتبہ حضرت مخدوم شاہ [illegible] قدس سرہ کو ایک گھوڑا کسی نے نذر دیا تھا
اور وہ میدان مین چرا کرتا تھا ایک [illegible] آدمی [illegible] لیگیا لوگون نے تلاش کیا اور مع گھوڑے
اوسے پکڑ لائے [illegible] نمازیکی نسبت [illegible] کہ [illegible]
تو خلاف واقعہ بیان کرنا منظور کیا [illegible] دل [illegible] دُکھے
خواہ وہ چوری [illegible] اور ساتھ ہی [illegible] لیئے دل [illegible]
تاکہ اوسے قیامت کا [illegible] یہ اہل طریقت اس خیال کے لوگ ہوتے ہین جو کہ یہ [illegible]

کہ کاش تمام اُمت کے گناہون کی سزا ہمکو ملجائے اور کسی کو تکلیف نہ پہونچے چنانچہ اہل شریعت
اور اہل طریقت مین جہان اور فرق ہین ایک یہ بھی ہے کہ اہل شریعت وہ ہین جو عذاب
دوزخ سے ڈرتے ہین اور اہل طریقت خدا کی دوری سے ڈرتے ہین اور اوسکے بعد اونکو
یہ خوف رہتا ہے کہ امت رسول پر عذاب ہو کاش وہ سارا عذاب ہمپر ہو جائے تو شقاوت کی
یا ایک مثالون مین سے یہ دو مثالین دیگئین انکا ذکر خدای تعالی نے اپنے کلام پاک مین بھی
جا بجا کیا ہے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس اس آیۃ مین غصہ اور شقاوت دونکی
تردید کی گئی ہے چنانچہ آنحضرت کی زندگی کا زیادہ حصہ ان چارون پرہیزونسے بھرا ہوا ہے
غصہ نہ تھے طمع نہ کرتے تھے غرور و خود پسندی نام کو نہ تھی محلہ کی عورتون کا سودا
لادیا کرتے تھے اور جو کوئی برا کہتا تھا تو برا نہ مانتے تھے حالانکہ وہ پیغمبر تھے ہر بدی اور گناہ سے
معصوم تھے مگر چونکہ تمام اچھون کے پیشوا تھے اسلیے اونکی تعریف مین خدا نے فرمایا ہے
وانک لعلی خلق عظیم جاننا چاہیے کہ خلق عظیم ایک ایسی صفت ہے آنحضرت موصوف کیے گئے ہین
کہ تمام عالم کی خوبیان اسمین آگئین اور کوئی خوبی ایسی نہین جو اسمین نہو اور کوئی بدی
ایسی نہین جو اس پر عمل کرنے والی ہین پائی جائے خلق عظیم کا لغوی معنی تو بہت بڑا خلق ہے
مگر بہت بڑے خلق اور خلق مین ایک عجیب و غریب فرق ہے وہ یہ کہ تھوڑے خلق والے
آدمی سے تھوڑی نیکیان ہوتی ہین اور کچھ خوبیان رہجاتی ہین لیکن خلق عظیم جسکو حاصل ہو
اوس سے کوئی نیکی نہین رہتی اور کوئی گناہ نہین ہو سکتا چنانچہ اگر خلق عظیم کی تفسیر و تشریح
کیجائے تو ایک ضخیم کتاب علیحدہ ہو مگر یہان چند سطرون سے زیادہ گنجایش نہین لہذا صرف
اسی پر اکتفا کرتا ہون کہ صاحب خلق عظیم سے کوئی شخص رنجیدہ نہین ہو سکتا اور نہ کسیکو نقصان
پہونچ سکتا ہے خواہ وہ اچھا ہو یا برا چنانچہ کفار نے آپکی اکثر تعریفین کی ہین اور یہانتک
کہ آپکا جہاد بھی اس اصول پر تھا کہ جیسے مقتولون اور کافرون کو روحانی فائدے پہونچتے تھے
یہانتک کہ اونکی بعثت کا خاص منشا یہی تھا کہ جاہلیت کی گمراہی سے جو اونکو گھیرا ہے تو

Marfat.com

اوسکی وجہ سے دنیا مین بھی فتنہ و فساد اور گشت و خون کرتے رہتے تھے اور عاقبت مین دوزخ کا سامنا ہوتا ان تکالیف دینی و دنیوی سے بچانے کے لیے آپ مبعوث ہوے اور اسی بات کو خدا نے خود فرمایا ہے وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ خلاصہ یہ کہ اگر صرف خلق عظیم کا لفظ کوئی شخص سمجھ لے اور عمل کرے تو شریعت و طریقت کا عامل ہے مگر چونکہ یہ مشکل امر ہے کہ ایک لفظ سے ہر شخص کل امور نکال لے اسلیے علم تصوف کی ضرورت پڑی تاکہ خلق عظیم کے ہر جزو کو علیحدہ علیحدہ دکھا دیا جاے۔

فصل ۱۳ — سلوک و جذب طریقت مین دو حالتین ہین سلوک و جذب سلوک اوس حالت کو کہتے ہین کہ طریقت کے راستے پر با حواس و ہوش رہبر رہ ہو اور جذب یہ ہے کہ اپنے ہوش مین نرہے اس حساب سے اہل طریقت مین چار صورتین نکل سکتی ہین ۱ سالک ۲ مجذوب ۳ سالک مجذوب ۴ مجذوب سالک ۵ سالک وہی کہتے ہین جو کبھی مغلوب الکیفیت نہوتا ہو مگر چونکہ یہ ناممکن ہی کہ طریقت مین کوئی کیفیت ایسی کبھی نہو جو غالب آجاے اسلیے صاحب طریقت کبھی سالک محض (بلا کیفیت) نہین ہو سکتا بلکہ وہ شخص خارج طریقت ہے اور گویا طریقت کی پہلی سیڑھی پر اوسکا قدم نہین ۲ مجذوب اوسے کہتے ہین جو ہمیشہ بیہوش رہے اور ہوش مین آنیکی امید نرہے وہ اول تو ترقی نہین کرتا جس مقام پر ہوتا ہے وہین رہتا ہے نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ پیچھے کا احوال اوسے یاد ہے اور چونکہ یہ لوگ ناقص ہوتے ہین اور یہ سبب بیہوشی کے پابند شریعت بھی نہین ہوتے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذوبون کے پاس جانیکی ممانعت فرمائی ہے ۳ سالک مجذوب وہ ہے جو اکثر اوقات اپنے ہوش مین رہے اور کبھی کبھی مغلوب الحال ہو جایا کرتا ہو لیسے اہل طریقت کو سب پر ترجیح ہے انمین سے بعض ایسے صاحب ظرف گذرے ہین جنکو کسی نے کبھی مغلوب الحال نہین دیکھا جو کچھ اونکی حالت ہوتی وہ تنہائی مین ہوتی۔ جیساکہ صحابہ کرام اور اونکے بعد بہت سے اولیاء اللہ گذرے ہین

مجذوب سالک وہ فقرا ہین جو اکثر جذب مین رہتے ہین مگر کبھی ہوش مین بھی آجاتے ہین
جذب کی دو صورتین ہین اول یہ کہ خدای تعالی کسیکو نعمت وہب اکرام سے عنایت کرے
خواہ کسی کامل کی ایک نوری نظر ایسی پڑجائے یا اور کوئی صورت ایسی دفعتا و اتفاقا
پیش آجائے تو ایسی حالت مین کوئی شخص اپنے ہوش وحواس مین نہین رہتا کیونکہ دفعتا کسیکے
آنکھ کے سامنے بالکل قریب آفتاب آجائے تو ظاہر ہے کہ فورا آنکھین پھوٹ جاینگی اوسی طرح
عقل وفہم اور ہوش وحواس ایسے ہی اوس تجلی نوری کی وجہ سے فنا ہوجاتے ہین ایسی کا ازالہ بے تحمل
نہین ہوسکتا بعض فقرا کو دیکھا ہے کہ برسون کے بعد رفتہ رفتہ کچھ ہوش مین آگئے ہین اور بعض عمر بھر ہوش مین نہ آئے
دوسری صورت جذب کی یہ ہے کہ گو سالک زینہ بزینہ بقاعدہ سلوک طے کرے مگر کسی مقام پر اوسکے
اوسکا ظرف متحمل نہو سکا اور بیہوش و بیخود ہوگیا اور یہ بیہوشی و بیخودی تو ہر ابتدائی
مشاہدہ کی حالت مین واقع ہوتی ہے مگر اکثر سالکون کی حالت درست ہوجاتی ہے اور وہ
دوسری منزل کے لیے تیار و ہوشیار ہوجاتے ہین لیکن جسکے ظرف کا خاتمہ ہوجاتا ہے
وہ تو عمر بھر ہوش مین نہین آتا اور ہمیشہ کے لیے مجذوب ہوجاتے ہین یا برسون کے بعد
رفتہ رفتہ ہوش مین آتے ہین مرشد ایسے موقعون پر بہت کام آتا ہے اور بعض سالک
ایسے ہین جنکا ظرف بھرجانے کے بعد اونکو بیہوشی تو نہین ہوتی مگر سیر ہوجاتے ہین
وہ اس سیری سے ترقی مسدود ہوجاتی ہے جیسا کہ فصل ۱۱ احکام طریقت مین مذکور ہے

فصل ۱۲
وساوس وخطرات

وسوسہ اور خطرہ مین چند امور مابہ الامتیاز ہین اونکے بیان سے ان دونون کا فرق واضح ہوجائیگا۔

وسوسہ بظاہر بلاسبب اور اچانک ہوتا ہے اور خطرہ کسی وجہ سے پیدا ہوتا ہے
وسوسہ کو واہمہ سے بہت زور کا تعلق ہے لیکن علاوہ واہمہ کے اور کسی سے لگاؤ بھی واقع
نہین خطرہ کو قوت متخیلہ سے تعلق ہی۔ خطرہ جواب کے بعد دفع ہوجاتا ہے وسوسہ
جواب سے دفع نہین ہوتا وسوسہ ایک بے اختیاری شئے ہے اور اوسکو عقیدہ سے نہین واسطہ

Marfat.com

یا [illegible] کے خلاف ہوتا ہے خطرہ اگرچہ عقیدہ کے خلاف محسوس ہوتا ہے مگر وہ عقیدہ کو
بگاڑنے کیلئے ہر وقت تیار ہی بشرطیکہ جواب کافی نہ ملے۔ وسوسہ اگر ممکن الوقوع ہو اور
قائم ہوجائے تو وہی خطرہ ہی۔ شریعت میں وسوسہ گناہ نہیں مگر خطرہ گناہ ہے اور
طریقت میں دونوں گناہ ہیں کیونکہ وسوسہ اہل طریقت کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور [illegible]
وسوسہ [illegible] یعنی عبادت و ریاضت و شغل وغیرہ ترک و بیکار [illegible]
عبادت [illegible] اور حضوری سے باز رکھتا ہے۔ وسوسہ کا [illegible]
[illegible] کا کام نہیں اپنے دور کرنے سے دفع نہیں ہو [illegible] خطرہ
[illegible] رفع ہوجاتا ہے جبکہ اپنے [illegible] یا کسی واقف کار سے [illegible]
[illegible] لا الہ الا اللہ سے رفع ہوجاتا ہے اسطرح خطرہ [illegible]
[illegible] ذکر کے وقت [illegible]
[illegible] سانس [illegible] گھسیٹ کے قالب میں لائے اور [illegible]
[illegible] الا اللہ کے ان تصورات کے ساتھ ذکر کرنے سے [illegible]
رفع ہوجاتا ہے۔ اور مرشد کی اعانت سے توفی اللہ [illegible]

فصل ۳۴
علم غیب

جو کچھ ہے اور ہونے والا ہے اور سب کی [illegible] میں [illegible]
عالم شہادت ہی جس میں تمام موجودات شامل ہیں اور [illegible]
[illegible] اور غیب [illegible] موجود [illegible]
[illegible] علم میں [illegible] کوئی نہیں جانتا اور [illegible]
[illegible] وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

ہوتا ہے جو روشنضمیر اور صاحب تصفیہ ہین لیکن یہ علم اُنکو اختیاری نہین ہے یعنے ایسا نہین کہ ہر وقت خدا کی طرح حاضر و ناظر رہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے مشاہدات کی طرف توجہ ہے تو اُسوقت علاوہ اسکے باقی کی طرف سے بیخبری رہتی ہے لیکن خدا ہر وقت ہر شی کو یکسان حالت سے دیکھتا رہتا ہے جسکی طرف اُسکی خاص توجہ ہو اُسکو بھی وہ عام اشیا کی طرح دیکھتا رہتا ہے کوئی شئے اُس سے ادنی درجہ مین بھی پنہان نہین رہ سکتی لیکن کامل جسوقت جس شئے کی طرف متوجہ نہین ہے اُسوقت وہ اُسکی حقیقت اور باطن سے آگاہ نہین ہو سکتا ہے اور کبھی واردات قلبی کے روسے خود بخود منجانب خدا علم ہو جاتا ہے ہر صورت یہ ناقص علم اولیاء کاملین کو اُسی حساب ہوتا ہے جسقدر اُنکے مراتب زیادہ ہین اور اس علم غیب کو جو کہ ناقص ہو یعنی بمقابلہ علم خدا علم لدنی کہتے ہین اور علم لدنی مبتدی کو نہین ہو سکتا بلکہ اکمل کو اور اُس حساب سے جسقدر مراتب ہین مثلاً حضرت موسیٰ کو خدا کے کلام سے علم تھا مگر چونکہ بالتواتر نہ تھا اور درمیان مین الفاظ واسطہ تھا اس لیے بمقابلہ حضرت خضرؑ جنکو علم لدنی بالتواتر اور بدون واسطہ حاصل تھا اور سلسلہ جاری تھا حضرت موسیٰ کا علم کم تھا - جزئیات کا علم علم لدنی نہین - اور اسکی ابتدا ابتدا ہی کو جزئیات ہوتی ہے اور حسب سلوک ترقی ہوتی ہے اور علم لدنی ایک ایسا فیضان ہی جو کسی محنت کے عوض مین نہین بلکہ عطیہ کریمانہ ورحیمانہ ہے کیونکہ علم لدنی ایسا معمولی کمال نہین جو کسی انسانی یا ملکوتی محنت کے بعد حاصل ہو سکے - اب رہی جزئیات علم غیب یہ تصفیہ قلب سے رفتہ رفتہ حاصل ہوتے جاتے ہین -

فصل ۲۴
طی الارض

زمین کی راہ برسون کی لمحون مین طے کرنا خرق عادات مین سے ہے اور اسکی دو صورتین ہین ایک بدون رفتار اور وہ محض تصور و توجہ اور قصد پر موقوف ہے دوسرے بقاعدہ رفتار اسکا اسم یا حی یا قیوم ہے جبس دم کے ساتھ جب پاس انفاس کی طرح یہ ذکر جاری اور مسلسل ہو جائے تو طی الارض آسان ہے اس قاعدہ سے اکثر اولیاء اللہ طی الارض ہین چنانچہ حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت اسی اسم کے کامل تھے

Marfat.com

اور اسی کے ذریعہ سے تمام روے زمین پر ایک دن مین ہو آتے تھے علاوہ انکے بہت اولیاء اللہ ایسے گزرے ہین جو اس اسم کے کامل ہوے مگر یہ کمال منتہی کو حاصل ہو سکتا ہے مبتدی اور اوسط درجہ کے صاحب طریقت کو ایسے امور کی طرف توجہ نکرنا چاہیے کیونکہ جس شخص کا قصد عبادت اور ریاضت سے کشف وکرامت حاصل کرنا ہو وہ خارج از طریقت ہے سواے اسکے کہ اُسکو عامل کہا جاے اہل طریقت مین اُسکا شمار نہین - اور یہ کمالات اہل طریقت کے لیے مخصوص ہین - چنانچہ موحدین ہنود بھی طی الارض کے مقامات طے کرسکتے ہین کیونکہ اُنکے تصرفات ناسوت مین ہو سکتے ہین -

جاننا چاہیے کہ طی الارض سے مراد یہ ہے کہ زمین کو خلاف عادت اسقدر جلد طے کرتا کہ جسقدر جلد کسی پرندسے بھی ممکن نہو اور جسقدر جلد جہان چاہے وہان پہونچ جاے اسکی دو صورتین ہین اول یہ کہ اسم اعظم کے ذریعہ سے دوسرے جسم اسقدر لطیف ہو جاے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچنے مین ہوا کے مثل تکلف نہو بلکہ اُس سے بھی زیادہ تیز اول اسم اعظم کا ذکر بہتر ہے -

پہلا اسم اعظم تو وہ ہے جسکی تاثیر رگ رگ مین کثرت ذکر کی وجہ سے سرایت کر جاے ہر ایک کام اُس سے ہو جاتا ہے اور وہ اسم خدا کا کوئی اسم ہو کچھ مضائقہ نہین تین چیزین اسمین مخصوص ہین اول اسم ذات یا اللہ دوسرے لا الہ الا اللہ تیسرے یا حی یا قیوم - اسم ذات حبس دم کے ساتھ بکثرت ذکر کرنے سے یہ اختیارات حاصل ہو جاتے ہین اگرچہ یہ تینون اسقدر مشکل ہین کہ انکی ترکیبین لکھنے سے کچھ فائدہ نہین مگر کتاب کے ناقص نرہنے کے خیال سے مختصراً لکھتا ہون - بحالت اصول شریعت و طریقت اسقدر حبس دم کہ جب تک چاہے اُسوقت تک سانس نہ لے یہ بات مرشد کی دعا اور کمال شوق وشغل سے پیدا ہو سکتی ہے چنانچہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار نے ۴۰ روزہ چلہ ایک مرتبہ حبس دم کے ساتھ کیا تھا اسی حبس دم کی حالت مین ذکر اسم ذات پر بلا قصد و ارادہ انتہا درجہ کے ... نو

Marfat.com

جسوقت حبس دم کرکے ارادہ کریگا اُسی مقام پر پہونچیگا جہان کا قصد ہے - دوسری صورت کلمہ توحید ہے کہ پاس انفاس سے ہوتا ہے جبتک پاس انفاس کا شغل ہے گا اُسوقت تک ہوا پر رہیگا اور اپنے ارادہ سے ہر طرف آگے بڑھ سکتا ہے اور کلمہ شہادت کے پڑھنے سے زمین پر آئیگا -

تیسری صورت یاحی یاقیوم کی ترکیب سے ہے اس ذکر کی اثبات اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے بعد قدم راست پر یاحی اور قدم چپ پر یاقیوم پڑھنے سے ہوا پر انسان چلتا ہے - حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت اسپر عامل تھے [illegible] لیکن اس [illegible] دوسری صورت [illegible] اذکار کے ہے وجہ کہ [illegible] نفس [illegible] اور جب کمال ہو جاتا ہے تو پھر ایک ارادہ پورا ہو سکتا ہے اہل ہنود [illegible] اس ترکیب سے کام لیتے ہین [illegible] سہل طریقہ یہ ہے کہ نفس [illegible] وہ بھی نکرے [illegible] کہ دم مردہ ہو جائے [illegible] جی چاہے تو اُسوقت کھالے اور جب دل نہ چاہے تو کھالے اسی طرح ہر ایک فعل [illegible] نفس کرے جب نفس پر یہ قابو حاصل ہو جائے کہ اُسکی خواہش بے تکلف بند ہو جائے تو جو قصد ہوگا وہ ہو کے رہیگا وجہ یہ ہے کہ نفس ایک کثیف شئے ہے اور روح لطیف ہے جب نفس مغلوب ہو جاتا ہے تو کثافت دور ہو جاتی ہے یہانتک کہ جسم تک اسقدر لطیف ہو جاتا ہے کہ اگر چاہے تو کسی کو نظر نہ آئے اور اُسوقت ہوا مین اُڑنا یا زمین مین غرق ہونا کوئی مشکل امر نہین بلکہ جسطرح ہوا کو ان تحریکون مین آسانی ہوتی ہے اُس سے زیادہ آسان ہو جاتی ہے یہی لطافت [illegible] آنحضرتؐ کے جسم مبارک مین اسقدر تھی کہ سایہ نہ تھا اور چھپا کر سے نکل آنا [illegible] یہی وجہ تھی کہ معراج مین آپ اُس مقام تک گئے جہان باوجود کمال لطافت کے حضرت جبرئیل نہین گئے گویا آنحضرتؐ کا جسم [illegible] روح تھا اور بظاہر انا بشر مثلکم کے مظہر تھے ورنہ حقیقت مین آپکی ذات با برکات وجود [illegible] [illegible] سے باہر ہے اگر صاف صاف کہا جائے [illegible]

خلاف شریعت کہتے ہین۔ تو غلبۂ روحانیت تمام امور عالم بالا مین ضروری ہے اور سہر عالم کے
تصرفات اسی وقت ہو سکتے ہین جب روح کو غلبہ یعنی تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہو
کیونکہ ہر ایک کثافت اسی حالت مین دور ہو سکتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ سحر اور چیز ہے اور اہل ہنود کی فقیری دوسری چیز ہے۔ جسقدر فقرا اہل ہنود
ہین وہ ساحر نہین ہین انکی مثال بالکل ایسی ہے جیسی کہ ہمارے یہان عامل اور کامل
مین فرق ہے اسی طرح ساحر اور فقراے اہل ہنود مین فرق ہے ساحر ارواح خبیثہ اور شیاطین
سے مدد لیکر کام لیتے ہین اور انھین کے نامون کو رٹتے ہین اسی سے وہ شیاطین مسخر
ہوکر زندگی بھر کام کرتے ہین مگر یہ ادنیٰ سفلی کام ہے انکی قوت محدود ہوتی ہے اور جب یہ ساحر
مر جاتے ہین تو انھین شیاطین [illegible] ارواح خبیثہ مین مل جاتے ہین چنانچہ بڑے ساحر
جو گزرے ہین انکے نام ہین [illegible] مشہور ہین کہ وہ کام کرتے [illegible] جادوگر ہو سکتے ہین
اور بعد مرنے کے اپنی زندگی مین [illegible] لیتے ہین مگر فقرا انکے [illegible] نہین رہتے کیونکہ وہ
ساحر نہین ہوتے بلکہ وہ بتون کی [illegible] نہین کرتے صرف [illegible] کرتے ہین خدا کی پرستش
کرتے ہین اسی لیے وہ فقیر کہلاتے ہین مگر ان مقامات پر نہین پہنچ سکتے جو منازل قرب
خدا کے خاص ہین کیونکہ بدون آنحضرت [illegible] کی رہنمائی کے کوئی شخص ان منازل پر قدم نہین
رکھ سکتا جو خوشنودی خدا کی ہین البتہ عالم ناسوت مین تصرفات ان فقیرون کو حاصل ہو جاتے
ہین اور آنحضرت صلعم سے پہلے جو فقرا ایسے گزرے ہین کہ وہ [illegible] تھے انکو قربت بھی
حاصل ہوئی ہوگی اور بہت سے فقرا ایسے گزرے ہین جنکو [illegible] کے قواعد پر عمل
کرنے سے تصفیہ قلب اسقدر ہو گیا کہ حقیقت محمدی [illegible] واقف ہوے اور [illegible]
انکو مجبور کیا کہ وہ آنحضرت کے گرویدہ ہون چنانچہ وہ فقرا [illegible]
فقرا ایسے گزرے ہین جو نامور ہوے ہین مگر احوال باطنی [illegible] روشن نہین ہوا اور
جو لوگ کہ اسقدر تصفیہ قلب حاصل کرتے کہ حقیقت محمدی کا [illegible] وہ اسی عالم ناسوت تک

اپنا تصرف رکھتے ہین اصل اصول ہر ایک کمال مین یہی تزکیہ نفس و تصفیہ قلب ہے البتہ ذکر خدا اور کلام خدا برکت اور تاثیر قدرتی سے دونا اثر کرتا ہے اور نصف حصہ ہر ایک کامیابی مین مدد دیتا ہے۔

فصل ۲۵
سلب امراض

مسمریزم کے ذریعہ سے بھی سلب امراض ہوتے ہین اور علاوہ اسکے دو طریقے اور بھی ہین ایک تو خاص اہل طریقت کا ہے دوسرا ابتدیون کا ہے بتدی جس طریقہ سے سلب امراض کرتے ہین اُسکو عمل شمسی کہتے ہین۔ مسمرایزون اور اہل طریقت کے سلب امراض مین دو بہت بڑے فرق ہین ایک یہ کہ مسمریزم سے تمام امراض سلب نہین ہوتے بلکہ صرف وہ امراض جو ورم یا درد یا کسی خلط کی زیادتی سے یا ریاح کے غلبہ سے ہون لیکن جو امراض کسی خلط کی کمی سے ہون یا اعضاے ظاہری و باطنی مین سے کوئی عضو بیکار یا کمزور ہو گیا اُسکا علاج نہین کر سکتے مثلاً کسی کا شش سوکھ گیا ہو یا دماغ خالی ہو گیا اُسکو اچھا نہین کر سکتے بخلاف اہل طریقت کے کہ وہ مبتدی ہون یا منتہی ہر ایک مرض کا علاج کر سکتے ہین دوسرا فرق یہ ہے کہ اہل مسمریزم ایک عرصہ کے بعد خود بھی بیمار ہو جاتے ہین اختلاج و خفقان بلکہ مراق تک مین مبتلا ہو جاتے ہین اور اُنکا علاج نہین ہو سکتا اور جو کمزوری اُنکے دماغ مین پیدا ہو جاتی ہے اُسکی خانہ پری غیر ممکن ہے مگر اہل طریقت ان سب نقصانات سے بچے رہتے ہین۔ منتہی اہل طریقت صرف توجہ مین اتنی قوت رکھتے ہین کہ خواہ کیسا ہی مرض ہو زائل ہو جاتا ہے کوئی خاص طریقہ اُنکا سواے اسکے نہین ہے مگر مبتدیون کو عمل شمسی کی مشق کرائی جاتی ہے اُسکا طریقہ یہ ہے کہ علی الصباح آفتاب جسوقت طلوع ہو اُسوقت سے اُسکی طرف نظر جماکے دیکھنا شروع کرے اول روز ۵ منٹ دیکھے اور پلک نہ جھپکاے اور شام کو کسی بلند مقام پر سے غروب سے پانچ منٹ پہلے سے دیکھنا شروع کرے یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جاسے اسی طرح ایک ہفتہ تک دونون وقت پانچ پانچ منٹ یہی شغل رکھے آٹھوین روز سے ایک ایک منٹ ہر دو وقت اضافہ کرتا جاے اور جب دیکھے کہ تحمل نہین ہو تو

Marfat.com

اضافہ موقوف کرکے پہلے عادی ہولے پھر بڑھائے اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی خیال رکھے کہ چاند کو ہر شب اسی طرح دیکھتا رہے بلکہ جتنی دیر آفتاب دونون وقت مین دیکھتا ہے اُسکا دوچند ماہتاب کو دیکھا کرے خواہ ہلال یا بدر کا زمانہ ہو۔

جب اسقدر قوت ہو جائے کہ آفتاب کو دوپہر کے وقت دیکھ سکتا ہے تو ہر ایک کام آنکھ سے لے سکتا ہے علاوہ سلب امراض کے تسخیر وغیرہ بھی ممکن ہے۔

فصل ۲۶
تسخیر فاص عام

اصلی تسخیر خدا کی ذات کو حاصل ہے کہ سب اُسکو جانتے ہین خواہ کسی مذہب یا کسی ملک کے آدمی ہون یہانتک کہ جانور تک اُسکی عبادت کرتے ہین اور جنات بھی اُسکی پرستش کرتے ہین چنانچہ تفاسیر مین حضرت سلیمانؑ کے واقعات کے متعلق لکھا ہے کہ جب (پہلی مرتبہ) حضرت سلیمانؑ کا لشکر ہوا پر اُنکے جلو مین اُڑا اور اُسکی صورت یون تھی کہ ایک فرش ایک میل طویل اور اسیقدر عریض اور اُسپر کرسیان اہل دربار کی اور بیچ مین تخت سلیمانی یہ فرش ہوا پر معلق ہوا اور فوج جنون اور چرند و پرند کی ہمراہ چلی تو زمین پر ایک جگہ چیونٹی کا [illegible] مع اپنی چیونٹیوں کے اُنکے چرانے مین مشغول تھا اس لشکر کو دور سے دیکھکے بادشاہ چیونٹی نے اپنی رعایا سے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے بلون مین چلی جاؤ کیونکہ لشکر حضرت سلیمانؑ کا آرہا ہے ایسا نہو کہ تم سب پامال ہو جاؤ تمام چیونٹیان بلون مین گھس گئین۔ یہ گفتگو حضرت سلیمانؑ نے بھی سنی فوراً اُسکو طلب کیا چونکہ حضرت سلیمانؑ کی تسخیر مین خدا نے ہر ایک جانور کو بھی دیدیا تھا [illegible] وہ حاضر ہوا اُس سے آپنے دریافت کیا کہ تمنے اپنی فوج سے یہ کیا کہا کہ ایسا نہو [illegible] لشکر سے وہ پامال ہو جائین تم جانتے نہین کہ ہماری ذات سے ساکنان ارض کو خصوصاً [illegible] کو آزار نہین پہونچ سکتا بادشاہ نے عرض کی کہ یہ مین جانتا ہون مگر اس [illegible] وہ آپکے دلچسپ لشکر کا تماشا دیکھنے لگین اور دنیا کی طرف متوجہ [illegible] اور خدا کی عبادت [illegible] مل [illegible] الیین [illegible] فرض تھا کہ مین اُنکو اس تماشے سے باز [illegible] چیونٹی بھی ہر وقت یاد خدا مین [illegible] اور [illegible] وہ انبیاء بھی [illegible]

جو اولیاء والشہداء والصالحین ہیں ان سے ظاہر ہے تو اصلی تسخیر اسی کو حاصل ہے جسنے سب کچھ
بنایا اور حقیقت میں بھی اسی کو زیبا مگر پھر اسکے بعد ان لوگون کو حاصل ہے جو اس سے واصل
ہوئے چنانچہ اولیاء اللہ کی تسخیر ابتدا سے مشہور ہین اور متقدمین کا تو کیا ذکر ہے متاخرین ہی کو دیکھیے
چنانچہ [illegible] موجود تھے مولانا شاہ فضل رحمان صاحب قدس سرہ و حاجی
وارث علی شاہ قدس سرہ کہ انسے لاکھون آدمیون نے بیعت کی علاوہ مسلمانون کے [illegible]
لوگ بھی [illegible] معتقد تھے تو جس شخص کو ایسی تسخیر منظور ہو جو کہ مستقل ہو اور سب فضول ہو وہ راہ
طریقت و معرفت اختیار کرے خود بخود تمام مخلوقات جاندار اور سب جہان مسخر ہو جائیگی چنانچہ
[illegible] ایک یہ بھی ہے کہ انکی طرف خود بخود دل کھنچے چونکہ [illegible]
ہوتا ہے اور دل [illegible] اس سبب دل انکی طرف کھنچتا ہے اگرچہ
[illegible] دل [illegible] نفس [illegible] کے جو شخص نفسانیت سے [illegible]
[illegible] البتہ وہ شیاطین کی طرف کھنچے [illegible]
اور [illegible] طرف [illegible] جھوٹون اور شیطانون کی [illegible]
[illegible] کردین اور [illegible] اپنے کمال سے کردیے
اور [illegible] اسی کی طرف مائل ہو گئے [illegible] اور
[illegible] اگرچہ [illegible] لوگ [illegible] آدمی خیال کرتے ہین اور لسانون کا [illegible]
[illegible] تسخیر [illegible] راہ طریقت اختیار کرے اگرچہ [illegible] نہ ہوسکے کہ [illegible]
[illegible] تو پھر ان لوگون سے محبت کرے جو خدا سے محبت کرتے ہین
[illegible] ہوگا اور علاوہ تسخیر مندی کے یقین کامل ہے کہ
[illegible] محبت کرنا ایک سبب اختیاری فعل ہے تو خلق محمدی
اختیار کرے ہر شخص [illegible] اور اخلاق محمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعہ
[illegible] گزشتہ گناہون سے تائب ہوکر [illegible]

Marfat.com

اور سنن ادا کرتا رہے اور آیہ یحبوهم ویحبونه الله تا اشد حبا لله ۳۱۵ بار اگر مرتب
پڑھوا سکے تو جب تک جتنے دنوں میں پڑھے اسوقت تک چند [illegible] پرہیز رکھے
جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے کسی کو گالی نہ دے [illegible] اگر ممکن ہو تو بالکل
بات نہ کرے جو کچھ کہی ضروری بات کہنا ہو تھوڑا [illegible] اور نمک مرچ کے
کھانے سے پرہیز کرے یعنے گوشت اور دودھ اور [illegible] وغیرہ [illegible]
[illegible] کا باعث عشق [illegible] انشاء اللہ [illegible] ہوگا اور [illegible] اور [illegible]
[illegible] اور کوئی فعل اس [illegible] خلاف فرض و سنت [illegible]
[illegible] حتی کہ اپنی بی بی سے بھی [illegible] اور [illegible] کو [illegible]
اور خود [illegible] طمع سے خالی [illegible] اس تعویذ سے کوئی [illegible]
[illegible] تمام [illegible]
[illegible] انشاء اللہ تعالے [illegible]
[illegible] فائدہ اٹھائیگا۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] وقت [illegible] الکا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
یہ کتاب نہیں اس لئے [illegible] لکھنے سے مجبوری [illegible]

جسوقت ذکر حبس دم ہو اُسوقت خصوصاً صبح کو صرف تصور اُس شخص کا کافی ہے جسکو تسخیر کرنا مقصود ہو اور جو لوگ حبس دم نہین کرتے ہین پاس انفاس کرتے ہین اُنکے لیے یہ ترکیب ہے کہ لا الٰہ جسوقت کہے اُسوقت تصور یہ کرے کہ وہ شخص جسکو مسخر کرنا ہے قریب آگیا اور جسوقت الا اللہ کہے اُسوقت یہ تصور کرے کہ وہ قدمون پر آکے گر پڑا اور جو لوگ پاس انفاس نہین کرتے وہ بعد نماز صبح جو کوئی ذکر کرتے ہون اُسکے درمیان مین یہ تصور کرنا چاہیے کہ شخص مذکور دست بستہ ہی سامنے کھڑا ہے چند روز مین وہ مسخر ہو جاتا ہے اور جسقدر زیادہ دیر اور زیادہ دنون تک یہ تصور رکھے گا اُسی قدر زیادہ اثر ہو گا۔ اکثر اہل طریقت جو کامل ہوتے ہین اُنکو تصور کرنیکی ضرورت نہین ہوتی صرف چند مرتبہ خیال کافی ہوتا ہے اور ایک مرتبہ خیال کرنے مین یہ مجال نہین کہ وہ کہین ہو اور فوراً نہ روانہ ہو۔ ایک ذرا سے تصور مین یہ دیکھا گیا ہے کہ آدمی قدمون پر آکے لوٹنے لگا ہے اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا ہے۔ مگر اہل اللہ لوگون کو اسکی حاجت بہت کم ہوتی ہے کہ وہ کسی کو مسخر کرین اگر ایسی ہی شدید ضرورت کسی کے بلانے کی ہوتی ہے ایک معمولی خیال کافی ہوتا ہے۔

فصل ۲۷
بغض و ہلاکت

اہل طریقت مین کسی سے بغض رکھنا یا دو آدمیون کے درمیان بغض کرانا جائز نہین بلکہ مطلق حرام ہے یہانتک کہ کافرون سے بھی یہ دشمنی نہین رکھتے اُنکا عمل ایسا ہی ہے جیسا کہ اس مصرع مین ؎ با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام ۔ اور نہ وہ کسی کو ہلاک کرتے ہین اگر ایسا کرے تو وہ خارج از طریقت ہے مگر بعض واقعات ایسے ہوتے ہین جنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہلاکت کسی شخص کی کسی فقیر کی وجہ سے ہوئی حالانکہ حقیقت مین ایسا کم ہوتا ہے بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مثلاً کسی شخص کو کسی فقیر سے عداوت ہوگئی اور وہ درپے تخریب ہوا تو اُس فقیر کی وجہ سے خدا نے اُسے غارت کر دیا لوگون کو یہ خیال ہوا کہ فقیر نے بد دعا کی۔ جاننا چاہیے کہ فقیر کا تو فرض یہی ہے کہ ہزارون دشمنون کی ایذا ئین اُٹھائے اور محبت الٰہی مین ثابت قدم رہے جیسا کہ امام حسین علیہ السلام اور دیگر

شہدا ے صحابہؓ نے تسلیم و رضا کو اختیار کیا تو یہ سب انتظامات خدا ے تعالیٰ خود کرتا رہتا ہے کہ کوئی ظالم اُسکے دوستون کا دل نہ دکھائے علاوہ اس انتظام کے کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ بحالت جذب مین فقیر کے منھ سے جو کچھ برائی کسی کے لیے نکل گئی ہے تو اُسکے لیے خدا نے ویسا ہی کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ تمام علما نے صوفیون کی عظمت کی ہے خواہ وہ سالک ہی کیون نہون اور مجذوبون سے ملنے کو آنحضرتؐ نے اپنی امت سے منع فرمایا ہے اسی واسطے کہ ایسا نہو اس حالت مین اُنکے منھ سے کچھ نکل جائے اور وہ اُسکے حق مین بُرا ہو علاوہ ان صورتون کے کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی کا کسی سے ایسا تعلق اور محبت ہے کہ وہ دینی معاملات مین مخل ہے اور اُس سے طرح طرح کے نقصانات ہوتے ہین اور صاحب نقصان کسی سالک کے پاس یہ حاجت لے کے گیا ممکن ہے کہ اُسکو اس امر کا خیال آجائے اور وہ خدا سے دعا کرے کہ ان دو گناہگارون کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی اور بغض ہو جائے اور کوئی صورت اہل دنیا کی طرح بغض و ہلاکت کی واقع نہین ہوتی یہ لوگ جب کسی کے درمیان بغض کرانا اس ضرورت سے چاہتے ہین تو یہ آیت پڑھتے ہین والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ چونکہ اُنکی زبان مین تاثیر ہوتی ہے اس لیے فوراً اثر ہو جاتا ہے اہل عمل بھی اس آیت سے کام لیتے ہین مگر بڑی محنت شاقہ کرتے ہین اسوقت تاثیر سے واسطہ ہوتا ہے یا اہل جفر اسکے حروف سے کام لیتے ہین اور بہت مرتبہ لکھتے ہین اُسوقت اثر ہوتا ہے مگر اہل طریقت کو ان عملیات اور تحریرون سے کوئی تعلق نہین اس لیے اس کتاب مین جفر و عملیات کے قواعد لکھنے کی کوئی ضرورت نہین۔

فصل ۲۶ قبولیت دعا

یہ مرتبہ سوا ے اولیاء اللہ کے دوسرے لوگون کو [illegible] ہوا ہے یہانتک کہ گناہگارون اور کافرون کی بھی دعا خدا ے تعالیٰ سنتا ہے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے اسکا رحم عام ہے صرف اُسکے دوستون اور مومنون تک محدود نہین البتہ اسقدر ضرور ہے کہ اُسکی رحمت اُن لوگون کے لیے مخصوص ہے اور [illegible] طور پر غیب [illegible]

دشمنون کے لیے بھی ہے اس خصوصیت اور عموم مین فرق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے دوستون پر زیادہ رحمت کرتا ہے اور دشمنون اور غیرون پر کم یا اتنا کہ اُنکے دوستون کو جو تکلیفین پہنچتی ہین وہ بھی خاص رحمت کی بنا پر ہوتی ہین اُنکا نتیجہ نہایت خوب ہوتا ہے اور اہل دنیا کو جو راحتین ہوتی ہین اُنکا انجام خراب ہے اور جو عاشق ہین وہ اپنے لیے کبھی دعا نہیں کرتے البتہ دوسرون کے واسطے دست بدعا ہوتے ہین تو وہ قبول کرتا ہے چنانچہ حضرت غوث الاعظم اور حضرت عثمان ہارونی اور حضرت غریب نواز کے حالات مشہور ہین ۔

فصل ۹۲ کشف قبور | اکثر فقیر [illegible] یہ معنی ہین کہ قبر [illegible] کی [illegible] وہ معلوم ہو جاتے اور اس سے [illegible] باقی ہے تو وہ کشف [illegible] کر لیتے ہین اسکی [illegible] جب [illegible] مراقبہ کرتے ہین [illegible] عالم [illegible] ہو جاتی ہے اور [illegible] قبر [illegible] ہے وہ [illegible] دوسرے [illegible] انکی [illegible] اور [illegible] اُسکے اعمال [illegible] کامیابی بھی کم ہوتی ہے اور اگر [illegible] ہوتی ہے تو [illegible] اہل [illegible] کے دوسرون کو کشف [illegible] یاد [illegible] اور پھر آسمان کی طرف [illegible] اور اپنے دل پر [illegible] روح کی [illegible] شغل [illegible] ۔

فصل ۹۳ [illegible] | اہل اللہ کو جو قوت [illegible] ہے [illegible] عام لوگ [illegible] انکی حاجات مین اُنکے سامنے [illegible] ہزارہا فوائد ایسے حاصل [illegible] لوگون کی [illegible] کسی دوسری عبادت سے

ممکن نہین انھین وجوہ سے حدیث مین ارشاد ہوا ہے کہ من زار قبری وجبت له شفاعتی
یعنے جسنے میری قبر کی زیارت کی اُسکی شفاعت مجھے لازم ہے یہ ظاہر ہے کہ زیارت سے آنحضرت
آنحضرت کو کوئی فائدہ نہین اور نہ یہ شفاعت کسی نیکی کے عوض مین وعدہ کی گئی ہے بلکہ تاثیر
زیارت ہی سے جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے [illegible] کہ متصف بہ اخلاق الٰہی [illegible]
شکل مین ہو یا ولی کی صورت مین بہر حال اُسکے اخلاق کا اثر روح پر ضرور پڑیگا اور زیارت [illegible]
زیادہ ہوگی مناسبت بھی اُسیقدر زائر کی روح اور صاحب مزار یا ولی [illegible]
اور اس مناسبت کا نتیجہ وہی ہوگا جسکے لیے عبادت و ریاضت کرتے کرتے [illegible]
اسی زیارت کی نسبت مولانا نے فرمایا ہے ع بہتر از صد سال طاعت [illegible]
زیارت کی وجہ سے نسبت پیدا ہوجائے بلکہ اکثر کثرت زیارت سے ایسا [illegible]
اس سے بڑھکر کوئی نعمت غیر مترقبہ نہین کیونکہ نسبت خواہ وہ غائبانہ ہو [illegible]
ہوجائے [illegible] اُس بزرگ سے جسکے ساتھ نسبت قائم ہوگئی [illegible]
[illegible] تو بالکل تعجب کا مقام نہین [illegible]
[illegible] زیارت [illegible] واقف ہین وہ اپنے [illegible]
[illegible] مقام پر [illegible]
بوسہ [illegible] اُسکا جا رہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] واللہ اعلم
[illegible]
[illegible]
[illegible] توکل کی [illegible]
[illegible]

توکل کے لیے بھی احکام ہین مگر مطلق توکل بغیر کسی دنیوی سہارے کے شریعت مین نہین مثلاً مولانا فرماتے ہین کہ ؎ بر توکل زانوے اشتر ببند + یا ایک مثل ہے کہ توکل بر جیزی نہ بر ہیچ + اور جہان کہین قرآن وحدیث مین توکل پر حکم ہے اُسکا منشا یہ ہے کہ تدبیر اپنے نزدیک معقول کرو اور پھر خدا پر بھروسہ کرلو اور جو شخص صرف اپنی تدبیر پر بھروسا رکھتا ہے خدا پر بالکل توکل نہین کرتا وہ کافر ہے مومن نہین کیونکہ اتنا توکل کہ تدبیر کے ساتھ ہو شرع مین فرض عین ہے چنانچہ آیہ ہے وعلی اللہ فلیتوکلوا ان کنتم مومنین - ترجمہ اگر تم مومن ہو تو اللہ پر توکل کرو گویا توکل شرط ایمان ہے لیکن چونکہ شریعت مصلحت پر مبنی ہے اس لیے صرف اسیقدر توکل فرض کیا گیا ہے کہ تدبیر صائب کرنے کے بعد توکل کیا جائے مگر طریقت مین توکل مطلق بلاتدبیر کے فرض ہے اگر مطلق توکل نہین اور کوئی تدبیر کرتا ہے تو طریقت مین اُسکا کوئی مرتبہ نہین چنانچہ اہلبیت اور صحابہ عظام علیہم السلام سے اہل طریقت نے توکل ہی مثل و افعال کے لیا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا وہ واقعہ جس مین وہ سب مال اپنے یہان سے بیت المال کے واسطے لے آئے تھے متوکل محض بلاتدبیر ہونیکی کافی دلیل ہے اور علی ہذا دیگر صحابہ و اہلبیت کے بعد اولیا اللہ کی علاوہ مثالین موجود ہین منجملہ اُنکے حاجی الحرمین حضرت قوام الدین قدس سرہ جو کہ مرشد تھے مخدوم شاہ مینا صاحب کے وہ بھی توکل محض کے عامل تھے یعنے ایک قطرہ پانی کا یا ایک دانہ غلہ کا اپنے پاس نہ رکھتے تھے ایک مرتبہ آپکی زوجہ حاملہ تھین اُنکے وضع حمل کا زمانہ قریب تھا اُنھون نے دھیلے کا گڑ لے کے اپنے پاس رکھ لیا تاکہ وقت وضع حمل کام آئے حضرت حاجی صاحب کو اُس روز وہ کیفیت نہ پیدا ہوئی جو ہر روز ہوتی تھی آپ بہت پریشان اور گھبرائے ہوسے گھر مین آئے پوچھا کہ کیا تمنے مال دنیا مین سے کوئی چیز اپنے پاس جمع کر رکھی ہے آپکی بی بی نے جواب دیا کہ مال دنیا میرے پاس کہان سے آیا جب بہت تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ دھیلے کا گڑ رکھا ہے آپنے فرمایا کہ کیا ضرورت کے وقت خدا کہین چلا جاتا جو تمنے قبل از وقت ہوشیاری اور انتظام کر لیا اور جب وہ گڑ لیکر کسی کو دیدیا اُسوقت قلب کو اطمینان ہوا

Marfat.com

اس مقام پر توکل کے ساتھ ہی ساتھ توحید کا بیان بھی کر دینا نامناسب نہو گا کیونکہ متوکل وہی شخص ہوگا جو توحید کا قائل ہوگا اور توحید بظاہر ایک معمولی لفظ ہے لیکن اسکی حقیقت نہایت باریک اور عجیب ولطیف ہے۔

توحید کے مفہوم بھی باعتبار شریعت وطریقت دو ہین اول شریعت کی مختصراً بیان کرتا ہون خدا کو ایک ماننا اور کسی کو شریک خدائی نکرنا لیکن طریقت یا یون کہا جائے کہ کمال شریعت یہ ہے کہ ایک بزرگ نے کہا میرے پیٹ مین درد ہے رات کو چنے کی دال کھائی تھی فوراً اُنپر عتاب ہوا یعنے حجاب ہوگیا اور آواز آئی کہ ہم تو کچھ نہوے چنے کی دال ایسی ہوگئی کہ تمھارے درد کی فاعل (یعنے سبب ہوگئی) اسی طرح ہر ایک امر کو خدا پر محول کرنا ہوا کو سبب نہ ٹھہرانا اصل توحید ہے اور یہ ابتداے طریقت اور کمال شریعت ہے لیکن کمال طریقت نہین توحید اس سے زیادہ وسیع ہے اُسکا بیان وحدۃ الوجود مین اور دیگر مقامات مین ہوگا۔

قناعت اول چند حدیثون کا خلاصہ لکھتا ہون جناب آنحضرت نے فرمایا کہ بہت ہی اچھا وہ شخص ہے جو قانع ہے۔ اور فرمایا خدا کے بندون مین سب سے بہت پیارا وہ بندہ ہے جو قانع درویش ہو۔ اور فرمایا کہ خداے تعالیٰ جنت مین [illegible] کہ کہان ہین میرے خاص اور برگزیدہ لوگ فرشتے عرض کرینگے [illegible] اور [illegible] کے فقیر لوگ جو قانع رہے چنانچہ وہ لوگ بہشت مین [illegible] جائینگے [illegible] طریقت مین قناعت کا ذکر نہین کیونکہ قناعت [illegible] درویش ہین اگر کچھ نہ ملے جب بھی [illegible] گے جو روکھی روٹی پر بسر کرے اور فقیرون مین [illegible] کی روٹی کی ضرورت [illegible] آنحضرت [illegible] نے بارہ بارہ [illegible] کھایا اب انکو [illegible] قناعت تو اہل شریعت کی تمام نعمتون [illegible] کبھی قناعت نہین [illegible] اگر ہو تو عاشق نہین۔

صبر ہر ایک مصیبت پر صبر کرنا باعتبار شریعت تو عام طور پر لوگون کو معلوم ہے کہ خدا نے فرمایا ہے استعینوا بالصبر والصلوٰۃ صلوٰۃ پر بھی صبر کو مقدم رکھا اور ان اللہ مع الصابرین بھی آیا ہے اور سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ صابر درویش خدا تعالیٰ کے ہمنشین ہونگے اب اس سے زیادہ نہ تو صبر کی تعریف ہو سکتی ہے کیونکہ طریقت مین بھی صبر سے اسکا درجہ زیادہ نہین اور نہ صبر سے زائد اور کسی شئے کا رتبہ ہے۔ شریعت مین تو ہر مصیبت پر صبر کیا جاتا ہے اور صابر یہ سمجھتا ہے کہ مین خدا کی خوشنودی کے لیے صبر کر رہا ہون مگر طریقت مین صبر کا استعمال قناعت ہی کی طرح نہین ہوتا کیونکہ وہان کوئی مصیبت مصیبت ہی نہین اور صبر مصیبت ہی پر کیا جاتا ہے گویا یون کہنا چاہیے کہ اس بات کا حس اُنکو نہین رہتا کہ مصیبت کیا چیز ہے اور راحت کسے کہتے ہین ہان ہجر اُنکے لیے مصیبت ہے یعنے فراق اور حجاب تو وہ ہرگز صبر نہین کرتے اور جو صبر کرے وہ عاشق نہین۔

ان چند مجموعی شرائط کو تسلیم و رضا کہتے ہین اسمین صبر۔ قناعت۔ توکل۔ شکر۔ یہ چار چیزین داخل ہین اور انکی مختصر تفصیل علٰحدہ علٰحدہ کردی گئی۔

Marfat.com

باب سوم حقیقت

فصل اول
اصول حقیقت

اہل حقیقت کو کوئی جدا اصول عمل مین لانیکی ضرورت نہین وہی اصول ہین جو کمال طریقت مین چاہیین البتہ صاحب حقیقت کو خلاف شریعت اور طریقت نہونا چاہیے۔

فصل ۲
اسرار حقیقت

حقیقت کا ایک خاص راز یہ ہے کہ جب تصفیہ قلب سالک کو حاصل ہو جاتا ہے اور تزکیہ نفس بھی تو اسکو خود بخود حقائق سے آگاہی ہونا شروع ہوتی ہے کیونکہ قلب صاف ہو جاتا ہے اور اس آئینہ مین باری باری ہر ایک شئے جلوہ گر ہوتی ہے اول وہ شئے جلوہ گر ہوتی ہے جسپر ایک حجاب ہے پھر وہ چیز جسپر دو حجاب ہین اسی طرح یہ سلسلہ

جاری ہوتا ہے انھین کو مشاہدات کہتے ہین یہ مشاہدے بادی النظر مین مختلف ہوتے ہین
مگر درحقیقت ایک ہی نور ہوتا ہے جو مختلف حجابات مین اپنا جلوہ دکھاتا ہے ۔ مثلاً حجاب اول
دفع ہوا تو ایک سبز رنگ کا نور مشاہدے مین آیا یہ نور سبز درحقیقت وہی نور ہے جو منزل
مقصود ہے مگر جس رنگ اور ہیئت اور جس انداز مین وہ مشاہدہ ہوا ہے دراصل وہ اُسکا
قالب ہے اور گویا وہ نور حجاب اول مین ہے ۔ سالک یہ سمجھتا ہے کہ یہی میرا مقصود ہے
حقیقت کے رو سے تو وہ بیشک منزل مقصود ہے لیکن سلسلہ طریقت وحقیقت کے رو سے
وہ ہرگز منزل مقصود نہین ہے بلکہ وہ نور ابھی تک حجاب مین ہے جس طرح کسی کی روح اُسکے
قالب مین ہو ظاہر ہے کہ ناظر کی نظر کیسی ہی گہری ہو وہ روح کا ناظر نہین ہے بلکہ جسم کو
دیکھتا ہے اور اُسکے حجاب مین زیادہ بہ این نیست کہ روح کو بھی ملاحظہ کر رہا ہے اسی طرح
وہ رنگ سبز اور تجلی نورانی جو سالک اول مرتبہ دیکھتا ہے اگرچہ نور حقیقی ہے تاہم حجاب مین ہے
اور ایک ہی حجاب نہین بلکہ کم ازکم ۷ حجاب ہین جسقدر قدم سالک کا آگے بڑھتا جاتا ہے
اُسی قدر حجابات اُسپر سے کم ہوتے جاتے ہین اور ہر مرتبہ ہر قدم پر سالک کو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہی مشاہدہ میرا اصلی مشاہدہ اور مقصود حقیقی ہے مگر درحقیقت ایسا نہین ہوتا ہے ۔ اور اس
سلسلہ کا راز یہ ہے کہ جسقدر کثافت اپنے مین کم ہوتی جاتی ہے اُسی قدر حجابات اُس نور کے
رفع ہوتے جاتے ہین یا یون کہا جائے کہ اپنی روح جسقدر صاف یعنی دور از کثافت
ہوتی جاتی ہے اُسی قدر حجابات وہان رفع ہوتے جاتے ہین اور قریب ہوتی جاتی ہے
اور اسکا راز یہ ہے کہ درحقیقت ایک ہی چیز ہے جو انسان مین بھی ہے اور عرش پر بھی
ور علاوہ ان دونون مقامون کے ہر ایک جگہ ہے کوئی شئے اور کوئی جگہ اُس [illegible]
نہین ہے تو اپنے آپ مین جو شئے ہے اُسکو روح کہتے ہین یہ وہ روح نہین ہے جو اطبا
یا فلسفیون مین یا جہال مین مشہور ہے بلکہ یہ وہ روح ہے جسکو حقیقت سمجھنے کی [illegible] زمانہ
جاہلیت مین عرب کو نہ تھی اور اُسکے دریافت کرنے کے جواب مین یہ فرمایا ایسا

یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی تو یہ روح وہی شے ہے جسکی نسبت حضرت آدم کے باب میں فرمایا ہے ونفخت فیہ من روحی یعنی خدا نے اپنی روح قالب آدم میں پھونک دی تو خدا کی روح سے سوائے اُسکے اور کوئی معنی نہیں رکھتے کہ خدا کا نور اور یہ ظاہر ہے کہ خدا اور اُسکا نور علیحدہ علیحدہ نہیں لہذا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہر انسان مین خدا ہے تو یہ خدا یا اُسکا نور یا اُسکی روح جو کہا جاسے سب ایک ہی بات ہے جب نفسانی خواہشون سے محجوب ہو جاتی ہے تو اُس میں اور اُس سے دوری ہو جاتی ہے تو روح کی دوری درحقیقت خدا کی دوری ہے اور یہ قاعدہ مسلمہ کہ جس شئے سے بہت زیادہ دوری ہوتی ہے وہ شئے نظر نہیں آتی اور جب قریب ہو جاتی ہے تو نظر آنے لگتی ہے لہذا روح کا کثیف ہونا باعث دوری ہے اور لطیف ہونا باعث قربت و نزدیکی ہے اور کثافت موقوف نفسانی غلبہ پر اور لطافت و پاکیزگی روح منحصر ہے افعال نیک او رمقابلہ نفس پر اور اسکے لیے شریعت و طریقت کے اصول و قواعد مقرر کیے گئے ہین چنانچہ لب لباب اور سب قواعد و اصول تزکیہ نفس و تصفیہ قلب ہے۔

فصل ۳ — حقیقت باری تعالیٰ

درحقیقت حقیقت باری تعالیٰ ایسا تصور نہیں کہ ذہن و فہم و عقل و ادراک اور خیال مین آسکے ارسطو نے کہا ہے کہ جس طرح آفتاب کا نور دوپہر کے وقت دیکھنے والے کو اپنی جانب دیکھنے سے مانع ہوتا ہے اسی طرح کنہ حقیقت باری تعالیٰ قوت مدرکہ کو مانع ہوتی ہے یعنے ادراک حقیقت باری تعالیٰ محال ہے اسکی اصلیت یہ ہے کہ کسی ذات کی حقیقت کا عرفان اُسی شخص کو ہوسکتا ہے جو اُسکا ایسا خالق ہو کہ اپنے علم و ارادے اور اُسکے تمام حقائق اور جملہ کیفیات و نتائج اول و آخر کے تصور کے ساتھ خلق کیا ہو اسی وجہ سے خدا کو سب کی حقیقت کا عرفان ہے اور سب کو خدا کی حقیقت کا عرفان نہیں ہوسکتا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا عارف وہ ہے جو یہ کہے کہ ما عرفناک حق معرفتک اور خود جناب باری کا

Marfat.com

ارشاد اپنی شان مین یہ ہے سبحان اللہ عمّا یصفون یعنی جو کچھ اوصاف اُسکے کیے جاتے ہین اور ہو سکتے ہین اُس سے وہ منزہ ہے یعنی بالاتر ہے گویا تمام اوصاف باری تعالی کے تصور سے بھی اُسکی حقیقت و معرفت کا پردہ نہین اُٹھ سکتا اور یہ بھی ارشاد ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار یعنی بصیرت انسانی یا مخلوقی اُسے ادراک نہین کرسکتی وہ البتہ بصیرت کو ادراک کرتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ سب انسان اور جملہ مخلوقات اُسکی معرفت اور حقیقت تک پہونچنے مین یکسان ہون تو ایسا نہین ہے کیونکہ ہر ایک کی عقل اور علم اور قوت جدا جدا ہے لہذا اسی حساب سے حقیقت کے ادراک مین بھی تفاوت ہے جسکو علم و عقل و قوت جسقدر زائد ہے اُسی قدر اسکو معرفت و حقیقت مین درجہ حاصل ہے چنانچہ آنحضرتؐ کو سب سے زیادہ قوت و علم و عقل حاصل ہے لہذا اُنھین کو سب سے زیادہ معرفت ہے اور علم سے مراد ہماری علم باطنی اور قوت سے مطلب قوت روحانی اور عقل سے مراد عقل سلیم۔

اور اگر کسی کو جامہ مخلوقیت مین حقیقت کے اُس زینہ تک رسائی ہو گئی جو اعلی زینون مین ہے تو وہ بیان نہین کرسکتا کیونکہ لیس کمثلہ شئ کس شئے سے اُسکو تعبیر کرے جو سننے والے کی سمجھ مین ٹھیک آجائے اور کن اوصاف کا تصور اُسکو کرائے جو وہ اُسکی حقیقت کو سمجھ جائے کیونکہ وہ تمام مجموعی اوصاف سے بہت بالا ہے تو جو اہل اللہ حقیقت مین ہین وہ بیان و اظہار نہین کرسکتے اور اگر کچھ ارشاد کرین تو سوا اُسکے کوئی نہین سکتا جو خود مشاہدہ کرچکا ہے اس لیے حقیقت باری تعالی بیان مین نہین آسکتی اُسکی حقیقت کو جن فلسفیون نے بیان کیا ہے اُنکے استعمال کیے ہوئے الفاظ و معرفت کے باب مین ناکافی دکھا دینا مناسب ہوگا تاکہ ان تمام اوصاف و الفاظ سے نفی سے سبحان اللہ عما یصفون اور لیس کمثلہ شئ کی تصدیق و تائید ہوجائے ذات باری تعالی کلی نہین ہے کیونکہ کلی اپنے افراد کی محتاج ہے اور وہ ذات کسیکی

محتاج نہین اور نہ وہ جزئی ہے کیونکہ جزئی کلی کا ایک فرد ہے اور وہ کسی کا فرد نہین نہ وہ جوہر ہے
کیونکہ جوہر کا وجود خارج مین نہین اور اُسکا وجود خارج وذہن دونون مین ہے اور نہ وہ عرض ہے
کیونکہ عرض تابع ہوتا ہے جوہر و ماہیت وغیرہ کا اور وہ تابع کسی کا نہین اور نہ وہ ماہیت ہے
کیونکہ ماہیت کا وجود موضوع مین نہین حالانکہ اُسکا وجود موضوع مین بھی ہے نہ وہ جسم ہے
کیونکہ جسم محاط ہے حالانکہ وہ محاط نہین بلکہ خود محیط ہے اور نہ وہ مفرد و مرکب ہے کیونکہ مرکب
محتاج ہے افراد کا اور مفرد کو ضرورت ہے ترکیب کی بلکہ وہ بسیط ہے اور نہ وہ ایسا واحد
ہے کہ جو علم اعداد مین ایک جزو سمجھا جاسکے کیونکہ وہ معدود نہین بلکہ وہ احد ہے جو کہ موجد
ہے ہر عدد کا نہ کہ جز۔ اور نہ وہ اس اعتبار سے روح ہے کہ روح کو انفعال ہوتا ہے
بلکہ وہ خود فعال اور دوسرے کو منفعل کرنیوالا ہے اور نہ وہ ازروے حقیقت نور ہے
کیونکہ نور کا وجود بالذات نہین اور وہ موجود بالذات ہے اور نہ وہ ایسی علت ہے جسکا وجود
بالغرض معلول ہوا ہو بلکہ وہ قائم بالذات اور علۃ العلل ہے اُسکا مقید نہونا تو ظاہر ہے لیکن
وہ ایسا مطلق بھی نہین کہ تعینات اور عوالم کو اُس سے کوئی تعلق ہی نہو۔ اُسکا شریک
نہونا تو بدیہی ہے لیکن وہ کسی سے اور کوئی اُس سے جدا بھی نہین ہے حقیقۃً ہر شئے کا
وجود اُسکا وجود ہے لیکن جس طرح اُسکو بالذات تغیر نہین اُسی طرح اُسکو مرتبہ قضیات و اسماء
مین بالصفات تغیرات ہین اور یہ اُسکا ذاتی تغیر نہین کیونکہ تغیرات کا خود محرک اور حدوث کا
وہ خود موجد ہے اُسکا دیکھنے والا ہر شئے مین اُسے دیکھتا ہے اور اُسکو نہ پہچاننے والا
اُسے عرش پر بھی نہین دیکھ سکتا اگر آسمانون کے آگے کوئی شئے جائے تو سب کے آگے
وہی پایا جائیگا اور اگر زمین کے ساتون طبقون مین سوراخ کرکے ڈول ڈالا جائے
تو اُسی پر پڑیگا اور اُسکی ذات تو لفظ وسعت کے حدود سے بھی آگے ہے مگر صرف
اُسکی ایک صفت یعنے کلمات اسقدر وسیع ہین کہ اگر تمام سمندرون کی روشنائی بنا کے
لکھے جائین تو بھی وہ کلمات ختم نہون اور سمندرون کا پانی روشنائی مین ختم ہو جائے

Marfat.com

اسکے بحر حقیقت کا کہین ساحل نہین جو اُسکی تلاش مین نکلا وہ وہین کا ہو رہا جسکو زرا ظہور
اُسکی خبر ملی اُسکی خبر ہمکو تو کیا خود اُسی کو اپنی خبر نہ ملی - جسنے اُسکو کچھ پہچانا نہ اُسکو کسی نے جانا
کہ یہ کون ہے وہ جسقدر دور ہے اُسی قدر قریب ہے وہ اول سے جسقدر مقدم ہے اُسی قدر
آخر سے موخر ہے صرف اُسکی ذات سے دو نقیضین ایک ذات اور ایک وقت مین جمع اور
مرتفع ہوتی ہین جسکو ہم ممکن کہتے ہین ممکن ہے کہ اُسکی ذات مین وہ واجب ہو - اور جسکو ہم
واجب کہتے ہین وہ اپنی صفات مین ممکن ہے کہ ممکن ہو - صرف وہی اپنی تعریف لفظون مین
بھی کرسکتا ہے مگر ہم سمجھ نہین سکتے اُسی کے جمال کی خودبینی نے عارفون کے دلون کو آئینہ خانہ
بنایا اور اُسی کے جلالی پرتو نے سیاہ دلون کو ظلمت کا برقع اُڑھایا ہے وہ ایسا واحد ہے کہ
ویسا واحد کہین موجود نہین اور پھر ہر جگہ ہے اُسکی کثرت باوجود وحدت ایسی ہے جیسی کہ عدد
قلیل وکثیر مین عدد واحد کہ نہ اُسکے سوا کوئی اور عدد درحقیقت ہے اور نہ اُسکی کثرت کی کوئی
انتہا ہے جب ہم کسی بڑے سے بڑے عدد کی کثرت دو وحدت پر غور کرتے ہین تو باعتبار کثرت
وہ اسقدر کثیر ہوسکتا ہے کہ شمار سے باہر ہو لیکن جب وحدت اپنی وحدانیت کی طرف توجہ
کرتی ہے تو سوا واحد کے اُسمین اور کوئی شے نہین کیونکہ جب واحد اپنی وحدانیت مین
رہا تو واحد کہا گیا اور جب کثرت مین آیا تو ہزار ہوگیا حقیقۃً واحد کے سوا اور کوئی شے
نہین جسنے اُسکو ہزار بنا دیا چنانچہ اگر ہزار سے ایک ہی مرتبہ کرے کہ جتنی مرتبہ واحد نے
اپنی تکرار کو جمع کر رکھا ہے واحد نکال ڈالا جائے تو ہزار کا وجود اسطرح فنا ہو جائیگا کہ
جیسے وہ کبھی نہ تھا اور جب کبھی تھا یا ہو تو وہ صرف واحد کی تکرار پر موقوف ہوگا تو وحدت
علمی وکثرت علمی اور پھر وحدت وکثرت دونون کا اجتماع یہ اُسکی ذات

فصل ۴
حقیقت انسان

انسان اور اُسکی حقیقت کے بیان مین کامیاب ہونا [illegible]
جسقدر اظہار ممکن [illegible] ہے اُسکے لیے بھی ہزار [illegible]
چند سطرون مین جسقدر [illegible] خلاصہ کا اُسکی ذات کا بیان ہوسکا [illegible]

لکھتے ہون جب خدا کو اپنا عرفان اور معائنہ منظور ہوا تو ضرور تھا کہ ایسی چیز بنائے جو اُسکے تمام اسماء وصفات کے مظاہر ہونے مین جامع ہو اور جسکے ذریعہ سے وہ اس طرح اپنی طرف نظر کرے جس طرح کوئی دیکھنے والا مردم کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور یہ مشاہدہ اُس نے اس طرح کیا جس طرح کوئی شخص اپنے آپکو آئینہ مین دیکھے اور اس شے موصوف وجامع مین یہ صفت بھی ہونا چاہیے تھی کہ وہ تمام عالم کا جان وروح ہو۔ عالم ارواح اُسکا خزانہ ہو ملائک اُسکے قوی ہون لوح محفوظ اُسکی کتاب ابجد ہو افلاک اُسکے بلند سیرگاہ ہون جنت ودوزخ اُسکے آخری گھر ہون دنیا اُسکی سرائے ہو شریعت اُسکا قانون طریقت اُسکی راہ حقیقت اُسکی منزل ہو معرفت اُسکا مقصود ہو اور وہ خلیفہ ہونے کی وجہ سے محمود ہو تو ایسی شئے سوائے اسکے اور کوئی نہین جسکا نام انسان رکھا گیا۔

انسان مین وہ قوتین بھی ہین جنکا علم معمولی انسانون کو بغیر منزل حقیقت کے نہین ہو سکتا بلکہ وہ ایسی قوتین ہین جو باری تعالیٰ کی اُن اسماء کی مظاہر ہین جن اسماء کا علم فرشتون کو نہ تھا بلکہ حضرت آدم کو سکھایا گیا تھا وعلم آدم الاسماء کلہا مین لفظ کلہا سے یہ ظاہر ہے کہ آدم کو وہ اسماء بھی سکھا دیے گئے تھے جنکے احاطہ سے کوئی اسم باہر نہ تھا حالانکہ باری تعالیٰ کے وہ اسماء جنکے مظاہر اس عالم مین ممکن تھے مثل سمیع وبصیر وعلم وغیرہ کے باقی اسماء الفاظ سے ادا نہ ہو سکتے تھے بلکہ اُنکا تصور بھی ممکن نہین مگر آدم کو وہ خاص قدرت کے اعجاز سے سکھا لیے گئے اور اُنکے تصور کو استحقاق کی خاص قدرت دی گئی اور جو حقیقت آدم کی تھی وہی حقیقت تمام بنی آدم کی [illegible] سے لیکن اشکال وحالات وتشخصات وغیرہ کے اعتبار سے فرق بھی [illegible] ہے کہ آدم اول سے انسان آخر تک کوئی دو آدمی بھی برابر ہین مساوی ناممکن ہے اگر [illegible] کو کثرت [illegible] حاصل ہوتی اور جن اسباب سے کہ آپس مین فرق وتمیز پیدا ہو اُنکے [illegible] مراتب مین اگر فرق کیا جائے تو نتیجہ موافق مطلب [illegible] مثلاً ۹ اور [illegible] مین اگرچہ حقیقتہً صرف واحد کا وجود ہے یعنی ۹ مین واحد نو جگہ ہے

Marfat.com

اور ہ مین آٹھ جگہ لیکن مراتب کے فرق نے دونون کے نام علیحدہ علیحدہ رکھدیئے اسی سے
تشخص ہوا اور اسی سے مافی الضمیر مین کامیابی ہوسکتی ہے اگر وہ شخص جو فرق مراتب کو [illegible]
ہیچ سمجھتا ہے اور صرف اعتباری کہہ کے ٹال دیتا ہے اور اثر نہین لیتا ۹ اور ہ کو متحد الحقیقۃ ہونے کی
وجہ سے ایک ہی سمجھے گا تو اپنے مقصد مین کامیاب نہوگا کیونکہ اتحاد حقیقی کے دھوکے مین
۹ کو ہ اور ہ کو ۹ کہے گا اور ان دونون کے اثر مین جو علیحدگی ہے وہ بڑی ہے اسی طرح تمام
بنی آدم کے متحد الحقیقۃ ہونے سے فرق مراتب کا اثر باطل نہین ہوسکتا جو رتبہ ہمارے رسول [illegible] کا
ہے وہ ہمارا نہین کیونکہ اگر سب کے مراتب ایک ہوتے تو سب کے نتائج بھی ایک ہوتے
حالانکہ ایسا نہین اور پھر ذات باری کو اپنے عرفان کا کامل مشاہدہ نہین ہوسکتا تھا کیونکہ صرف
حقائق ہی عرفان کے اسباب و مظاہر نہین ہین بلکہ مراتب بھی یہی رتبہ رکھتے ہین اور علاوہ حقیقت
و مراتب کے تمام کیفیات و قوی و تاثیرات اور ادنی ادنی مابہ الامتیاز ممیزات یہ سب فرداً فرداً
مظاہر اسما ہین اگر ایک بھی اُنمین سے نظر انداز ہوجائے تو عرفان کا گویا ایک جزو کم ہوکر اُسے
ناقص کردیگا۔

ظاہر ہے کہ انسان تمام کائنات کا مجموعہ اور خلاصہ ہے چنانچہ عالم صغیر اسکو لکھا ہے انسان مین
سب سے بڑی دو قسم کی چیزین ہین ایک قسم عالم ظاہر سے متعلق ہے اور وہ جسم اشیا ہین دوسری
قسم کی چیزین عالم باطن سے متعلق ہین اور وہ اُس قسم کی ہین جو ارواح و نفوس اور غیر مرئی ہین
اور علاوہ ان دو کے دو قسمین اور انسان مین اشیا کی ہین ایک کیفیات و قوی و تاثیرات سے تعلق ہے
دوسری وہ اشیا ہین جنکو انسان موجودہ حالت مین محسوس نہین کرسکتا بلکہ اُسی وقت معلوم کرسکتا ہے
جبکہ حقیقت منتہی ہوجائے یعنی وہ چیزین جب ہی نظر آتی ہین جبکہ حجاب دور ہوجائے [illegible]
اُسی وقت انسان کی پوری حقیقت و ماہیت معلوم ہوسکتی ہے تو [illegible] انسان مین جو اشیا ہین
اُنمین دو قسم ہین ظاہر و باطن یعنی اندرون و بیرون [illegible] ایک چیز اس طرح پر واقع ہے کہ ایک
ایک ظاہر ہے ایک باطن [illegible] ظاہر ہین [illegible] جو سب اعضا کے اوپر ہے

Marfat.com

اور ایک باطن جیسے پوست ہے اور یہ پوست در پوست ہے [illegible] انکو تعبیر کرتے ہین
تو اول پوست ہے [illegible] نیچے گوشت رگین پٹھے ناخن [illegible] اعصاب اور
ہڈیان ہین اور [illegible] غرض یہ ہے کہ ایک قسم کی جسمانی اشیا [illegible] قسم کی مجسم اشیا
اس طرح ہین کہ تمام جسم مین پوشیدہ ہین اور وہ اخلاط اربعہ ہین [illegible]
ہین تیسری قسم کی [illegible] اشیا ہین جو [illegible] اور عروق وغیرہ
چوتھی قسم کی مجسم اشیا [illegible] ہین [illegible] آنتین آنتون مین
غذا دل مین خون [illegible] روح (وہ روح جو کہ جوہر خون سے ہے) یا دماغ مین حرام مغز وغیرہ
اب اندرونی عالم جسم مین جو مجسم اشیا ہین وہ صاحب قوت باطنی ہین اور ظاہر جسم مین جو اشیا
ہین وہ صاحب قوت ظاہری ہین مثلاً ہاتھ پانون ظاہری عالم جسم سے متعلق ہین یہ قوت
ظاہری رکھتے ہین یعنی کسی چیز کا اٹھانا رکھنا یا اور کوئی ایسا ہی کام کرنا لیکن انسان کے عالم
باطن مین جو مجسم اشیا ہین وہ دوسرے ہین مثلاً دماغ کے وہ حصے جیسے [illegible] اس مین پیدا ہوتے
ہین یا دل وجگر یا گردے یا پھیپھڑہ یا بہت سے غدود انسان کے جسم مین ہین یا مسامات اور
دیگر باطنی اشیا واعضا جیسے مثلاً [illegible] عورت مین رحم وغیرہ۔ علاوہ ان مجسم اور مختلف القسم
اشیا کے باطن اور [illegible] جو اشیا ہین وہ ایک اعتبار سے تو ارواح کہلاتے ہین اور ایک
لحاظ سے جسم کہہ سکتے ہین یا روح اس لیے کہ لطیف اسقدر ہین خصوصاً [illegible] کہ نظر
نہین آتین اور مجسم [illegible] اعتبار سے کہ [illegible] وہ حقیقت جسکا نام روح ہے اسکے نیچے
تو یہ ارواح گویا [illegible] اطبا نے روح کہا ہے اور مین انکو [illegible] حقیقت جسم کہتا
ہون اس لیے کہ [illegible] حقیقت خون اور دیگر اخلاط کے جوہر لطیف اور بخارات ہین
چنانچہ روح طبعی [illegible] روح حیوانی یہ ایسے ارواح دل وجگر اور دماغ کے بخارات
کے نام رکھے گئے [illegible] روح [illegible] انکا ہرگز نہین ہے بلکہ انکی رسائی صرف عالم
جسم تک ہے [illegible] اشیا تحریر مین آئے وہ سب عالم جسم انسان کے اقسام

Marfat.com

واسطے اب رہے عالم باطن کے اشیا جو کہ غیر مجسم ہیں اُنکے نام باعتبار اقسام چار ہیں۔
قوت۔ کیفیت۔ تاثیر اور ارواح و نفوس۔ چنانچہ انسان میں قوتوں کے اعتبار سے
وہ تمام قوی موجود ہیں جو کہ تمام کائنات کی جاندار اور بے جان چیزوں میں پائی جاتی ہیں
یعنے فرشتے سے لیکر شیطان اور مرغ سے لیکر چیونٹی تک جسقدر جاندار اشیا ہیں اور ذرہ سے
لیکر آسمان میں آفتاب [illegible] اور زمین میں پہاڑ تک [illegible] قوت [illegible] جان [illegible] رکھتی
ہے وہ سب اسمیں موجود ہے [illegible] ان قوتوں میں سے [illegible] قوتیں ایسی ہیں کہ اُنکے نام
معمولی انسانوں کو معلوم ہیں اور انکی اندرونی حالت بھی معلوم ہے مگر بعضی قوتیں ایسی ہیں
کہ انکی موجودگی کا حال انسان [illegible] یعنے اہل حقیقت کے سواے اور کسی کو نہیں معلوم اور اُنکے
نام [illegible] قوتوں [illegible] عقل [illegible] ادراک ذہن
[illegible] قوتیں
[illegible] دوسری غیر مجسم شئے کیفیت ہے [illegible] یہ قوتوں کے
[illegible] کیفیتوں سے مطابقہ
[illegible] کیفیات صدہا قسم
ہیں کیونکہ [illegible] اشیا ہیں اتنے ہی اقسام [illegible] ہو سکتے ہیں مثلاً قوتوں
کی وجہ سے جو کیفیات پیدا [illegible] جو کیفیات ہوں وہ
اور [illegible] باطنی [illegible] ان سب علیحدہ علیحدہ
[illegible] عالم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تحرک ہے بلکہ جو علم عام لوگون کو ہوتا ہے وہ اکثر غلط ہوتا ہے البتہ اہل حقیقت کو صحیح ہوتا ہے
اور وہی انکو جو منتہی ہین۔ تو ان تمام کیفیات کے پوست کندہ حالات لکھنا بہت طول طویل
اور بعض کیفیات کا لکھنا تو غیر ممکن ہے تیسری قسم غیر مجسمہ اشیا کی تاثیرات ہے یہ تاثیرین بیان اور
معلومات ظاہری مین بہت کم آسکتی ہین البتہ صرف اسقدر کہ افعال روحانی اور افعال انسانی
کی تاثیرین مختلف ہین بالکل ایک دوسرے کی ضد مثلاً گناہ کرنے کے بعد ایک خاص انقباض
کیفیت ہوتی ہے اور نیک کام کرنے کے بعد ایک خاص تفریح ہوتی ہے یہ دونوں کیفیتین
جو انسان مین ہوتی ہین انکا باعث یہ ہوتا ہے کہ ہر نیکی و بدی مین ایک خاص تاثیر ہوتی ہو
اُس تاثیر سے کیفیتین پیدا ہوتی ہین تو ایسی ہی ہزارہا تاثیرین انسان مین ہوتی ہین اور
اُن تاثیرون سے مختلف نتائج ہوتے ہین اور علاوہ اُن اشیا کے جو اپنے جسم ہی مین ہین دیگر
خارجی اشیا کی تاثیرین انسان کے جسم مین ہوتی ہے مثلاً بزرگون کا تصرف جو انسان پر ہوتا
وہ علاوہ اُن تاثیرون کے ہین۔ اسی طرح اور بہت سی اشیا ہین جو تاثیرات پیدا کرتی ہین
چونکہ انسان مین ارواح و نفوس ہین بعض کے نزدیک روح و نفس ایک ہی شئے ہو
صرف کثافت و لطافت کے تغیرات ہوتے ہین چنانچہ جب نفس کثیف ہوتا ہے تو نفس امارہ
کہلاتا ہے چنانچہ خداے تعالیٰ فرماتا ہے ان النفس لامارۃ بالسوء اور جب لطیف
ہوتا ہے تو نفس لوامہ اُسے کہتے ہین اور جب الطف ہو جاتا ہے تو نفس مطمئنہ ہے چنانچہ
باری تعالیٰ اس نفس کی بابت یہ فرماتا ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک
راضیۃ مرضیۃ اور بعض محققین نے یہ کہا ہے کہ روح و نفس علحدہ علحدہ ہین بہ صورت
بات ایک ہی ہے۔ جاننا چاہیے انسان کے عالم باطن مین تین قسم کی ارواح ہین
ایک روح وہی ہے جو خدا کی روح ہے اور جو کہ انسان کے قلب مین مثل اسکے
پوشیدہ ہے جیسے سنگ مین شرر اور دوسری روح روح حیوانی کہنا چاہیے
جو کہ ہندی مین جی یا اردو مین جان کہی جاتی ہے۔ اور تیسری روح روح جسمانی ہے

Marfat.com

جو کہ جسمانی اشیا کے جوہر لطیف کا نام ہے ان سب کی تشریح جسقدر ممکن ہے خصوصاً اس مختصر رسالہ مین وہ عالم ارواح کے فصل مین انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی - تو یہ جو کچھ ذکر ابتک انسان کا ہوا وہ انسان کے ظاہری اعضا کا ہوا ہے یا اُن اشیا کا جنسے انسان مرکب ہی لیکن مجموعی حیثیت سے انسان کیا چیز ہے یہ سوا اُن لوگون کے کوئی نہ جان سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے جو اہل حقیقت مین مگر ذکر کرنا ان سب امور کا ضروریات سے ہے لہذا یہ معلوم کرنا چاہیے کہ انسان سراپا ذات خدا سے متعلق و منسوب ہے صرف روح ہی نہین خدا کی روح ہے ہر شئے اُسی سے تعلق ہے جسطرح تمام مخلوقات خدا سے وابستہ ہے اسیطرح انسان کے تمام اجزا - البتہ ان سب اعضا مین فرق ہے اُسی طرح ہے جیسا کہ اور مخلوقات کے مراتب مین فرق ہے چنانچہ جس طرح شیطان مردود اور فرشتہ و پیغمبر مقبول ہے اُسی طرح انسان مین روح مقبول ہے اور خدا کی خاص روح کہلاتی ہے اور نفس مردود ہے اور اُسکا مخالف کہلاتا ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ جسقدر اشیا انسان مین عالم جسم اور عالم روح سے متعلق ہین وہ سب یا تو حجابات ہین یا انوار ہین چنانچہ جسقدر اشیا بری ہین وہ سب حجابات باری تعالیٰ ہین اور جو انوار ہین وہ اُسی کے جلوے ہین مثلاً نفس ایک حجاب سخت خدا کا ہے جب یہ مردہ کر دیا جاتا ہے تو بندے اور خدا کے درمیان حجاب نہین رہتا یا جسقدر قوتین انسان مین بیجا صرف کی جاتی ہین وہ سب حجابات کو قوی کرتی ہین اور جتنی قوتین اپنے اصلی موقون پر صرف کی جاتی ہین وہ درمیان سے حجاب رفع کرتی ہین قوتون کا بیموقع صرف کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے تو جب انسان کا جسم و روح کثافتون سے پاک ہو جاتا ہے ہر ایک حجاب رفع ہو جاتا ہے غرض یہ کہ انسان مین کوئی شئے نہین نور ہے یا اُسکا حجاب ہے اور ہر حجاب مین ایک پوشیدہ نور ہے یعنے کوئی حجاب ایسا نہین جو خالی از نور ہو اسی طرح کوئی نور ایسا نہین ہے جو حجاب سے خالی ہو چنانچہ جس تجلی پر نور کا اطلاق ہو وہ نور ہی حجاب ہے اُس ذات کا جو کہ ہر قید سے بری ہے اور زبان و چشم ست

Marfat.com

بالکل متعلق نہین نہ وہ دیکھا جا سکتا ہے نہ وہ بیان کیا جا سکتا ہے اسی وجہ سے خدا نے یہ
یہ فرمایا تھا کہ لن ترانی یعنی مجکو تو دیکھ نہین سکتا ہے مگر موسیٰ کو تو شوق تھا انھون نے نہ مانا
آخر ایک تجلی نے انکو بیہوش کر دیا۔ غرض یہ کہ انسان سراپا ذات خدا سے وابستہ ہے کوئی
شئے جدا نہین ہے گو ہم اُسکا حجاب کہتے ہین حقیقت مین اُسکے بھی پردے مین نور ہے
جو کوئی یہ سمجھ لے اُسی کو یہ منصب حاصل ہے اور جو نہ سمجھے وہ اس بات کا کہنے والا کافر مطلق ہے
چنانچہ جو لوگ لباس فقرا اختیار کیے ہوے ہین اور در اصل دنیادار و حریص ہین وہ اکثر خود کو
خدا بتاتے ہین خوب جاننا چاہیے کہ وہ کافر مطلق ہین فقیر ہونا تو درکنار لیکن جنھون نے اس
بات کو دیکھ لیا ہے کہ ہر چیز الٰہی وہ حجاب الٰہی ہے اور خاصکر انسان مین سوا ذات و
صفات خدا کے اور کچھ نہین ہے یا تو اسقدر ظرف رکھتے ہین کہ خاموش رہتے ہین یا [illegible]
رہتے ہین یا اگر بیہوش ہو جاتے ہین اور کہ گئے [illegible] یہ دونون حق پر ہین چنانچہ منصور
ابن حلاج کا انا الحق [illegible] تھا اگر چہ کوئی اپنی [illegible] [illegible]
اپنے آپکو کامل دکھانے کے لیے اپنے تئین خدا کہے تو کافر مطلق ہے اور چونکہ وہ ازخود رفتہ
تھا اس لیے اسکا افشا کر دینا بھی کفر ہے لہذا منصور کو سولی دی گئی مگر آپ چونکہ ازخود رفتہ
تھا لہذا شاید کفر نہو مگر بات یہی ہے اسی وجہ سے احتیاط بھی کرنا چاہیے۔ غرض یہ کہ ایسے نقلی
فقیرون کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے اور اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو وہ مرتد ہونے کی وجہ سے قابل
قتل ہین انکا کام لوگون کو گمراہ کرنا اور لوٹنا ہے ہدایت اور درویشی اُس سے کوسون دور ہے

فصل ۵
حقیقت عالم اسباب

عالم اسباب اس دنیا کو کہتے ہین اور اسکا نام عالم اسباب لوگون نے خیال
مین اسوجہ سے رکھا ہے کہ یہان کوئی فعل بدون سبب نہین ہوتا اور اصل تو
یہ ہے کہ کسی عالم مین کوئی امر بے سبب نہین ہوتا مگر اس دنیا کا نام عالم اسباب اس وجہ سے
رکھا گیا کہ یہان جسقدر افعال ہوتے ہین وہ سب سبب ہوتے ہین اُن نتائج کے جو آیندہ ظاہر
ہونگے یعنی یہان کا ہر ایک فعل اور ہر ایک حرکت ایک سبب ہے جنت یا دوزخ کا [illegible]

عاقبت کے کہ وہان کا کوئی فعل بےسبب نہین ہوتا بلکہ بسبب ہوگا اور اُنکے اسباب دنیوی
افعال وحرکات ہین چنانچہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ اسی وجہ سے کہا ہے کیونکہ کھیتی
سبب ہوتی ہے اور جب یہ اصل ہے تو عالم اسباب ہے کہ کل افعال اسباب ہین مثل کھیتی کے
اور حقیقت [illegible] جس وجہ سے عالم اسباب اسکا
نام رکھا گیا ہے [illegible] تو عالم اسباب کہتے ہین کہ یہان بلا سبب کوئی
امر واقع نہین ہوتا ور اصل یہ غلط ہے کیونکہ کسی عالم مین [illegible] بلا سبب کوئی امر واقع ہو
اور [illegible] بے سبب کوئی بات ہونا حکمت تخلیق [illegible] کے خلاف ہے۔

فصل (حقیقت ناسوت ملکوت جبروت لاہوت)

تمام عالمون کے چار حصے کیے گئے ہین ۔ ناسوت ۔ ملکوت ۔ جبروت ۔ لاہوت ۔
ناسوت متعلق ہے عالم سفلی سے جب تک سالک اسی عالم کے [illegible] مین
رہتا ہے اُسوقت تک عالم ناسوت مین رہتا ہے اور جب عالم بالا مین رسائی ہوتی ہے تو عالم
ملکوت مین گزر ہوتا ہے اور جب عالم بالا سے آگے بڑھ کے اُس مقام پر پہونچتا ہے جہان عالم
باطن ہے تو وہ مقام جبروت ہے اور جب ان تمام عالمون سے نکل کر محض ذات احدیت سے
قریب ہوتی ہے تو لاہوت اُس مقام کا نام ہے ۔ انہین سے ہر ایک مقام یعنے ہر ایک عالم کے
وسعت بہت سے حصے ہین ہر حصہ ایک منزل ہے اور بہت کم فقرا ایسے ہوتے ہین جو آخر تک
پہونچتے ہین ۔ ان عالمون کی تحقیق متعلق تمام فصول کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے کیونکہ انکے
اکثر منازل کی حقیقت جا بجا بیان کی ہے ۔

فصل (حقیقت [illegible])

تمام عالمون [illegible] تین [illegible] عالم ظاہر
عالم باطن [illegible]
ایسا نہین ہے کہ عالم ظاہر [illegible] عالم باطن [illegible]
ہوتا ہے ہر شے مین ظاہر باطن [illegible] مین باطن [illegible]
اسی طرح [illegible] ہر شے مین [illegible] یا عالم باطن کی ظاہر

عالم ظاہر اُس عالم کو کہتے ہین جسکے اشیا تا ظاہر و نمایان ہون چنانچہ عالم اسباب کو عالم ظاہر
کہتے ہین اور جو اشیا پوشیدہ ہین معمولی انسانون کی نظر سے وہ عالم باطن کے اشیا کہلاتے ہین
مگر درحقیقت ہر ادنی سے ادنی اور چھوٹی سے چھوٹی چیز کے دو عالم ہین ایک ظاہر ایک باطن
اور ہر ظاہر و باطن مین بطن و ظہر ہے۔ مثلاً انسان کے کئی ظاہر و باطن ہین ایک ظاہر جلد
اور صورت ہے تو جلد کا باطن گوشت یا جلد کے نیچے کا حصہ اور صورت کا باطن سیرت ہے
تو جلد کا باطن عالم جسم و عالم ظاہر کے اندر گوشت ہے اور صورت کا باطن عالم باطن مین
سیرت اور عالم جسم مین اعضاے اندرونی مین تو سیرت عالم باطن سے متعلق ہے مگر
سیرت کا بھی ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے مثلاً ملنساری اور زود آشنائی کسی کی سیرت ہے
تو یہ صورت کے اعتبار سے باطن ہے اور ایک اعتبار سے ظاہر ہے وہ اعتبار یہ کہ جو شخص
زود آشنا ہوتا ہے وہ ظاہر مین زود آشنا ہوتا ہے لیکن باطن مین زود رنج ہوتا ہے تو اس
اعتبار سے زود آشنائی ظاہر ہے اور زود رنجی باطن ہے مگر زود رنجی ہی پر سلسلہ ختم نہین
ہوا ہے بلکہ زود رنجی بھی اس اعتبار سے ظاہر ہے کہ ہر زود رنجی مین باطناً صفائی ہوتی ہے
یعنی جو شخص زود رنج ہوتا ہے وہ بظاہر زود رنج ہوتا ہے دل مین اُسکے مادہ صفائی کا ہوتا ہے
بہت جلد جہان اور بے رنج ہوتا ہے تو یہ صفائی بطون ہے زود رنجی کا اور یہ صفائی بھی
ظاہر ہے اسمین جو باطن ہے اُسکے اعتبار سے یہ ظاہر ہے یہی سلسلہ وہان تک چلا گیا ہے
جہان کا علم سواے اہل حقیقت کے کسی کو نہین ہوتا اہل ظاہر کو صرف اسی قدر علم ہو سکتا ہے
جسقدر مثال مین بیان کیا گیا ہے اور بعد اسکے بیان مین بھی نہین آسکتا کیونکہ باطن بباطن
احوال بیان کرنے کے لیے کوئی زیادہ تیار نہین ہے۔ اور یہ بھی ایک راز حقیقت ہے
کہ ظاہر و باطن مین ضد ہے چنانچہ جو شخص بظاہر با مذاق اور زندہ دل ہے اور بہت لگی باز ہے
وہ باطن مین اُسکے برخلاف ہوتا ہے یعنی غمزدہ ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ جو ظاہر مین ہر وقت
ہنستا رہتا ہے وہ باطن مین رونا ہوتا ہے اسی طرح یہ سلسلہ برابر چلا گیا ہے تو یہ خوب

Marfat.com

سمجھ لینا چاہیے کہ ہر شئے کا سلسلہ ظاہر و باطن نامتناہی ہے اور چند ظاہر و باطن تو حسب لیاقت معمولی انسان سمجھتا رہتا ہے مگر اسکے آگے وہی لوگ سمجھتے رہتے ہین جو اہل حقیقت ہوتے ہین لہذا عالم ظاہر و عالم باطن ہر شئے مین موجود مگر ان دونون باتون سے ذات بحت مستثنیٰ ہے۔

فصل ۸ حقیقت عالم تعینات و اسماء

عالم تعینات سے مراد وہ تمام عالم ہے جسمین کسی شئے کا تعین ہے مثلاً کسی شئے کا کچھ نام معین ہو تو وہ سب داخل تعینات ہے اور جو چیز داخل اسماء نہین ہے وہ اس عالم سے خارج ہے لہذا ہر ایک چیز کا نام یا نشان یا ذکر تذکرہ یا کچھ حال و کیفیت بیان مین آسکتا ہے وہ داخل تعینات و اسماء ہے اور اسی کو عالم صفات بھی کہہ سکتے ہین اسکی مفصل بحث ذات و صفات مین آئیگی مگر یہان اتنا ظاہر کرنا ضرور ہے کہ جسقدر اشیاء اور عوالم کا تذکرہ زبان و قلم سے ہو سکتا ہے وہ عام لوگون کی نظرون مین بہت کچھ ہے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ بہت ہی تھوڑا حصہ ہے جو عالم تعینات مین ہے یہانتک کہ وہ عالم جو ذات سے متعلق ہے اسقدر زیادہ ہے کہ اسکی مقدار معین نہین ہو سکتی اور اس عالم مین اور اس عالم تعین مین ایسا ہی فرق ہے جیسا کسی زمانہ معینہ اور ابد الآباد مین چنانچہ زمانہ معینہ کو اسکی مقدار کتنی ہی ہزار سال کے برس ہو مگر پھر بھی ابد الآباد کے مقابل مین بہت ہی کم ہے بلکہ کچھ بھی نہین لیکن حقیقت اسماء و صفات کا بیان جسقدر ممکن ہے وہ تحریر کیا جاتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ [illegible] اللہ تعالیٰ عزاسمہ کی ہر روز بلکہ ہر وقت ایک جدا شان ہے بموجب کلام پاک کل یوم ھو فی شان اور یہ تغیر [illegible] ذات مین نہین بلکہ صفات کو ہے اور انھین صفات کے [illegible] اسماء باری تعالیٰ مین تو صفات کی [illegible] حالتین ہین اور [illegible] جن اسمائی [illegible] مین پھر اسمائی کی [illegible] حقیقی [illegible] صفات [illegible] اسمائی حقیقی [illegible] صفات وجوب [illegible] اور انھین سے معانی پر [illegible] [illegible] واجب [illegible] مخصوص اضافی جیسے اولیت اور آخریت اسکے اسما

اول و آخر اور صفات ایجابی ذو اضافت جیسے ربوبیت اور علم و ارادہ وغیرہ اسما رب عالم وغیرہ
اب اس سے صفات [illegible] جیسے قدوسیت سبوحیت یا غناء وغیرہ کیونکہ صفات سلبی وہ ہین جنسے
سے لے تعلق اور علیحدگی ظاہر ہوتی ہو اور ایجابی وہ ہین جنسے تعلق و نسبت پیدا ہو اب یہ تعلق
اگر ہر وقت ظاہر ہو رہا ہو یعنے کسی وقت یا کسی شئے کے لیے مخصوص نہو تو ایجابی حقیقی ہے
جیسے حیات و قدرت [illegible] ذات باری مین ہر لحظہ بلا قید وقت و شئے موجود ہو
اور اگر وہ تعلق و نسبت کسی شئے کے ساتھ مخصوص ہے تو ایجابی مخصوص اضافی ہے
جیسے اولیت کہ یہ ازل سے اور آخریت ابد سے منسوب ہے اور اگر وقت اور شخص دونون سے
متعلق و منسوب ہو تو ذو اضافت ہے کیونکہ [illegible] ربوبیت کہ یہ منسوب ہی خلق سے
اور موقوف تھا ایک وقت پر کہ اس وقت سے پہلے اسکا اظہار نہوا تھا یعنے تخلیق عالم کے
بعد سے اس صفت کا اظہار ہوا قبل اسکے گو یہ صفت خدا مین تھی مگر چونکہ اسے خلق سے
تعلق تھا اس لیے قبل مظہر کے وجود کے اسکا اظہار نہوا - اور صفات ایجابی اضافی خواہ
وہ ذو الاضافت ہون یا مخصوص الاضافت دونون یا جمالی ہونگے یا جلالی - جمالی وہ ہین
جو لطف و کرم کا اظہار کرتے ہین جیسے لطیف و کریم اور اسکے مظاہر تمام اچھے نیک اور لطیف
افعال و اشیا و اشخاص ہین اور جلالی وہ ہین جو قہر و غضب کا اظہار فرماتے ہین مثلاً قہار و
جبار اور انکے مظاہر [illegible] ہین - مگر ہر جمال مین جلال
چھپا اور ہر جلال مین جمال چھپا ہوتا ہے [illegible] صرف جلال ہو یا صرف جمال ہو
[illegible] مگر انھون نے جہاد تک نہین کیا
اور [illegible] اسکا جواب یہ ہے کہ جلال یا جمال کے لیے یا کسی صفت
[illegible] اسکا علم نہین ہوتا چنانچہ شیطان مین بھی جمال سے
[illegible] جلال غالب ہے جیسا کہ پیغمبرون خصوصاً
[illegible] شان ہے کہ ہر جمال

Marfat.com

حجاب ہے جلال کا اور ہر جلال پردہ ہے جمال کا جیسا کہ عالم ظاہر و باطن کی فصل میں مذکور ہوا
مثلاً دو تین اشیا لکھتا ہوں کتا یا خنزیر بظاہر ایک حیوان جلالی کیونکہ ایک حیوان کثیف ہے
مگر باطناً اُسمیں یہ جمال ہے کہ کتا وفادار شب بیدار اور خنزیر ہمہ سرگرداں ہمیشہ رہتا ہے - یاجوج
الشیطان بظاہر نہایت ممتاز اور مکرم تھا مگر حقیقت میں وہ باطن کوئی خصلت جمال نہیں رکھتا ہے البتہ انبیا
اولیا میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ اُنکے جلالی اوصاف مغلوب کر دیے جاتے ہیں اور جمالی
اوصاف غالب ہوتے ہیں اس لیے عرف میں وہ جمال محض ہیں اور شیاطین اسی وجہ سے
جلال محض معروف ہیں کہ گو انمیں اوصاف جمالی بھی تھی مگر دبا دیے گئے تھے انھوں نے
خود ایسے حرکات کیے کہ وہ مغلوب ہو گئے تو اہل جمال کے واسطے نتائج بھی جمالی ہونگے
یعنے جنت و قربت خدا اور ہر قسم کی روحانی راحت اور اہل جلال کا انجام بھی جلالی ہوگا یعنے
دوری اور دوزخ اور تکالیف سخت - اب رہی وہ لوگ جنکے اوصاف جلالی و جمالی قریب قریب
ہیں تو اُنکا حساب ہوگا میزان میں جمال و جلال کا وزن ہوگا جو زیادہ ہوگا اُسی کے حساب سے
نتیجہ ملیگا - لیکن سب سے زیادہ جمال جنکا غالب بلکہ اغلب ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
ورنہ یہ نتائج جمالی کیلیے کوشاں نہ تے یعنی تمام نبیوں کے سردار نہ ہوتے حالانکہ وہ تمام نبیوں کے
سردار ہیں اور حسن بھی ایک جمالی صفت ہے جو اُسیطرح ظاہر ہے جسقدر شفاعت ایک نہایت امر اور نہایت
عظیم خاص مجموعہ اوصاف جمالی ہے تو جمال ظاہری اول ہے جمال باطن آخر اور مجموعہ جمال
اقسام آنحضرت میں موجود تھیں یعنی حسن ایسا تھا کہ اگر خدا نے اُنکے حسن کو مخلوقات سے پوشیدہ
نہ رکھا ہوتا تو کسی کو اُنکے دیکھنے کی تاب نہوتی ایسا مرتبہ آنحضرت کو حضرت عائشہ نے اُس
دیکھا تھا جبکہ آپ اُس قدرتی نقاب میں نہ تھے اُس وقت حضرت ام المومنین بیخود ہو گئی تھیں
جبرئیل کے کسی فرشتہ میں یہ قدرت نہ تھی کہ دیکھ سکے اور کمال
نور تھے اسی وجہ سے سایہ نہ تھا دراصل سایہ آپکا نہ ہونا خرق عادت
کیا جائے اور کفار کو مجبور و ساکت کرنے کے لیے یہ نہ تھا بلکہ آپ تھے ہی ایسے کہ

اور سایہ ایک جلالی پر ہوتا ہے مثل ہمزاد کے کہ وہ ہر صاحب جمال و جلال کے ہمراہ رہتا ہی مگر آنحضرتؐ کے قریب سے بھی کوئی جلال نہیں نکل سکتا۔ جملہ حالات جمال و جلال اُنکی فصلون مین آئینگے۔

اب یہ خیال کرنا چاہیے کہ اسم کی دو حالتین اور ہین ذاتی و صفاتی اسم ذاتی اللہ ہے اور باقی اسما صفاتی ہین اور سات صفات ایسے ہین جو امہات الصفات کہلاتے ہین انھین کو ائمہ سبعہ بھی کہتے ہین اور وہ یہ ہین۔ حیاتؔ۔ علمؔ۔ ارادہؔ۔ قدرتؔ۔ سمعؔ۔ بصرؔ۔ کلامؔ۔ اور امہات الاسما چار ہین۔ اولؔ۔ آخرؔ۔ ظاہرؔ۔ باطنؔ۔ اور اللہ و رحمٰن تمام اسمون کو جامع ہی اور اسما ذاتی لفظ اللہ کے علاوہ اور بھی ہونگے مگر ہمکو انکا علم نہین۔

تو جتنی اشیا تمام عالمون مین ہین وہ اول و آخر اور ظاہر و باطن کے احاطہ سے ثابت نہین ہین ذاتی و صفاتی اسما کے علاوہ بعض اسما ایسے بھی ہین کہ ذات و صفت دونون پر دلالت کرتے ہین جیسے اسم رب اور بعض اسما وہ ہین جو محض افعال پر دلالت کرتے ہین جیسے وہاب رزاق خالق حفیظ قابض باسط وغیرہ اور سب اسما افعال ۲۷ ہین اور اسماے صفات ۴۲ اور اسما ذات ۳۰ ہین لیکن سواے لفظ اللہ کے باقی جملہ اسماے ذاتی مین صفت بھی پیدا ہوتی ہے۔

اب اسماے افعال کی چند صورتین بیان کی جاتی ہین جنکا حکم ازل سے ابد تک ہے اور وہی ارواح قدسیہ اور نفوس ملکیہ پر حاکم ہین اور ان اشیا پر بھی جنکو زمانہ کے گذرنے سے کوئی تعلق نہین مثل مبدعات اور عالم مثال کے اور بعض اسماے افعال ایسے ہین سو وہ ازل سے نہین مگر ابد الآباد تک رہینگے اور وہ وہی اسما جنکا وقت آخرت سے شروع ہوگا اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ اُنکا ظہور دنیا کے خاتمہ پر موقوف ہے مثل جزا و سزا وغیرہ کے۔ اور بعض اسما ایسے ہین جن کا ظہور و حکومت نہ ازل مین تھے نہ ابد تک رہیگی بلکہ صرف دنیا مین یا تمام عمر دنیا تک یا ایک زمانہ معین تک۔ اور جب دوسرے اسم کی باری

Marfat.com

ہوگی تو اسم اول کا حکم منسوخ اور اثر پوشیدہ ہوجائیگا چنانچہ ایسے اسامین سے وہ اسما بھی ہین جنکی عہد حکومت کی طرف سبعہ سیارہ کے دورے منسوب ہین چنانچہ سیارہ قمر جس اسم سے منسوب ہی آجکل اسی کا دورہ ہی اور چونکہ ہر اسم کی مدت حکومت معین و مقرر ہے لہذا اُسکے تابع جو ستارہ ہے اُسکے دور کا زمانہ بھی اُسی قدر ہے شریعتین اور حکومتین بھی انھین اسما سے متعلق ہین کہ جب ایک اسم کا زمانہ حکومت ختم ہوجاتا ہے تو دوسرا اسم حاکم ہوتا ہے اور شریعت وحکومت اول منسوخ ہوتی ہے اور دوسری حکومت وشریعت مروج ہوتی ہے اور چونکہ ہر اسم کے ہزارہا مظاہر ہین لہذا ہر اسم کے مدت حکومت کے اندر تمام اسما اپنا دورہ باری باری کرجاتے ہین اور پھر انکے بھی حصے ہوتے ہین یہانتک کہ دور اندر دور کا سلسلہ اسقدر چھوٹا ہوتا جاتا ہے کہ ایک پل کے ہزار حصون مین سے بھی ہر حصہ جسکے حصے پھر نہو سکین ایک اسم خاص سے منسوب و تابع ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر پل مین ہزارون لاکھون انقلابات و تغیرات حسب استعداد اشیا و اشخاص ہو جاتے ہین بعض اہل ظاہر باطل پرستون کو یہ گمان ہے کہ یہ تاثیرات سیارون کی ہے حالانکہ سیارے منتشر دورون سے زیادہ وقعت نہین رکھتے البتہ وہ جسکے تابع ہین اُسکی تاثیر و قوت سے یہ سب کچھ بنتا بگڑتا رہتا ہے اسی طرح ہر عالم اور عالم کی ہر شے ہر شخص ہر شئے اور ہر شخص کا ہر جزو اور ہر جزو کا ہر ذرہ ایک اسم کا تابع یا منسوب ہے یا یہ کہیے کہ مظہر ہے اور جب زمانہ اُس اسم کا ختم ہو جاتا ہے تو اُسکا مظہر فنا ہو جاتا ہے یا اُسکو انتقال یا تبدیلی ہو جاتی ہے اور دوسرے اسم کا مظہر بن جاتا ہے علی ہذا۔ اسکی تشریح کے لیے صدہا جزو درکار ہین مگر اہل نظر کو اسی قدر کافی ہے۔

فصل ۹ — عالم امکان

عالم امکان سے مراد وہی عالم ہے جسکا وجود ممکن ہے نہ کہ واجب و ممتنع۔ جاننا چاہیے کہ وجود کی تین صورتین ہین ایک ممتنع دوسرے واجب۔ کسی وجود کا واجب ہونا یہ سواے ذات باری تعالیٰ کے اور کوئی شے نہین اور اُسکے مثل کسی دوسرے خدا کا وجود ممتنع ہے باقی تمام اشیا جو کہ پائی جاتی ہین انکا وجود ممکن ہے یعنے نہ تو ممتنع ہے اور نہ واجب تو جسقدر اشیا کا وجود ممکن ہے وہ سب عالم امکان مین داخل ہے

اس عالم امکان مین سواے ذات باری اور ممتنع کے باقی تمام اشیاے ظاہری و باطنی او مجسم و غیر مجسم داخل ہین بلکہ وہ تمام اشیا بھی جنکا علم کسی کو نہین اور نہ اُنکا کچھ نام رکھا گیا اور نہ رکھا جا سکتا ہے۔

فصل ۱۰ دنیا و عقبےٰ

دنیا ایک مزرعہ یعنی کھیتی ہے یہان جیسا بوئیگا ویسا ہی عقبےٰ مین کاٹیگا یہ غیر ممکن ہے کہ یہان اپنے حق مین کانٹے بوئے اور عقبےٰ مین پھول پھل پائے یہ بات تو شریعت کی زبان مین کہی گئی ہے طریقت کی زبان یہ ہے کہ یہ دنیا مظہر صفات باری تعالی ہے اور جب تک مظہر سے اچھے تعلقات نہ پیدا کیے جائین جسکا مظہر ہے اُس سے اچھا تعلق نہین ہو سکتا تو دنیا مین ہر ایک سالک کو موقع دیا جاتا ہے کہ جس قسم کے تعلقات چاہے پیدا کرے خواہ جلالی خواہ جمالی اگر جلالی تعلقات بڑھائیگا تو جلالی نتائج پیدا ہونگے اور اگر جمالی تعلقات بڑھائیگا تو جمالی نتائج ہونگے تشریح اس اجمال کی یہ ہے کہ جمالی تعلقات یہ ہین کہ روح کو قوی کرے جو کہ جمالی ہے اور نفس کو مغلوب کرے جو کہ جلالی ہے اور جمالی افعال کرے یعنے روحانی جو کہ نیک اور اچھے ہین اُنسے یہ جمالی نتائج ہونگے کہ قربت خدا اور رضامندی اور جنت جو کہ اُسکے جلوہ گاہ کا نام ہے حاصل ہوگا اور اگر افعال بد کیے روح کو کمزور کیا اور نفس کو غالب کیا تو انجام بھی جلالی ہوگا یعنے دوزخ اور ناراضی خدا اور تکالیف روحانی ۔

جاننا چاہیے کہ جلال جمال کا حجاب ہے اور جمال جلال کا حجاب ہے تو جب جمالی افعال ہونگے جلال اُس سے دور ہو جائیگا اور جب جلالی افعال ہونگے تو جمال دور ہو جائیگا اسی بنا پر نفسانی افعال کی وجہ سے روح انسان سے دور ہو جاتی ہے اور اپنے مرکز سے بھی دور ہو جاتی ہے اور یہی اسکی تکلیف کا باعث ہوتا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ دراصل ہر شئے کے لیے عذاب یہ ہے کہ اپنی اصل سے دور ہو اور اُس چیز سے جس سے تعلق ہے تو روح کی اصل خدا تعالی ہے اور تعلق اُسکا انسان ہے چنانچہ روح جسم سے نکلتی ہے تو وہ تکلیف ہوتی ہے جو تمام عمر مین کبھی نہین ہوتی اور نہ کسی طرح ہو سکتی ہے ۔ تو جب انسان افعال نفسانی یعنے جلالی کرتا ہے

Marfat.com

تو اسکا تعلق روح سے کم ہو جاتا ہے اور اس بات پر روح کو ایک صدمہ ہوتا ہے دوسرا امر یہ کہ خدا سے اور اُس سے حجاب ہو جاتا ہے تو یہ تکلیف بہت زیادہ ہے ان دونون تکلیفون کی وجہ سے روح کے لیے ایک عذاب سخت ہوتا ہے بقولے روح [illegible] عذاب الیم + اور یہ تکلیف مرنے کے بعد ہزار حصے بڑھ جاتی ہے کیونکہ وہ روح اول تو جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور اُسوقت اُسے یہ امید رہتی ہے کہ اب بھی کوئی کوشش قربت خدا اور تعلقات جمالی پیدا کرنے کی ہو سکے اور یہ موقع نہین رہتا وجہ یہ ہے کہ زبان و دل و اعضا اُس روح سے جدا ہو جاتے ہین وہ اب جو کچھ کرنا چاہیے اُسے عملی طور پر کر نہین سکتی اور زندگی مین جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ نفس اُسپر غالب کر دیا گیا جسکی وجہ سے اُسکے اصل یعنی خدا مین اور اُسمین بہت بڑا حجاب واقع ہے تو یہ ایک عذاب سخت ہے اور اُس عذاب سے زیادہ ہے جو کہ جہنم مین ہوگا لیکن جو شخص افعال روحانی یعنی جمالی اور نیک عمل کرتا ہے تو نفس مغلوب ہو جاتا ہے اور گویا درمیان سے حجاب دور ہو جاتا ہے تو روح اپنی اصل یعنی خدا سے بخوبی مل سکتی ہے اور اُسکو قربت حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ [illegible] جمالی ہے اور روح کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے اور زندگی ہی مین اُسکو اپنی کامیابی [illegible] جاتی ہے اور بعد مرنے کے تو سراسر کامیابی ہے کیونکہ یہ روح جو کہ دنیا [illegible] نفس [illegible] اور مردود ہونے پائی اور اُسکو صدمات نہین پہونچے اور افعال جلالی نے اُسکے اور اُسکی اصل کے درمیان حجابات نہین پیدا کیے [illegible] راحت [illegible] وہ جو کچھ چاہتی تھی وہی ہوا بقول مولانا ؎ [illegible] اصل [illegible] روزگار [illegible] تو وہ اپنی اصل سے [illegible] وہی اُسکو [illegible] چونکہ تجلی [illegible] جمالی ہے اس لیے اُس [illegible] دونون ایسے ہین [illegible] کامیابی بہت جلد [illegible] کیونکہ اس [illegible] ساتھ [illegible]

ختم ہو جاتا ہے مگر جو لوگ اپنے خدا اور اُسکے وصل و خوشی کو اپنی منزل مقصود جانتے ہین وہ
خود مع اپنی مسرتون اور کامیابیون کے ہمیشہ باقی رہتے ہین۔ مینے دنیا وعقبی کی حقیقت کو
کما حقہٗ نہین بیان کیا اور ایک دائرہ مصلحت کے اندر محدود رہا کیونکہ ملک کا ابھی پورے
طور پر صوفیانہ مذاق ایسا نہین ہے کہ اُسکو سمجھ سکے لہذا مین نے اس مصرعہ پر عمل کیا۔ فاش
اگر گویم جہان برہم زنم۔

دنیا کی عمر کا معلوم کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ جس طرح یہ حضرت آدم اول الانسان تھے اُسی طرح
ایسے بہت سے آدم گزر چکے ہین اور ہر آدم کی اولاد ۷ یا ۱۲ ہزار برس تک کم از کم رہی
اُسکی تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ جب عالم طبیعی کی عمر ۱۷ ہزار برس گزر چکی تو موالید ثلاثہ کا مادہ پیدا
ہوا اور مادہ موالید ثلاثہ کے ۵۵ ہزار برس کے بعد اس دنیا کو پیدا کیا یعنی کرہ زمین کو
جسمین موالید ثلاثہ کو جگہ دی گئی اور اسکے ۶۳ ہزار برس کے بعد جنت اور دوزخ کو بنایا
اور جب دنیا کی عمر ۱۷ ہزار برس کی ہو چکی تو آدم اول کا خمیر کیا گیا اور حشرات الارض بھی اُسی وقت
عفونات سے پیدا ہوے اور کئی ہزار برس کے بعد آدم کے قالب مین روح پھونکی گئی
اور پھر اولاد آدم کا سلسلہ چلا یہانتک کہ تمام اولاد فنا ہو گئی اور پھر دوسرے آدم کئی ہزار
برس کے بعد پیدا کیے گئے کیونکہ تمام دنیا فنا ہو گئی اور صرف عناصر باقی رہے جب پھر دنیا
پیدا ہوئی اور اُسی حساب سے یا کچھ کم و بیش زمانہ کے بعد موالید ثلاثہ اور حیوانات کے تخلیق
پھر آدم ثانی پیدا کیے گئے اور اُنکی اولاد کا بھی یہی حشر ہوا یعنی ساری دنیا کو لے ڈوبے یہانتک
کہ فنا ہو گئی بعد کئی ہزار برس کے پھر اُسی طرح دنیا اور اہل دنیا پیدا ہوے اور یہ سلسلہ
یہانتک چلا رہا ہے یعنے دو لاکھ آدم اسی طرح پیدا ہو چکے اور اب یہ آخری آدم ہین جنکی
اولاد ہین ہم لوگ ہین اُنکے بعد کوئی آدم نہو گا اور قیامت کبری ہو گی عالم اگرچہ قدیم نہین
جیسا کہ نادانون کا خیال ہے مگر اسقدر عمر ہے کہ علم خدا اُسکا شمار نہین کر سکتا۔
ہمارے آدم سے پہلے جنات اور دیگر قسم کی مخلوقات آباد تھی چنانچہ اہرام مصر کا منارہ

اُسوقت بنا ہے جبکہ ستارہ نسر طائر ستارہ برج اسد مین تھا اور بعض کا مقولہ ہے کہ برج حمل مین تھا اور ہر برج مین یہ ستارہ ۳۰ ہزار سال رہتا ہے اور اب آجکل نسر طائر برج دلو مین ہے تو ایک حساب سے ۷ برج طے کیے اور ایک حساب سے ۱۱ برج ہوے لہذا اُس منارہ کو بنے ہوے ۳ لاکھ ۳۰ ہزار برس ہوے کیونکہ برج حمل مین نسر طائر کا ہونا تعمیر منارہ کیوقت زیادہ قرین قیاس ہے تو یہ ظاہر ہے کہ ہمارے آدم کو صرف ۶ ہزار برس سے کچھ زیادہ گزرے ہین اور یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس منارہ کے بنانے والے بنی آدم تھے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ محی الدین بن عربیؒ کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے تھے اور اُسوقت حالت غنودگی کی سی طاری ہو رہی تھی آپنے دیکھا کہ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی طواف مین مشغول ہین پھر اُنھون نے آپکی طرف مخاطب ہو کے دو شعر پڑھے ایک شعر یاد رہ گیا اور دوسرا کسی مصلحت سے محو کر دیا گیا وہ شعر یاد کا یہ ہے - لقد طفت کما طفتم سنینا + بھذا البیت طرا جمعینا + یعنی ہم نے [illegible] برسون اس گھر کا طواف کیا ہے جس طرح آجکل تم لوگ طواف کیا کرتے ہو - پھر اُنمین سے ایک صاحب نے حضرت شیخ اکبر سے پوچھا کہ تم مجکو پہچانتے ہو آپنے [illegible] کہ نہین اُنھون نے کہا کہ مین تمھارے اول اجداد مین سے ہون آپنے پوچھا کہ آپکے انتقال کو کتنا زمانہ ہوا اُنھون نے جواب دیا کہ کچھ اوپر چالیس ہزار سال اس بات پر شیخ اکبر نے کہا کہ ہمارے آدم کو اتنا زمانہ تو نہین گزرا اُنھون نے کہا کہ تم کس آدم کو پوچھتے ہو [illegible] قریب کے آدم کو یا کسی دوسرے آدم کو اُسوقت آپکو وہ حدیث یاد آئی جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے ان اللہ تعالیٰ خلق مائۃ الف آدم یعنی اللہ نے [illegible] لاکھ آدم پیدا کیے - بہرصورت دنیا اگرچہ بہت دیر بعد مگر حادث ضرور اور ایک [illegible] زمانہ تک [illegible] اور ہم اس زمانہ مین پیدا ہوے ہین جبکہ دنیا کا بھی خاتمہ [illegible] کیونکہ پیغمبر آخر الزمان [illegible] تشریف لا چکے [illegible] اب کوئی پیغمبر [illegible] قوم بھی نہوگی کیونکہ ہر قوم کے لیے ایک نبی کی ضرورت [illegible] دوبارہ دنیا آباد ہوگی اور [illegible] ہمیشہ رہیگی

اسکو کبھی فنا نہین ہے کیونکہ آفرینش مین یہ دنیا سے کئی ہزار برس بعد ہوئی ہو اور اگر
آخرت آخر ہو جائے تو پھر وہ اسم با مسمی نرہیگی۔

فصل ۱۱
حقیقت عالم برزخ

عالم برزخ بھی ایک مستقل عالم ہے جیسے کہ عالم سفلی وعلوی۔ برزخ لغت مین ہر دو حالتون کی درمیانی حالت کو کہتے ہین لہذا عالم برزخ کا نام اسی وجہ سے رکھا گیا کہ دنیا وعقبی کے درمیان جو عالم خاص کر اس لیے بنایا گیا ہے کہ ایسے لوگون کی جنکے افعال واعمال قابل حساب ہین اُس مقام پر قیامت تک رہینگے جاننا چاہیے کہ تین قسم کے آدمی دنیا مین ہوتے ہین ایک وہ جو بشدت افعال بد کرتے ہین اور کچھ ضرورت حساب وکتاب کی نہین وہ براہ راست بے روک ٹوک جہنم اور عذاب مین گرفتار ہو جاتے ہین۔ دوسرے وہ لوگ جو بکثرت افعال نیک کرتے ہین اُنکے حساب کی بھی ضرورت نہین کیونکہ بدیہی طور پر اُنکی نیکیان زیادہ ہین یا سراسر نیکیان ہین وہ اس سے پہلے جنکو بیان کیا ہے دونون کو برزخ سے تعلق نہین یہ جوار رحمت مین یا مقام عذاب مین سیدھے دنیا سے چلے جائینگے مگر تیسرے قسم کے لوگ جنھون نے نیکیا بدیان قریب قریب کی ہین اور ضرورت حساب کی ہے وہ اُسوقت تک عالم برزخ مین رہینگے جب تک اُنکا حساب نہو وہ عالم ایک بین بین عالم ہے نہ عذاب ہے نہ رحمت وہان امید وبیم کی حالت رہیگی روح پر کبھی خوف طاری رہیگا کبھی امید ہوگی تو اُسی عالم کو عالم برزخ کہتے ہین

فصل ۱۲
حقیقت عالم باطن

اگرچہ عالم باطن کا تذکرہ عالم ظاہر کی فصل مین کر دیا گیا ہے مگر چند امور بیان کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ وہ عالم باطن جسکا بیان ہو سکے یا کوئی بات اُسکی ظاہر ہو سکے وہ عالم باطن نہین اصلی عالم باطن تو وہ ہے جسکا نام ونشان اور کوئی بات کوئی واقعہ وہان کا کسی کے اظہار مین نکر سکے اور نہ حواس خمسہ مین سے کسی حس محسوس ہونے کے قابل ہو۔ اب رہا یہ امر کہ اُسکا وجود کیونکر معلوم ہو اجب کسی حس سے محسوس نہین ہو سکتا تو یہ خوب یقین کر لینا چاہیے کہ وہ اہل حقیقت کو محسوس ہوتا ہے

Marfat.com

گو حواس عشرہ سے محسوس نہین ہوتا مگر کوئی اور گیارہوین قوت خدا ے تعالی سے عنایت ہوتی ہے اور اگرچہ اُس قوت کا کوئی نام کسی نے نہین رکھا مگر اُسکے حالات اسقدر ضرور سمجھ مین آتے ہین کہ اُس گیارہوین قوت مین یہ دسون حواس ظاہری ہوتے ہین یعنی قوت باصرہ سامعہ لامسہ ذائقہ شامہ اور حواس باطنی یعنی متخیلہ مدرکہ واہمہ وغیرہ بھی ہوتے ہین مگر وہ علاوہ اُن دسون حواس کے ہوتے ہین بلکہ یہ دسون حواس اُسوقت باطل ہوجاتے ہین جبکہ عالم باطن مین گزر ہوتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ قوت خاص قلب سے پیدا ہوتی ہے جیساکہ معمولی حواس عشرہ دماغ مین ہوتے ہین اسی طرح اُسکا مخزن قلب ہے کیونکہ وہان جاکے دماغ کے تمام قوی باطل ہوجاتے ہین اور قلب کی قوت صرف باقی ہی نہین بلکہ بہت زیادہ اور کچھ عجیب ہوجاتی ہے جیساکہ مولانا نے فرمایا ہے ؎ اولیا را ہست قدرت از الٰہ ٭ تو گو یہ مصرعہ کرامات کے متعلق ہے مگر یہ امر بھی داخل کرامات ہے۔ دوسری بات یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہر شئی کا ایک عالم ظاہر ہے ایک باطن ہے اور یہ سلسلہ اُسوقت تک چلا گیا ہے جب تک کہ ایک خاص باطنی نور نظر نہ آجائے جب وہ نور مشاہدے مین آتا ہے تو وہان عالم باطن ہوتا ہے یا نور عالم باطن کہا جائے بہرصورت اگرچہ اُسکا باطن بھی ہوتا ہے مگر سواے خدا کے کوئی اس نور باطنی کی حقیقت سے آگاہ نہین ہوتا کیونکہ یہ نور درحقیقت نور حقیقت ہے اور اُسکی ماہیت سے سواے اُسی نور حقیقی یعنی خدا کے اور کوئی آگاہ نہین ہوسکتا یہی سلسلہ ہر ایک شئے مین موجود ہے مگر کہین اُس نور حقیقی کے ظہور پر جنکو دوسرے الفاظ مین حجابات کہنا چاہیے جلالی ہین کہین جمالی چنانچہ جسقدر اشیا یا حیوانات دنیا مین موجود ہین یا تو وہ بظاہر برے ہین یا اچھے ہین جو کہ فی نفسہ اچھے ہین اُنکے حجابات جمالی ہین اُنکے حجابات جلالی ہین لیکن نور حقیقت کی ماہیت مین کوئی فرق نہین لو وہ نور کیسا ہی نہ مین ہو۔ جاننا چاہیے کہ ہر نور کی روشنی جو اُسکے نقاب اور اُسکا حجاب ہے جیسا کہ وہ یہ کہ آفتاب نہین دکھائی دیتا صرف اُسکا نور نظر مین آتا ہے شکل مشاہدے مین نہین آتی

اسی طرح نور حقیقت یا نور باطنی کہیے وہ بھی ادراک مین نہین آسکتا اُسکا مشاہدہ اسکے نقاب یعنی نور کے ساتھ ہوتا ہے وہ بھی ان لوگون کو جو عشق مین اپنے آپکو فنا کر دیتے ہین. غرض یہ کہ عالم باطن اصل مین تو وہی نور بلکہ ذات بحت ہے جسکے حجابات [illegible] و متعدد یہانتک کہ بیشمار ہوتے ہین اور یہ حجابات اور ظاہر و باطن [illegible] شئی پر خصوصیت نہین صرف حجابات یعنی ظواہر ہین اعتباری [illegible] انوار مختلف ہوتے ہین اُسی طرح حجابات کی صورتون مین اختلاف [illegible] باطن یعنے وہ باطن جسکا پھر باطن نہوسکے سب کا ایک ہی عوام [illegible] ہین لیکن سمجھتے نہین کہ اسمین کیا پیچ ہے اگرچہ اس پیچ کا نکالنا [illegible] منی والاتمام من اللہ۔ جس شخص نے اپنے درمیان کے تمام حجابات کو [illegible] تمام علائق نفسانی سے پاک ہوگئی جسکو تصفیہ وتزکیہ کہتے ہین اُسکی ذات [illegible] تمام جلالی صفات فنا ہوگئے اب وہ وہی روح ہے جو کہ خدا کی روح [illegible] جو کچھ فعل ہوگا وہ روح کا فعل ہوگا اور وہ جو کچھ کہے گا اُسکی [illegible] یہ کہنا کہ مین خدا ہون غلط نہین بخلاف اُسکے جسکے نفسانی و جلالی [illegible] موجود ہین اور اُسکی روح آلائش دنیوی سے محجوب ہو رہی ہے اور نفس [illegible] وہ جو کچھ کرتا ہے در اصل نفس اُسکا کرتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے در اصل نفس کہتا [illegible] یہ کہنا کہ مین خدا ہون غلط ہے کیونکہ اگرچہ نفس بھی خدا کی ایک جلالی صفت [illegible] کہ جلال ضد ہے جمال کی اور جمال کو قربت سے تعلق ہے لہذا جلال کو دوری [illegible] والی شئی کا یہ کہنا کہ مین نزدیک خدا ہون غلط ہے اور یہ کہنا کہ خدا ہون سراسر غلط ہے [illegible] معلوم ہوا کہ منصور بھی بظاہر انسان تھا اور ہم بھی بظاہر صورت انسان ہین مگر اُسکے باطنی حالات ایسے تھے اور ہمارے باطنی حالات ایسے ہین کہ جو کچھ اُسنے کہا وہ صحیح تھا [illegible] اگر ہم کہین تو غلط ہے۔ وہی اک بات ہے جو یان نفس وان نکہت گل ہے۔

Marfat.com

تصوف کے یہ معنی نہین کہ خدا اور رسول کے خلاف کوئی انوکھی بات ہو بلکہ تصوف روح ہے قانون شریعت کی - مین کبھی اس بات مین تائید کرنے کے لیے تیار نہین ہون کہ نفس و روح کو ایک ہی شئے ٹہراؤن اگر نفس و روح جمال و جلال ظاہر و باطن نیک و بد عدم و وجو(د) ایک ہی ہین تو جائز ہے کہ نفس و روح بھی ایک ہون درانحالیکہ یہ سب ایک دوسرے کی ضد ہین [illegible] وہ نفس بھی متضاد ہین اگر نفس یا خدا ہے (معاذ اللہ) تو روح خدا نہین اور اگر روح خدا ہے تو نفس یا خدا نہین - اور یہ قول [illegible] قرآن سے مستنبط ہے چنانچہ نفس امارہ کی بابت ارشاد ہوتا ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ یعنی نفس امارہ برائیان سکھاتا ہے اور روح کی بابت ایک جگہ اپنی طرف [illegible] فرمایا ہے کہ میری روح اور ایک جگہ نفس کو دوسرے انداز سے یون ارشاد فرمایا ہے کہ یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً اس سے ثابت ہے کہ نفس مطمئنہ مین قابلیت قربت و رجوع ہے نفس امارہ مین [illegible] کا مادہ ہی نہین کیونکہ دونون ایک دوسرے کی ضد ہین اگرچہ [illegible] نفس و روح دونون کی حقیقت ایک ہی شئے یعنی وہی باطن الباطن جسکا [illegible] ہر شئے مین [illegible] ہے تو مین یہ کہتا ہون کہ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی [illegible] کے فرق [illegible] ہے اور ان دونون کا انجام بھی ایک دوسرے کے خلاف ہے تو پھر متحد الماہیت ہونے سے کیا ہوتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ لوہے کا عرق یا اکسیر کھانے سے جان کو قوت اور جسم کو فربہی ہوتی ہے لیکن لوہے کا ہتھیار یعنی تلوار کھانے سے جان نکل جاتی ہے اور جسم کٹ کر ٹکڑے ہو جاتا ہے تو متحد الحقیقت ہونے سے کیا نفع درانحالیکہ تاثیر و انجام مین دونون ایک دوسرے کے ضد ہین [illegible]

فصل ۱۴ | **عالم مثالی**

یہ بھی ایک عالم روحانی ہے اسمین دو صفتین ہین ایک وہ جو غیر جسم سے متعلق ہے دوسرے وہ جو جسم سے متعلق ہے جو کہ غیر جسم سے متعلق ہے وہ نورانیت ہے اور اس صفت مین وہ جوہر عقلی سے مشابہ بلا کتب اور حس و مقدار مین

جوہر جسمانی سے مشابہ ہے حالانکہ عالم مثالی نہ محض نور ہے نہ جسم ہے کیونکہ نہ تو جوہر مجرد عقلی ہے اور نہ مادی سے مرکب ہے بلکہ ان دونوں کے بین بین ہے جسطرح ہوا کرۂ نار اور کرہ آب کے درمیان واقع ہے اور اسی وجہ سے گرم تر ہے کہ اسنے گرمی کرۂ نار سے لی اور تری آب سے اور نہ ایسی لطف ہے جیسی کہ آگ اور نہ اسقدر مرئی ہے کہ جیسے پانی بلکہ دونوں کے بین بین ہے اسی طرح عالم مثالی جوہر مجرد عقلی اور عالم جسم کے درمیان ہے اور نورانیت جوہر مجرد سے اور جسمانی کیفیتیں عالم جسم سے لی ہیں اور دونوں سے دو باتوں میں کچھ کچھ مشابہ ہے۔ راز حقیقت اس عالم کا یہ ہے کہ صور علیہ اول اس عالم میں متشکل ہوتی ہیں اُسکے بعد مجسم ہوتی ہیں لہذا جسقدر کائنات ہے جنت دوزخ افلاک اور تمام عوالم ہر ذرہ ان سب عالموں کا عالم مثالی میں موجود ہے اور اسی عالم سے متشکل ہوکر ظاہر ہوا تو ہر ذرہ عالم مثال سے گذر کر خلق ہوا ہے بلکہ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ ہر ذرہ جو ظاہر ہو رہا ہے یہ در اصل عالم مثالی میں ہے اور ہم لوگ جسکو چشم ظاہر سے دیکھ رہے ہیں وہ درحقیقت اُس صورت کا ظل ہے جو اصالۃً عالم مثالی میں موجود ہے اسی طرح جتنے اشیا جو اس سے محسوس ہوتے ہیں وہ سب ظل و عکس ہیں اون اصلوں کے جو کہ عالم مثال میں ہیں بلکہ ہر ذرہ کو ہر حرکت اور ہر سکون اور ہر تغیر وغیرہ ہر قسم کی تبدیلی اول عالم مثال میں واقع ہوتی ہے اُسکے بعد عالم ظاہر میں اُسکا ظہور ہوتا ہے جیسا کہ کل افعال میں اصل مقدم ہے اور عکس اُسکا تابع ہے انسان میں بھی جملہ عوالم ہیں چنانچہ ہر فعل کے ارادے کے بعد اُسکے متعلق جو خیالات مصورہ دماغ میں پیدا ہوتے ہیں اور اُنھیں تصورات کے موافق ارادہ خارج میں ظہور پذیر ہوتا ہے اُسیکو عالم مثالی کہنا چاہیے۔ مثلاً کوئی شخص کسی مشین کے بنانیکا ارادہ کرے تو جو شکل مشین ارادے کے بعد وہ اپنے خیال میں متصور کریگا اُسی کے موافق اُس مشین کو تیار کریگا۔ تو یہ خیالات متصورہ عوالم انسان میں عالم مثالی ہیں اور اب اُسکی ترتیب

اس طرح ہوئی کہ اول ارادہ اُسکے ساتھ ہی علم بعد ان دونوں کے خیالی تصویر پھر عملی فعل
اسی طرح جملہ کائنات پر عالم مثالی کو تقدم اور عالم مثالی پر جوہر مجرد عقلی کو اور اس جوہر پر ارادہ
باری تعالی کو سبقت و اولیت ہے ۔ بلکہ اہل اللہ کا مقولہ ہے کہ انسانی خیال بھی عالم مثالی کا
ایسا حصہ ہے جیسے کسی دریا سے کوئی نہر نکالی گئی ہو ۔ اور جسطرح وہ نہر ایک قصبہ کے لیے
دریا کا حکم رکھتی ہے اُسیطرح انسان مین خیالی قوت عالم مثال ہے ۔ کاملین اہل اللہ
اس مرتبہ پر پہونچ جاتے ہین کہ عالم مثال کا مشاہدہ کرسکتے ہین وہ ہر شئے کو مع تغیرات کے
اوس عالم مثالی مین دیکھ لیتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ انسان کے عالم مثال سے اُس عالم مثال کا
ڈانڈا ملا ہوا ہے اور وہ اپنے ہی عالم مثال مین اُس عالم مثال کو مشاہدہ کرلیتے ہین چنانچہ
جب سالک شغل لطیفہ سر مین کامل ہوتا ہے تو عالم مثالی مین پہونچ جاتا ہے اور لطیفہ سر کا
مقام دماغ ہے اسی وجہ سے اُس عالم بالا کے عالم مثال کو عالم مثال مطلق کہا ہے اور
انسان کے عالم خیال کو عالم مثالی مقید کہا ہے ۔ اور یہ عالم مثالی مقید ہر انسان مین ہے کچھ صرف
اہل اللہ پر موقوف نہین ہے کیونکہ قوت متخیلہ ہر انسان مین ہے لیکن ہمارے خیالات
باطل اور غلط ہوتے ہین مگر اہل اللہ کے خیالات حق ہوتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ قوت
متخیلہ خالص ہو تو کل خیالات صحیح ہونگے مگر اہل دنیا کی قوت متخیلہ مین باطل کا میل ہوجاتا ہے
اور اہل اللہ کے خیالات امور باطلہ سے علیحدہ رہتے ہین اس لیے اُنکی قوت متخیلہ آلائش سے
پاک ہوتی ہے اور اسکو ایک آئینہ فرض کرو تو آئینہ خالص کے یہ معنی ہونگے کہ اول گرد و غبار
سے پاک ہو دوسرے آئینہ دیکھنے والا آئینہ ہی کی طرف اُس شکل کو دیکھتا رہے جو اسمین
جلوہ فگن ہے اگر آئینہ مکدر ہوا تو باوجود غور کوئی صورت نظر نہ آیگی یا اگر [illegible]
[illegible] جیسے یا جرم پر ہونی تو بھی شکل نظر نہ آیگی اہل اللہ کا آئینہ خیال صاف
ہوتا ہے اور اُنکی توجہ اُسی طرف رہتی ہے اس لیے وہ مشاہدہ کرسکتے ہین اور جب
[illegible] دیکھ لیا کرتے ہین مگر اول تو ہم لوگون کا آئینہ خیال مکدر ہے اسکے گرد و غبار جسقدر

Marfat.com

امور ہین وہ سب معاصی ہین اور توجہ ہماری دنیا و مافیہا کی طرف رہتی ہے اس لیے
اگر ہمارا آئینہ خیال صاف بھی ہو تو بھی امر حق نظر نہ آئیگا بلکہ وہی باطل اور باطل غلط
تو ہمارے خیالات غلط اور باطل ہونگے ہم آیندہ کی بابت جو خیال کرینگے وہ باطل [illegible]
اور موجودہ وگذشتہ کی نسبت جو کچھ خیال مین تجویز کرینگے وہ غلط نکلیگا۔ خاص کر [illegible]
جنکی وجہ سے خیالات غلط اور باطل ہوتے ہین حسب ذیل ہین [illegible] سے محبت
جھوٹ کی عادت۔ نفس کی دنیوی خواہشین یعنی [illegible] خواہشات دنیوی [illegible]
خیالات کا آئینہ صاف و پاک ہو جاتا ہے وہ سب [illegible]
بعض لوگ ایسے ہین جو فطرۃ صحیح الخیال ہوتے ہین یعنی انکے خیال مین بہت کم غلطیان اور
غلطی ہوتی ہے اسکے اسباب دو [illegible] انمین سے [illegible]
اعتدال مزاج شخصی اور اعتدال مزاج دماغی [illegible] کے اعتدال [illegible] انسان کو
فطرۃ صحیح الخیال رکھتے ہین اگرچہ ان دونون مین اعتدال حقیقی محال ہے [illegible]
یہ دونون اعتدال مخصوص ہین مگر قریب بہ اعتدال دوسرے انسانون مین بھی ممکن ہے [illegible]
ہم اسی قربت اعتدال کو اعتدال کہینگے۔ اسکی مختصر تفصیل یہ ہے کہ جسکے اخلاط اربعہ مین
اعتدال ہوگا اسکی ارواح نفسانی و طبعی و حیوانی صحیح ہونگی اور جسکو اعتدال دماغی بھی
حاصل ہوگا یعنی جسکے دماغ کا مزاج معتدل ہوگا کیونکہ ہر عضو رئیس کا مزاج مختلف ہے)
تو اسکا دماغ ان ارواح سے [illegible] کو قبول کریگا اور ناقابل قبول کو [illegible]
کریگا اور جب یہ دونون باتین ہونگی تو نتیجہ [illegible]
ہوگی اور جب عقل صحیح و سلیم ہوگی تو [illegible]
کی طرف سے ہوگی وہ باطل و غلط نہوگی [illegible]
غالب ہوگی اور جو خلط غالب ہوگی [illegible]
اور کسی خاص کیفیت کو زیادہ تر [illegible] دماغ وغیرہ کی طرف [illegible]

اثر لیگا اور اُس کیفیت غالبہ کا اثر بھی پیدا ہوگا لہذا جو کیفیت جس قوت سے متعلق ہے وہی
قوت بڑھیگی اور جب کوئی قوت بڑھی تو عقل مغلوب ہوئی اور وہ قوت غالب ہوئی پس خیالات مین
زیادہ حصہ اُسی قوت کا ہوگا محض خالص عقل خیال کی موجد و محرک نہوئی بلکہ وہ قوت جو عقل پر
غالب ہو رہی ہے اور سواے عقل کے ہر اک قوت بمقابلہ عقل باطل ہے لہذا خیالات اُس
صاحب قوت کے باطل و غلط ہونگے ۔ صاحب اعتدال کے یہان تمام قوتین مساوی درجہ مین
یا اُس مقدار پر جو جسکے لیے مناسب و موزون ہے ۔ بخارات صحیح القوام اور ارواح معتدل
کی وجہ سے تیار ہوتی ہین اور ان تمام قوتون مین چونکہ کوئی ایک دوسرے پر غالب نہین بلکہ
مناسب مقدار پر ہر ایک ہے جسکو ہم مساوی درجہ کہہ سکتے ہین اس لیے عقل جو ان
قوتون کی ترکیب متناسبہ کی وجہ سے صحیح و سلیم ہوتی ہے وہ غالب ہو کر [illegible]
غالب رہتی ہے اور خیالات صحیح و صاف اور حق ہوتے ہین مثلاً اگر کسیکا مزاج دموی ہے
تو وہ معتدل نہین خلط دم زیادہ ہے لہذا بخارات مین اجزاے دم زیادہ شریک ہونگے
اس لیے ارواح مین حرارت زیادہ ہوگی اور ان ارواح حارہ غیر معتدلہ سے جس قوت کو
زیادہ مدد یا ایجاد یا تجدید یا تحریک یا توسیع ہوگی وہ قوت غضبیہ ہوگی تو اُس دموی مزاج مین
غصہ یا جوش یا مادہ تہور اعتدال سے زیادہ ہو کر عقل کو مغلوب کریگا اور خیالات مین اسی
قوت غضبیہ کا تصرف ہوگا اور بمقابلہ عقل یہ قوت غالبہ باطل ہے لہذا خیالات بھی باطل
ہونگے اور غلط ہونگے بادی النظر مین خیالات کو غلطی کا باعث محسوس نہین ہوتا مگر اصل وجہ
یہی ہوتی ہے ۔ اور اہل اللہ چونکہ تمام قوتون کو مغلوب کر دیتے ہین خواہ اُنکا مزاج کیسا ہی
غیر معتدل ہونیکی وجہ سے کوئی قوت کیسی ہی شدت سے کیون نہ غالب ہو [illegible]
جسکو دماغ مین بسبب اپنے ظرف کے عقل کہلاتی ہے اور قلب بسبب اپنے ظرف کے
نور کہلاتی ہے تمام قوتون کو مغلوب کر دیتی ہے اور اسکو وہ مختلف تدبیرون سے غالب
واقوی کر دیتے ہین اور باقی تمام قوتون کے اسقدر کمزور کر دیتے ہین کہ گویا اصول پہلے

جس شئے کا صرفہ کم ہوتا ہے وہ کم پیدا ہوتی ہے یہانتک کہ پیدائش موقوف ہو جاتی ہے۔ اور اہل اللہ کے وہ اصول جو ہمنے باب طریقت کے فصل ۳ مین بیان کیے ہین اور وہ فروع جو تزکیہ نفس کی فصل مین درج ہین یہ سب اُنھین حکیمانہ اصول پر ہین اگر ان سب اصول و فروع کا فلسفہ بیان کیا جائے تو علیحدہ ایک کتاب ہو مگر مثلاً ایک بات تو یہ لکھدی کہ اہل اللہ کا مزاج گو معتدل نہو مگر تمام قوتون کا صرفہ کم ہونیکی وجہ سے پیدائش بھی کم ہو جاتی ہے دوسری بات یہ بھی ہے کہ مثلاً روزہ بہت رکھتے ہین اور غذا کم کھاتے ہین تو تمام قوتین کمزور بھی ہوتی ہین اور پیدائش بھی کم ہوتی ہے کیونکہ جب کمی غذا سے اخلاط کم ہونگے تو ارواح نفسانی وغیرہ بھی کم ہونگی اور اُنکی کمی سے قوتون مین بھی کمی ہوگی لہذا روح کو غلبہ حاصل کرنیکا موقع ملیگا کیونکہ جسم سے تو روح بنتی نہین لامحالہ وہ غالب پڑیگی اسیطرح مثل صوم کے تمام اصول و فروع طریقت حکیمانہ ہین اور پورا اثر رکھتی ہین۔

فصل ۱۴ حقیقت عالم حیرت

عالم حیرت کوئی خاص مقام نہین بلکہ سالک کو جس مقام پر حیرت طاری ہو جائے وہ داخل عالم حیرت ہو جاتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ عالم کے دو معنی ہین ایک تو دنیا یعنی جیسے دنیا ہے ویسے ہی کوئی مقام آبادی کا۔ دوسرے معنی حالت کے ہین مثلاً کوئی خاص حالت کسی پر طاری ہو جائے تو یہ کہا جائے کہ فلان شخص کا اسوقت عجیب عالم ہے تو بعض عالم تو آباد مثل دنیا کے ہین اور بعض حالتین ہین چنانچہ عالم حیرت ایک حالت کا نام ہے یہ حالت جس پر طاری ہو جائے اُسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ عالم حیرت مین ہے چنانچہ جسقدر مجذوب ہین سب عالم حیرت مین غرق ہین اور تمام مجذوب ایک درجہ ایک ہی منزل اور ایک مقام پر نہین بلکہ مختلف مقامات پر ہین کوئی بتدی ہے اور ابتدا کے منازل مین سے کسی منزل پر ہے اور کوئی منتہی ہے مثلاً کوئی شخص داخل طریقت ہوتے ہی پہلے مشاہدہ پر تحمل نکر سکا اور اسقدر ظرف نہ رکھتا تھا کہ ضبط کر سکتا اور مجذوب ہو گیا وہ سب مجذوبون مین ادنےٰ مقام پر ہے لیکن کوئی مجذوب کہین کوئی منتہی ہے اور وہ بالکل آخر مین جا کے منصور ہو گیا

Marfat.com

تو وہ کامل ہے - عالم حیرت ایک ایسا عالم ہے کہ جب تک اُسمین درویش رہتا ہے اُسوقت تک ترقی نہین ہو سکتی اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے نہ آگے بڑھ سکتا ہے اُسی مقام پر رہتا ہے البتہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ جو لوگ دفعتہً مجذوب ہو گئے ہین وہ یا تو خود بخود ایک عرصہ دراز کے بعد رفتہ رفتہ اپنی اصلی حالت پر آ گئے ہین یا اُنکے مرشد نے اُنھین بکوشش تمام درست کیا ہے اور بعض ایسے مجذوب ہو گئے کہ پھر کبھی ہوش مین نہین آ سکتے -

لیکن منتہی جب مجذوب ہو جاتے ہین تو پھر سالک نہین ہوتے اور مبتدی اکثر درست ہو جاتے ہین - دراصل عالم حیرت ایک عارضہ کمظرفی ہے یعنی جسکا ظرف متحمل نہین ہو سکتا وہ بالکل بے حواس ہو جاتا ہے عقل متحیر ہو کر مغلوب ہو جاتی ہے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے - مجذوبون کے مختلف درجے ہوتے ہین ایک تو وہ درجے ہین جو کہ منازل و مقامات سے متعلق نہین اُنکو ہم اوپر بیان کر آئے ہین لیکن یہان اُن درجون سے بحث ہے جو کہ دنیوی اختلافات ہین مثلاً کوئی مجذوب نہایت سخت مجذوب ہوا اور کوئی اُس سے کم کوئی اُس سے کم چنانچہ جسکو کم درجہ کا جذب ہے وہ کسی کسی وقت ہوش و حواس مین آ جاتے ہین اور جو اُس سے زیادہ مجذوب ہے وہ کبھی کبھی وعلیٰ ہذا القیاس - چنانچہ اعلیٰ درجہ کے یعنی سخت مجذوب تمام عمر ہوش مین نہین آتے اور ادنیٰ درجہ کے ایک زمانہ کے بعد ہوش مین آ جاتے ہین ہر ایک مجذوب ہمیشہ اُسی مقام کی کہتا ہے جہان وہ موجود ہے دوسرے مقام سے اُسے کوئی تعلق نہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کم درجہ کا مجذوب جب کسی اعلیٰ درجہ کے سالک کے سامنے آتا ہے تو اُسوقت ہوش مین آ جاتا ہے - اور جب کبھی [illegible] غصہ آ جاتا ہے تو جو کوئی سامنے ہوتا ہے اُسکو بد دعا کرنے لگتا ہے اسلیے شریعت کی ممانعت ہے کہ مجذوبون کی ملاقات کو کوئی نہ جایا کرے - بہت لوگ مجنون ایسے ہوتے ہین کہ اُنپر لوگون کو مجذوبیت کا شبہ ہوتا ہے - اصل پہچان تو اُنھین لوگون کو ہے جو کہ صاحب باطن ہین مگر علاوہ درویشون کے بعض عقلمند لوگ پہچان لیتے ہین کیونکہ مجذوب مین

Marfat.com

ایک خاص کیفیت ہوتی ہے اور وہ کیفیت اگرچہ تمام وکمال بیان مین نہین آسکتی مگر اسقدر ضرور کہا جاسکتا ہے کہ چہرے پر ایک اطمینان ظاہر ہوتا ہے اور مجنون کے چہرے سے وحشت برستی ہے اور دیکھنے والے کو بھیانک معلوم ہوتا ہے اور مجذوب ومجنون کی آنکھون مین بھی فرق ہوتا ہے مجذوب کی آنکھون پر یا تو رعب ہوتا ہے یا دلکشی ہوتی ہے اور مجنون کی آنکھین بے رونق اور وحشتناک ہوتی ہین لیکن یہ فرق اُن مجذوبین مین ہوتا ہے جو کہ اعلیٰ مرتبہ پر جا کے مجذوب ہوتے ہین۔ مبتدی اور مجنون مین بھی فرق ضرور ہوتا ہے لیکن کم ہوتا ہے اسقدر باریک کہ مشکل سمجھ مین آتا ہے بعض لوگون کو یہ شامت ہوتی ہے کہ وہ دنیا کمانے اور اپنے کو پُجوانے کے لیے مجذوب بنے پھرتے ہین اسکا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ بالکل مخبوط الحواس اور سڑی ہوجاتے ہین۔ بقیہ حالات جذب فصل سلوک وجذب مین اوپر گذر چکے۔

فصل ۱۵ حقیقت عالم ارواح عالم ارواح ایک مقام اور ایک دنیا ہے روحون کی وہان وہ تمام روحین رہتی ہین جو کہ قالب مین آتی ہین عالم جسم سے پہلے خدا نے روحون کو پیدا کیا اور ہر ایک روح کے لیے ایک جسم معین کر دیا اور اُسکا وقت بھی مقرر کر دیا ہے کہ فلان وقت فلان والدین سے جو لڑکا پیدا ہوگا اُسکے قالب مین فلان روح جائیگی وہ روح اپنے قالب کی تیاری تک اُسی عالم ارواح مین رہتی ہے اور جب وہ قالب بطن مادر مین تیار ہو جاتا ہے تو داخل ہوتی ہے پھر انسان عالم اسباب مین اُن افعال واعمال مین مشغول ہوتا ہے جو کہ اُسکے لیے مناسب ہین چنانچہ اگر اُسمین مادہ جلالی ہے تو افعال جلالی کرتا ہے اور نتیجہ بھی اُسکا جلالی ہوتا ہے اور اگر مادہ جمالی ہوتا ہے تو افعال بھی جمالی کرتا ہے اور انجام بھی جمالی ہوتا ہے ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہین کہ انجام جلالی جہنم اور دوری ہے اور نتیجہ جمالی جنت اور قربت وخوشنودی ہے تو جب انسان کو موت آجاتی ہے اسکے علاوہ روح اپنے عالم ارواح مین واپس نہین جاتی بلکہ اگر وہ جلالی

Marfat.com

ہوتی ہے تو عذاب و تکلیف کے مقام پر اور خدا سے تعالیٰ سے دور رہتی ہے اور اگر جمالی ہوتی ہے تو دیدار الٰہی اور قربت سے مشرف رہتی ہے اس عالم ارواح مین اُسیوقت تک روح رہتی ہے جب تک اُسکا قالب تیار نہین ہوتا چنانچہ جسوقت عالم ارواح آباد ہوگا تو خداے تعالیٰ نے فرمایا الست بربکم جن ارواح نے بلیٰ کہا اُنکا مادہ جمالی سمجھا گیا اور جنھون نے خاموشی اختیار کی اور تامل کیا وہ جلالی تصور کی گئین اُسوقت خدا تعالیٰ نے اُنکو ہان نہین کہنے کا اختیار دیدیا تھا ایسا نہین کہ خدا نے بعض کو اپنی قوت سے خاموش کر دیا اور بعض سے بلیٰ کہلوا دیا اور نہ ایسا کامل اختیار کسی روح کو تھا کہ جو چاہے وہ کہے ایک ایسی حالت ارواح کی تھی جسکو بین الجبر والاختیار کہنا چاہیے کیونکہ نہ تو ایسا کامل اختیار روحون کو تھا جس سے خدا کو مجبوری لازم آئے اور نہ ایسی مجبوری تھی جس سے روحونکی بالکل مجبوری اور انسان کی بیگناہی ثابت ہو ان دونون کے درمیانی حالت تھی اور یہی مذہب اہلسنت وجماعت کا ہے اور یہی صوفیان متشرع کا اصول ہے اور یہ حالت بین الجبر والاختیار کوئی خلاف قیاس امر نہین کیونکہ اگر انسان غور کرے تو اُسکو زندگی میں [illegible] ایسے واقعات درپیش ہوتے ہونگے جسمین اُسکو نہ تو کامل اختیار رہتا ہوگا اور نہ بالکل [illegible] اس لیے یہ خلاف عقل و واقعہ امر نہین کہ ناممکن ہو اور اس سے زیادہ [illegible] گنجایش [illegible] نہین حقیقت اس عالم کی یہ ہے کہ صفات خداے تعالیٰ جنمین بعض جلالی اور بعض جمالی ہین اُنکے مظاہر دو قسم کے ہوے ایک جسمانی ایک روحانی [illegible] روحانی مظاہر اسی عالم ارواح مین رکھے گئے اور جسمانی مظاہر علاوہ اس عالم کے دیگر مقامات پر چنانچہ جسمانی مظاہر عالم [illegible] بھی ہین مگر وہ مقام جو عالم ارواح کا ہے ان تمام عالمون سے بالا [illegible] اُن ارواح کے لیے ایک باطنی و حکمی احاطہ ہے [illegible] باہر [illegible] سے باہر نہین نکل سکتین عالم ارواح مین کوئی مجسم شے نہین اور نہ اسلئے عدد کی کمی بیشی اور دنیا مین کم ہوریں ہین زیادہ نہین ہوتین کیونکہ جسقدر کہ قالب مین آتی جاتی ہین اُسیقدر وہ کم ہوتی

ہوتی جاتی ہین اور ابتدا مین سب ایک دم سے مخلوق ہوئی تھین اُسکے ایک عرصہ دراز کے بعد دنیا خلق ہوئی اور قیامت مین وہ مقام خالی ہو جاویگا۔

فصل ۱۶ حقیقت روح

روح کی بابت کامل غور و تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ روح کا اطلاق کئی چیزون پر ہے اور اسی لیے روح کی حقیقت سمجھنے مین سخت دقت واقع ہوگئی ہے اور عجب نہین کہ جسم انسان مین جو شخص جس چیز کو لطیف سمجھتا ہو اُسی کو وہ روح سمجھتا ہو اور چونکہ انسان مین کئی چیزین لطیف ہین اسوجہ سے مختلف و متعدد چیزون کا نام روح ہو گیا چند لفظون مین تو ہم اُن تمام ارواح کی تعریف کیے دیتے ہین جو علاوہ اصلی روح کے ہے اور باقی بحث روح اصلی کی حقیقت مین ہوگی۔

بعض لوگون نے عقل کو روح سمجھا ہے اور اسی کو نفس ناطقہ بھی کہتے ہین اور یہ وہ لوگ ہین جو کہ فلسفی اور اہل حکمت کہلاتے ہین ایک گروہ نے روح جان کو سمجھا ہے ایک نے جو کہ اطبا ہین بخارات دل و جگر و دماغ کو ارواح کہا ہے ایک طبقہ نے حسن صحت کو روح کہا ہے ایک کا مقولہ ہے کہ انسان مین قوت مقناطیسی و برقی جو ہے وہ روح ہے مگر درحقیقت انمین سے کوئی شئے وہ روح نہین ہے جسکی نسبت نفخت فیہ من روحی اور قل الروح من امر ربی ارشاد ہوا ہے۔ اُسوقت جبکہ یہ ارشاد ہوا ہے اہل عرب کا دماغ اس قابل نہ تھا کہ ایسی نازک اور پوشیدہ شئے کی حقیقت سے واقف ہو جاتے لہذا یہ جواب دیدیا گیا کہ حکم رب ہے لہذا اس سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ خداے تعالے روح کی حقیقت بیان نکرسکا۔ روح کی حقیقت بیان کرنے کے لیے وہ زبان و دل چاہیے جو کہ عالم حقیقت مین ہوتی ہے اس دنیا کی زبان و دل سمجھنے اور بیان کرنیکو کافی نہین کیونکہ روح عالم باطن کا ایک اعلیٰ عنصر ہے اور عالم باطن کے افہام و تفہیم کے لیے ظاہری وجسمانی رشتیا بیکار ہین مگر جو کچھ ہو سکتا ہے وہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ روح کی اضافت جو باری تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ راح خدا کی

Marfat.com

روح ہے اور خدا چونکہ جسم نہین لہذا یہ ماننا پڑیگا کہ روح وہ خود یا کم از کم اُسکا نور ہے
اس امر کے ماننے مین کہ روح خدا کا نور ہے کوئی عقلی یا نقلی نقص بھی نہین لازم آتا اب
رہا یہ امر کہ نور کی تبدیلی روح مین کیونکر ہوئی اور روح و نور مین کیا فرق ہے اسکا فیصلہ
چند مثالون سے ہو سکتا ہے جس طرح خون انسان جب کسی دوسرے غدود مین آتا ہے
تو اُسکے نام اور ہیئت مین تبدیلی ہو جاتی ہے ہیئت مین تبدیلی اس لیے ہو جاتی ہے
کہ غدود اپنے مادے کی وجہ سے یہ خاصہ رکھتا ہے کہ جب اُسمین خون آئے تو اُسکی ہیئت
اُس غدود کے مادے کی شرکت سے بدل جائے اور نام امتیاز کے لیے بدل دیا جاتا ہے
چنانچہ خون عورت جب پستان مین آتا ہے تو اُسکا رنگ سفید ہو جاتا ہے اور نام دودھ
ہو جاتا ہے اسی طرح تمام اشیا کا خاصہ ہے کہ ظرف کے مناسب اور اُسکے مادے کے
موافق ہیئت مین تبدیلی ہو جاتی ہے یہی حال نور خدا کا ہے کہ جب وہ انسان کے قالب
مین داخل کیا گیا تو برعایت قالب اُسکا نام روح رکھا گیا اور وہ اول قالب آدم مین
پھونکی گئی پھر وہ باطنا سہ انسان کے قالب مین پہونچی درحقیقت وہ نور الٰہی ہے جو تمام خلقت سے
مقدم اور جملہ صفات باری تعالی کی طرح ہمہ صفت موصوف ہے لیکن اُن صفات کا اظہار اعضا
انسان سے وقتاً فوقتاً ہوتا ہے جسقدر اسما باری تعالی ہین اُن سب کے مفہوم اس نور کے بھی
صفات ہین اور یہ نور دیگر حیوانات مین نہین بلکہ صرف انسان کے لیے مخصوص ہے بلکہ
اس نور مین جملہ صفات جلالی و جمالی موجود ہین بخلاف فرشتون کے کہ وہ جامع صفات
نہین فرداً فرداً ایک یا دو صفات کے مظہر ہین اس جامعیت صفاتی اور
احدیت ذاتی کے وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہلایا تو اس نور کی ذات ایسی ذات
ہے جو ذات باری تعالی اور صفات و ہی سب صفات ہین جو اسما حسنی علی ... ہین
دیگر کیفیات اُنکی مختصر شرح یہ ہے کہ اسکا خاص مسکن قلب ہے اور اسیلیے وہ ... سے
سب سے بڑے الکبد اور دل ... شعاعین تمام جسم ... رگ و ریشہ مین

موجود ہین اسکی مدد کے لیے عقل سلیم دی گئی ہے اور اسکا مقابلہ کرنے کیواسطے نفس امارہ بھی انسان مین رکھا گیا ہے اور نفس امارہ کی اعانت کے لیے عقل فساد دی گئی ہے اور قوت مدرکہ ایک فیصلہ کن قوت عنایت ہوئی ہے جوکہ ہر ایک امر کی تحقیقات کرکے روح کو یا نفس کو تنبیہ کرتی ہے نفس لوامہ اس روح کا وکیل ہے جوکہ انسان کو برے کامون کے بعد خفیف اور نادم کرتا رہتا ہے تاکہ آیندہ اس سے پرہیز رکھے اور تمام نفسانی خواہشین نفس کو لالچ دینے کے لیے ہین قوت متخیلہ تصورات اور خیالات اور حافظہ یاد داشت کیواسطے تفویض ہوا ہے علی ہذا القیاس تمام قوتین روح و نفس مین مشترک ہین کیونکہ سوائے عقل سلیم اور نفس لوامہ کے کہ وہ خاص ارکین روح ہین اور علاوہ عقل فساد کے کہ وہ وزیر خاص نفس امارہ ہے باقی جتنی قوتین ہین سب کی سب روح و نفس دونون کی یکسان ماتحت ہین روح کو بھی اُسیقدر اختیار ہر قوت پر ہے جیساکہ نفس کو اور وجہ اُسکی یہ ہے کہ اس نور مطلق کے دو حصے جسم انسان مین آکے ہو جاتے ہین ایک حصہ محض جمالی ہے اور دوسرا صرف جلالی حصہ جمالی کو روح کے نام سے حسب سابق مشہور کیا اور حصہ جلالی کو امتیاز کے لیے نفس امارہ کے نام سے پکارا تو یہ دونون نفوس یعنی روح و نفس امارہ بالذات برابر ہین اور با صفات روح کا پلہ بھاری ہے کیونکہ صفات جمالی تعداد مین زیادہ ہین دوسرے روح کو ہوشیار کرتے رہنے کے لیے خدا اور نبیون اور ناصحون کی طرف سے برابر تنبیہین ہوتی رہتی ہین اور علاوہ اسکے بہت ذرائع روح کی طرفداری مین منجانب خدا و رسول و حکما موجود ہین اور ہمیشہ رہے جس زمانہ مین ذرا کمی ہوگئی تو کوئی حکیم یا نبی پیدا کر دیا گیا جوکہ مظہر کامل جمالی کی صفت رکھتا ہے تاکہ اپنے افعال و اقوال سے لوگون کو اپنی طرف متوجہ رکھے مگر چونکہ خدا منصف ہے اس لیے اُسنے ان وجوہ سے نفس امارہ کو بالکل مغلوب نہین کر دیا بلکہ ایسی خواہشین اور ضرورتین اور محبتین اور بعض قوتین انسان مین پیدا کر دین

Marfat.com

کہ وہ نفس کو اپنا ظرف بنالین گویا یہ تمام چیزین نفس کی فوج ہوگئین اسلیے نفس بھی روح سے
کچھ زیادہ پایہ کمی کا نہین رکھتا تو اب فطرتاً دونون کی قوت قریب قریب ہے - چند مثالون سے
اس بیان کی تشریح کچھ زیادہ واضح ہو جائیگی مثلاً انسان کو معدہ دیا اور معدہ کو بھوک کی
خواہش یا اعضای نسل کو قوت جماع دیگئی تو یہ قوتین جب ہوش پر ہوتی ہین نفس کو اپنا طرفدار
بنانا چاہتی ہین اور گویا نفس کی فوج مین یہ دونون بڑے سردار ہین انکی خواہشین پوری کرنے
کیلیے وہ امارہ ہو جاتا ہے اور عقل فاسد سے مشورہ لیکر ان خواہشون کو پورا کرنا چاہتا ہے
عقل سلیم برے مشورون کی رد کرتی ہی اور صرف جائز طریقہ ان خواہشات کی پوری کرنے
کیلیے بتاتی ہی تاکہ اوسکے بادشاہ یعنی روح کو ضرر نہ پہونچے اور مغلوبیت نہو - تو روح علاوہ
عقل سلیم کے اقوال و افعال انبیا اور احکام خدا سے مدد لیکر غالب ہونا چاہتی ہے اور نفس امارہ
اپنی فوج کی شرارت سے غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے جو لوگ صاحب شریعت ہین وہ جائز
طریقون پر عمل کرتے ہین اور نور جمالی کو برقرار رکھتے ہین اور جو لوگ خلاف شریعت ہین وہ انکی
پروا نہین کرتے اور لذات موجودہ کو بہتر سمجھتے ہین روح باعتبار ربوبیت ذات کے مظہر ہے
اسطرح اجسام صفات کے مظاہر ہین کیونکہ روح ہر شی کی قوت ہر قوت کی جان ہر حرکت
کی محرک ہر سکون کی مسکن ہے اور ہر اک فعل و ارادہ اوسی پر موقوف ہے اسلیے روح مظہر ذات
ہی اور اجسام مظہر صفات ہین اور چونکہ ہر شی مین روح و قالب دونون ضرور ہین اسلیے ہر شی مین
ظہور ذات و صفت دونون ہین اور یہ بیان اوس روح کا ہے جو کہ روح مطلق ہے کسی قید سے
مقید نہین لیکن روح انسانی وہی روح مطلق ہی حقیقۃً - کیونکہ جسطرح عالم کبیر مین روح اعظم
ساری ہی اوسیطرح عالم صغیر مین روح انسانی ہی مرتبہ رکھتی ہی گویا عالم کبیر مین روح اعظم
ساری ہی اور عالم صغیر انسانی مین روح انسانی - اور جتنے اقسام روح اعظم کے ہین اوتنے ہی
اقسام ارواح انسانی کے ہین چنانچہ بعض اونمین سے بیان مین آتے ہین عقل یا النفس الناطقہ
النفس امارہ نفس لوامہ نفس مطمئنہ اوسیطرح مظاہر روح اعظم عالم کبیر مین عقل اول نفس ہے

لوح و قلم وغیرہ ہین اسیطرح انسانی روح کے مظاہر و مقامات جسم انسان ہین سر خفی قلب - فواد - صدر - وغیرہ ہین روح مین دو کیفیتین ہین ایک یہ کہ وہ مجرد و مطلق بلا قید بسیط اور لا تجزی ہے لہذا ان کیفیتون کے لحاظ سے وہ جسم کی غیر ہے دوسری کیفیت کہ وہ جسم مین صاحب تصرف اور مدبر بدن ہے اور جسد مین اوسکے مقامات بظاہر معین ہین اور ہر مقام مین وہ بظاہر مقید و محدود ہے اور ظاہر استغیر ہے اسوجہ سے عین جسم ہے اور جب حقائق کے باطن در باطن کے بہت گہری تہون کے اندر اہل حقیقت پہونچتے ہین تو جسم کو عین روح دیکھتے ہین اور اسوجہ سے وہ ہر جسم کے اوس پار یا ہر جسم اندر کی چیزون کو اوسیطرح دیکھتے ہین جسطرح جسم کے اوپر کی سطح کو اور وہ یہ بھی دیکھتے کہ روح نے مختلف شکلین اختیار کی ہین چنانچہ عالم ظاہر مین جو شکل اختیار کی ہے اوسے جسم ہے اور عالم باطن انسان مین جو صورت اختیار کی ہے وہ تمام قوتین اور ارواح حیوانی و طبیعی و نفسانی وغیرہ مین

مادی ہین اور جسم کے ہر ذرہ مین روح ہے اسوجہ سے آپس مین کشش ہے کیونکہ جذب سوائے روح کے اور کسی چیز مین نہین چنانچہ عشق و حسن روح ہی سے روح مطلق کے بقدرت دو حصہ ہوئی   اک بنا حسنِ ازل اک عشق ... مفصل بیان و ثبوت عشق و حسن کے روح ہونیکا اپنی اپنی فصلون مین آ ... روح فی نفسہ ایک ہی شی ہے جسکی صفات اوپر بیان ہوے مگر اسکے ... رعایت سے روح پر بھی اثر پڑتا ہے جسطرح کوئی گورے رنگ کا آدمی ... رہکر کالا ہو جاے اور بالکل میلا کچیلا حمام مین سے نکلے اسیطرح مادے کی وجہ سے روح آلودہ ہوتی ہے اور جبکہ روح بالذات لطیف مطاہر ہے تو اوسکو غلاظت و کثیف ضرور تکلیف ہوگی ع روح را صحبت ناجنس عذابی ست الیم + اور ان کثافتون ... نہو سکیگا اسکو اپنی اصل لطیف ذات سے دوری ہو جائیگی اور یہ دوری بھی ...

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش	باز جوید روزگار وصل خویش

روح کے لیے کثافتین خواہشات نفسانی وحیوانی ہین کیونکہ انسان ہین مادہ روح حیوانی بھی موجود ہے اور روح حیوانی سے ہماری مراد وہ روح ہے جو کہ خواہشات حیوانی یعنی افعال وخواص مین بدون شرکت عقلی آلودہ ہوا اور جب تک یہ روح حیوانی روح انسانی سے مغلوب رہیگی اسوقت تک روح مطلق پر برا اثر نہوگا لیکن جب حیوانیت کا غلبہ ہوجائیگا تو اوس روح کو نفس امارہ کہین سگے اور جب روح انسانی کسی فعل حیوانی کے تابع ہوکر ... روح مدرک کو نفس لوامہ کہین گے اور جب روح انسانی کو تمام قوی اور ... پر تسلط واطمینان حاصل ہوجائیگا تو اوسکو نفس مطمئنہ کہین سگے اس امر کا ... کہ یہ فعل کس روح کا ہے بہت مشکل ہے اور سواے اہل کشف و مشاہدہ واہل باطن واہل حقیقت کے کوئی اور نہین سمجھ سکتا کیونکہ بعض کیفیات روحانی ونفسانی وحیوانی بحسب ظاہر اسقدر متحد الصورت ہین کہ اونکے مخرج ومحرک کا پتہ نہین چلتا بلکہ التباس ہوجاتا ہے مثلاً تین آدمی ایک ہی عمر اور قریب قریب صورت کے اس صفت مین متحد ہین کہ تینون آدمیون کی آنکھین حسین ودلکش اور مست ومخمور ہو رہی ہین اور بظاہر تینون آدمیون کی آنکھین یکسان جذب وکشش اور خوبیان رکھتی ہین لیکن ایک شخص صاحب باطن اور نشہ عرفان مین مست وشاہد حقیقی کا منظور نظر اور مظہر حسن حقیقی یا عشق حقیقی ہے اسلیے اوسکی آنکھوں مین یہ کیفیتین ہین دوسرا عالم شباب کے نشہ مین چور اور مخمور ہو رہا ہے اوسکی اعتدال مزاجی اور کمال صحت نے اوسمین یہ ... پیدا کی تیسرا خواہش نفسانی مین تھوڑی دیر کے لیے مستغرق اور مدہوش ہو ... نشہ ہستی اور نشہ شہوت ... تو پہلے شخص مین روح انسانی غالب ہے دوسرے مین روح حیوانی تیسرے مین روح نفسانی یعنی نفس امارہ غالب ہے لیکن کیفیت و تاثیر ظاہری ایک ہی ہین بہ باطن مین فرق ہے اور فرق باطنی صرف اہل اللہ دیکھ سکتے ہین

اور وہی بچ سکتے ہین مگر بعض اصول ایسے ہین جنکے ذریعہ سے علاوہ اہل اللہ کے اہل دنیا بھی حقیقت بعض احوال معلوم کر سکتے ہین بشرطیکہ عقل سلیم رکھتے اور فطرۃ لطیف طبع ہون مثلاً یہ کلیہ ہے کہ ہر جنس اپنے جنس کو کھینچتی ہے اور ہر شئے اپنے اصل کی طرف رجوع ہوتی ہے تو جسکی روح لطیف و پاک ہے اوسکے قلب پر جسقدر صاحب روح انسانی کا اثر ہوگا اسقدر کسی دوسری شئے کا نہوگا اور اسیطرح جتنا اثر روح حیوانی کا نوجوانون پر ہوتا ہے جنکی روح حیوانی اپنی حد کمال پر ہوتی ہے اوسقدر کمسنون یا ضعیفون پر نہوگا اور نفس امارہ جو کہ ذرائع نفسانی ہے یعنی اوسکی روح خواہشات نفسانی مین آلودہ ہے جس شخص مین حد کمال پر ہوتا ہے اوسکا اثر اوسی پر زیادہ ہوتا ہے جسمین خواہشات نفسانی یعنی نفس امارہ غالب ہے اور یہ فرق ظاہر ہے بعض امور ایسے ہین کہ وہ بہت باریک ہین اور عالم باطن سے متعلق ہین اور انکا علم صرف اہل اللہ کو ہوتا ہے اور بعض معاملات روحانی ایسے ہین جو کہ جذب کشش مین ایک عجیب و غریب اثر رکھتے ہین زیادتی اثر اور کمال قوت صرف روح مطلق کو حاصل ہے جیسے روح انسانی کو جو کہ ہر خباثت نفسانی سے پاک ہے چنانچہ جسکی روح صاف و پاک ہے اور صاحب نسبت ہے اوسکو اسقدر قوت ہے کہ اگر تمام ہندوستان کے انجن ایک دوسرے سے جوڑ دیے جائین اور پورا اسٹیم ہر ایک مین ہو تو بھی ایک انسان جو کہ صاحب نسبت ہو اوسکے مقابل مین اتنی بھی طاقت نہین رکھتے کہ پھر بھی اپنی جگہہ سے حرکت کر جائین خواہ کتنی ہی طاقت انمین اسٹیم کی بھری ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ روح جو انجن مین ہے روح حیوانی ہے کیونکہ عناصر کی ترکیب سے پیدا کی گئی ہے اور یہ روح جو کہ انسان صاحب نسبت مین ہے روح اعظم ہے تو ظاہر ہے کہ روح اعظم جو اٹھارہ ہزار عالم کی جان اور محرک ہے وہ قوی تر ہوگی یا وہ روح حیوانی جو کہ تھوڑی سی آگ اور تھوڑے سے پانی سے پیدا کی گئی ہے اور اسقدر محدود و قلیل القدر ہے کہ جیسے آفتاب کے مقابل مین ذرہ۔ تو قوتین دو طرح کی ہوتی ہین جذب و مسک اور یہ دونون قوتین اپنی پوری مقدار سے روح انسانی مین موجود ہین

اور روح اعظم کی بھی تھی تین قوتین عالم مین موجود ہین - جذب ایسی قوت ہے جیسے
مقناطیس ہے اور اسکو کہربائی بھی کہتے ہین یہ اگر روح مین نہو تو دو ذرون کا آپس مین اتصال ہو
اور نہ تحریک و ارادت ہو - دوسری قوت مسک یعنی جگہ پر ٹھہرانا اور یہ ایک طرح کی خود داری ہے
چنانچہ قوت جذب و مسک کے اتصال سے حرکت پیدا ہوتی ہے اگر صرف قوت مسک
روح مین ہوتی تو ہر چیز اپنی جگہہ پر ساکن رہتی متحرک نہوتی اور اگر صرف قوت جذب ہوتی تو صرف
حرکت رہتی سکون نہوتا اور تخلیق اشیا مین وسعت نہوتی لہذا قوت [illegible] دونو [illegible]
روح مین دونون ہین اور یہی دونون قوتین تمام قسم کی ارواح مین موجود ہین جنکا فرق
ہم اوپر بیان کر چکے ہین -

فصل ۱۹ عالم ہو | عالم ہو حقیقت عالم ذات ہے اور اسکا نام ہو اسلئے رکھا گیا کہ ضمیر ہو راجع ذات کی طرف ہے اور ذات وہ ذات ہے کہ جسکے لیے
کوئی اسم نہ لایا جا سکتا تھا بلکہ اوسکی نسبت یہ فرمایا گیا ہے کہ لیس کمثلہ شئی تو لامحالہ ضمیر کی
ضرورت ہے تاکہ ضمیر اوسکی طرف اشارہ کرے اور وہ عالم ذات ماسوای مخلوقات
ہے اور چونکہ الفاظ بھی مخلوق ہین اسوجہ سے اوسکا بیان مخلوقات کے ذریعہ سے نہین ہوسکتا
اور جو کوئی اوسکی حقیقت بیان کرے وہ غلط ہوگی کیونکہ بیان الفاظ سے متعلق ہے اور
الفاظ مخلوقات و موضوعات ہوتے ہین تو عالم ہو یا عالم ذات کی حقیقت متعلق
بیان سے نہین بلکہ مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ بھی ایک ایسی چیز ہے کہ اسکی کوئی انتہا نہین اہل اللہ
کاملین کو وہ مشاہدہ ہوتا ہے جو اوسکی حقیقت کے اسقدر قریب ہوتا ہے [illegible]
ممکن ہے مگر متوسطین کو صفات کا مشاہدہ ہوتا ہے اور صفا[illegible]
ہین اور کاملین اعلی ذات کا مشاہدہ اول کر لیتے ہین جیسا کہ حضرت صدیق [illegible]
کوئی شے نہین دیکھتا ہون مگر اول خدا کو دیکھ لیتا ہون اور بتدی اول مشاہدہ [illegible]
جو ظاہر ہے [illegible] باطن سب اور یہ ہر باطن در باطن کا علی ہذا القیاس ہے

فصل
حقیقت عشق

سب سے پہلے جو مظہر ذات کا ظاہر ہوا وہ شانِ عشق ہے کیونکہ حدیث قدسی احببت ان اعرف فخلقت الخلق مین لفظ احببت حب کی قوی دلیل ہے کہ وہ مقدم ہے تمام مظاہر پر اور سوا ارادہ و علم کے جملہ صفات پر تقدم رکھتا ہے اور احببت ان اعرف مین یہ نکتہ بھی ہے کہ عرفان پر چونکہ احببت مقدم ہے اسو جہ سے عرفان کا ذریعہ عشق ہوا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ عشق کیا چیز ہے اسکی تعریفین بہت آدمیون نے کی ہین العشق نار یحترق ماسوی المحبوب یعنی ایک ایسی آگ ہے کہ سوا معشوق کے ہر چیز کو فنا کر دیتی ہے دراصل یہ تعریف عشق نہوئی بلکہ اوسکے صفات مین سے ایک صفت ہے اور کسی بزرگ نے کہا ہے کہ العشق ہو اللہ اسکی حقیقت اوس شخص پر کھل جائیگی جو کہ فلسفہ روح سے واقف ہے کیونکہ روح اور عشق کی حقیقت ایک ہے اور روح نے اپنی صورتین مختلف اختیار کی ہین سب سے بڑی دو شاخین یا دو مظہر روح کے عشق و حسن ہین اور عشق ایک عالم ہے اور حسن بھی ایک عالم ہے ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ روح مین دو قوتین جاذبہ اور ماسکہ ہین تو حسن قوت جاذبہ کا مظہر کامل اور قوت ماسکہ کا مظہر اتم ہے اور عشق صرف قوت جاذبہ کا مظہر کامل ہے اور قوت ماسکہ کا مظہر ناقص ہے کیونکہ حسن حسین کو کشش و جذب مقناطیسی کی قوت دیتا ہے اور عشق عاشق کو خود داری سے علیحدہ کر کے قوت جاذبہ عنایت کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ معشوق مین خود داری ہوتی ہے اور عاشق مین حرکت طلب اگر حسن مین یہ خود داری یعنی قوت ماسکہ نہوتی تو صاحب حسن کی حرکت سے عشق کو ایک نقصان پھونچتا یہ دو قوتین جو حسن کو عطا ہوئین صرف عشق کی خاطر سے اور اگر کوئی یہ کہے کہ عشق ایک قوت روحی کا مظہر ہے اور حسن دو کا مظہر ہے لہذا حسن کو سبقت اور بزرگی ہے مگر درحقیقت ایسا نہین بلکہ اسمین یہ دو باتین ہین ایک یہ کہ حسن مین یہ دو صفتین جو رکھی گئی ہین صرف عشق کی خاطر سے دوسرے عشق موجد ہے حسن کا چنانچہ جو صاحب عشق ہے اوسکے لیے ہر چیز مین مادہ حسن ہے اور جسکو عشق کی نعمت نہین عطا ہوئی اوسکے لیے کمال حسن بھی بیکار ہے تو عشق اپنے وا[illegible]

خود ہی حسن کو پیدا کر لیتا ہے عشق محتاج حسن نہین ہے اور حُسن محتاج عشق ہے عشق بالذات قائم ہے اور متغیر نہین بلکہ ترقی پذیر ہے اور حُسن بالذات قائم نہین بلکہ ایک صفت عارضی اور متغیر و حادث ہے اگر کوئی یہ کہے کہ حسن ازل مین یہ بات نہین کہ متغیر اور عارضی ہو بلکہ وہ قدیم ہی تو ہم کہین گے کہ حُسن ازلی سے مقابلہ کرتے ہو تو عشق ابدی اوسکے سامنے پیش کرو دیکھو عشق دونا نکلیگا اور حسن صفت لہذا وہان بھی ذات کو تقدم و سبقت ہے اور عشق مین جو صفات ہین وہ حُسن مین نہین مولانا فرماتے ہین ؎ شاد باش ای عشق خوش سودای ما ✤ ای طبیب جملہ علتہای ما ✤ ای دوای نخوت و ناموس ما ✤ ای تو افلاطون و جالینوس ما ✤ اور اردو مین کسی نے کہا ہے ع ہر چیز مین لذت ہے اگر دل مین مزہ ہو - تو بہر صورت عشق تمام صفات پر مقدم ہے سوای علم و ارادہ کے - عشق کے دو نام ہین مجازی اور حقیقی - صاحب عشق ہین عشق اگر اسطرح ہو کہ وہ اپنے عشق اور حسین کے حُسن کی حقیقت سے واقف نہو تو یہ عشق مجازی ہے اور اگر صاحب عشق اپنے عشق اور حُسن کی حقیقت سے واقف ہو تو صاحب عشق حقیقی ہے - اہل مجاز جسوقت عشق اور حُسن کی حقیقت سے واقف ہو جائین گے اوسوقت وہ داخل حقیقت ہو جائین گے اسیواسطے یہ کہا ہے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ -

جاننا چاہیے کہ عشق کے لیے چند امور لازم ہین - اول امید دوسرے کمی امید اگر ان دونون مین سے ایک مین بھی کمی ہوگی تو عشق نرہے گا کوئی عاشق ایسا نہین ہوسکتا جسمین امید مطلق نہو اور نہ کوئی عاشق ایسا ممکن ہے کہ اوسکو پوری امید وصل کی ہو جائے اور پھر بھی عاشق رہے یہ ناممکن ہے عشق حقیقی مین بھی عارف کامل کو ایک فکر و پریشانی [illegible] ہوا اور زیادہ قربت چاہتی ہے لیکن اگر امید ایسی قوی ہو جای کہ عارف [illegible] ہو جا[illegible] تو ایسا ممکن نہین کیونکہ ذات الہی کا کامل عرفان غیر ممکن ہے اور جب پورا عرفان ممکن نہین تو [illegible] حقیقی [illegible] ہو لہذا عارف [illegible] ہر حالت مین عاشق رہتا ہے گو کیسا ہی [illegible] کیا ہو [illegible] اگر قطعی ناامیدی ہو جائے تو بھی عشق نہین رہ سکتا کیونکہ قطعی ناامیدی

Marfat.com

روح کو پسپا کرتی ہے اور عشق سراپا روح ہے لہذا بحالت نومیدی مطلق عشق نہین ہوسکتا
اور روح کو پسپا کرنیسے علاوہ فناے عشق کے دیگر روحانی ناکامیان اور ضرر ہوتے ہین
اسوجہ سے لاتقنطو من رحمۃ اللہ ارشاد ہے ایک گناہ عظیم ہے جو شخص مایوس ہوجاے کیونکہ
وسنے گویا اپنی روح کو پسپا اور بالکل مغلوب کردیا اور مغلوبیت روح بری نفسانی افعال سے
ہوتی تو مایوسی بھی گناہ ہین اون افعال حرام اور خواہشات نفسانی کے مثل ہے ایک حالت
عشق مین یہ بھی لازم ہے کہ عاشق سراپا خواہش ہو جسقدر خواہشین اوسکی پوری ہوتی جاتی ہین
اوسیقدر بڑھتی جاتی ہین ابتدا مین صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہمکو عشق ہوجاے جب عشق
پیدا ہوجاتا ہے تو یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک دفعہ دیکھ ہی لین جب مشاہدہ ہوجاتا ہے تو پھر
دوبارہ دیدار کی خواہش ہوتی ہے یہانتک کہ کبھی دیدار سے سیری نہین ہوتی اور علاوہ دیدار
کے قربت کی خواہش ہوتی ہے جب کسیقدر قربت ہوجاتی ہے تو اور زیادہ قرب ہونیکی
آرزو ہوتی ہے یہانتک کہ وصل کے ارمان ہوتے ہین جب وصل بھی ہوجاتا ہے تو اور زیادہ
وصل کی خواہش ہوتی ہے یہانتک یہ حسرت ہوتی ہے کہ اب ایسا وصل ہو کہ ایکذات ایک
عین ہوجائین اور جزو لایتجزی کی طرح کبھی جدا نہون اگر ایسا ہوسکتا ہے تو عاشق باقی نہین
رہتا بلکہ محبوب مین اسطرح فنا ہوجاتا ہے جسطرح حباب ٹوٹکر دریا مین ملجاتا ہے اوسوقت
قطرہ قطرہ نہین رہتا بلکہ دریا ہوجاتا ہے اور نہ عشق رہتا ہے یعنی عشق کے ذات مین تبدیلی
ہوجاتی ہے اور صرف ذات باقی رہجاتی ہے —

عشق مجازی مین یہ سب درجات نہین ہوتے کیونکہ عشق مجازی مین یہ مرتبہ نہین اور اگر
کسیکو بظاہر عشق مجازی ہو اور یہ مرتبہ فنا حاصل ہوجائے تو وہ عاشق حقیقی ہوجاتا ہے چنانچہ
مجنون کا عشق مجازی نرہا تھا بلکہ حقیقی ہوگیا تھا لیکن صاحب مجازین اوسوقت مادہ عشق
حقیقی باقی نہین رہتا جبکہ وہ وصل جسمانی سے کامیاب ہوجاتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ روح و نفس کا
مقابلہ برابر کیطرح عشق مین بھی رہتا ہے اور روح اپنا وصل چاہتی ہے اور نفس اپنی کامیابی چاہتا ہے

نفس کی کامیابی جسمانی حصل ہے توجب نفس کامیاب ہوجاتا ہے روح مغلوب ہوجاتی ہی
اور اپنے تعلقات جدا کرلیتی ہے اوسوقت صرف نفسانی قوتون کاجوش باقی رہجاتا ہے اور
اگر روح کو غلبہ حاصل ہوجاتا ہے تو نفس مغلوب ہوکر اسقدر کمزور ہوجاتا ہے کہ اوسکا بس
نہین چلتا اور اوسکو اپنی کامیابی کے لیے کسی کوشش کی طاقت نہین رہتی اور عشق حقیقی مین
نفس ابتداہی سے شریک نہین ہوتا یا اسقدر کم ہوتا ہے کہ مثل نہونیکے ہے اور عشق کی تعریف
ہم اوپر بیان کرآئے ہین کہ محض روحانی فعل ہے صرف قوت ماسکہ نہین ہے اور باقی سب
قوتین روحانی اوسمین موجود ہوتی ہین اب رہا یہ امر کہ عشق مجازی کو کیون قسم عشق قرار دیا گیا
ہی اصل بات یہ ہی کہ عشق مجازی کو مجازاً عشق کہا ہی حقیقۃً وہ عشق نہین ہی اور مجازاً اسلیے عشق کہا ہے
کہ اوسکی صورت ظاہری عشق کے ہمشکل ہوتی ہی باطن اوسکا عشق کے باطن سے جدا ہی اور چونکہ
عشق مجازی کے ذریعہ سے عشق حقیقی پیدا ہوسکتا ہے اسوجہ سے اور بھی اوسکو عشق مجازی
کہا کیونکہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ مشہور ہے —

عشق مجازی کی تعریف جو مشہور ہی وہ یہ کہ جو عشق مخلوق کے ساتھہ ہو وہ مجازی ہے اور
جو خالق کے ساتھہ ہو وہ حقیقی ہے اگرچہ یہ تعریف عوام کے نزدیک صحیح اور اونکے لیے مناسب ہے
مگر حقیقۃً یہ تعریف مجاز و حقیقت نہین بلکہ جو تعریف کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہین اور ہماری اوس
تعریف سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مخلوق کے ساتھہ جو عشق ہو وہ مجازی ہوگا صرف اتنی شرط لگانا پڑیگی
کہ اگر عاشق اوسے مخلوق سمجھتا ہو یعنی اوسکی حقیقت سے واقف نہو بہر صورت نفس کی شرکت
عشق مجازی مین ممکن بلکہ ضروری ہے اور نفس کے علاوہ قوائے حیوانی بھی اس عشق مین شریک
ہوجاتے ہین عشق مجازی کا فلسفہ یہ ہے کہ کمال عشق مجازی تین قوتون پر موقوف [illegible]
قوت روحانی دوسری قوت نفسانی تیسری قوت حیوانی یہ تینون روحین ایک ساتھہ شریک رہتی ہین
مثلاً کوئی شخص کسی مرد پر عاشق (مجازی) ہوجائے تو وہ عشق اوس حدتک پہونچ سکیگا جس حدتک
مرد کا عشق عورت کے ساتھہ فریفتگی مین پہونچ سکتا ہی اور تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ دو مردون یا

دو عورتون کا عشق ایسا صادق کامل نہین ہو سکا جیسا کہ یوسف زلیخا اور شیرین سے فرہاد کا
عشق مشہور ہوا ہے اور اگر ہو تو نفس بھی ضرور شریک ہوگا۔ اب رہا یہ امر کہ نفسانی قوت تو
پوری ہو لیکن حیوانی قوت کم ہو یعنی عالم شباب نہو کہ اوسوقت روح حیوانی حد کمال پر ہوتی
ہی چنانچہ فیصدی ایک عاشق بھی بڈھا نہ نکلیگا اسکی وجہ یہی ہے کہ ہر عشق مجازی مین قوای حیوانی
بھی شریک ہوتے ہین ورنہ وہ حد کمال پر نہین پہونچ سکتا تیسری قوت روحانی ہے اگر روحانیت
بھی شریک بلکہ شریک غالب نہو تو عشق کو استقلال نہین ہو سکتا اور عشق جبھی کامل و صادق ہو
جب مستقل ہو اور اگر غیر مستقل عشق ہو تو وہ ایک مرض از قسم مالیخولیا ہے جسکی دوا بھی ہوتی ہے
جسطرح خفقان اور مالیخولیا کی دوائی ہوتی ہین اور یہ قابل علاج ہے چنانچہ اطبا نے
اسکے معالجات لکھے ہین اور روحانی عشق مین استقلال اسوجہ سے ہے کہ عشق روح کا
ذاتی صفت ہے عارضی نہین ہے دوسرے روح کو جبتک بالکل کامیابی نہوجائی یا
ناکامی و مایوسی نہوجائی اوسوقت تک روح اپنے ارادے مین ثابت قدم رہتی ہے
عشق مین روح کو دو مرحلے پیش آسکتے ہین ایک یہ کہ روح پسپا کر دیجائے اوسکی وجہ
صرف یہی ہو سکتی ہے کہ روح حیوانی اور نفس دونون ملکر کامیاب ہو جائین اور روح رہجائے
اور روح مغلوب ہو رہجائیگی اور جب روح اپنے آپکو علیحدہ کر لیگی تو عشق عشق نہ رہیگا بلکہ صرف
ہوا و ہوس (نفسانی اور جوش حیوانی) دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ وہ کامیاب ہو جائے تو روح کی کامیابی
اوسوقت تک جبتک کہ وہ اپنے قالب مین بحیثیت قالب رہتی ہے جب وہ اس قالب کے
حجابات کو رفع کر دیگی اوسوقت تک وہ کامیاب ہو سکتی ہے یعنی روح کو اوسوقت وصل
حاصل ہو سکتا ہے جب وہ حجابات و سیاہی کو رفع کرے اور پھر جب روح واصل
ہو جائیگی تو یہ وحدانیت ہوگی اوسوقت نہ عشق باقی رہیگا نہ عاشق اسیواسطے یہ کہا گیا ہے کہ العشق نار
یحرق ما سوی المحبوب یعنی صرف ذات رہجائیگی اور یہ مقام مجازی مین نہین اسوجہ سے
روح کبھی کامیاب نہین ہو سکتی اور جب تمام عمر کامیاب نہوگی تو تمام عمر اوسکی خواہش باقی رہیگی

Marfat.com

اور یہی استقلال ہے بلکہ اسوجہ سے کہ روح اپنی کامیابی چاہتی ہے اور عشق مجازی مین بھی
روح جزو اعظم ہے تو اگر روح کو جیسا غلبہ قدرتاً عشق مین حاصل ہے ویسا ہی رہے تو روح
اپنی کامیابی کے لیے ایسے جزو کو ڈھونڈھ لیتی ہے جو اوسکے وصل کے قابل ہو یعنی تجلی ذاتی
اور تجلی ذاتی مخلوق مین بھی ہے تو مجاز حقیقت کا زینہ بن جاتا ہے اور اسیوجہ سے کہا ہے کہ المجاز
قنطرۃ الحقیقۃ لیکن عشق مجازی خوفناک اسوجہ سے ہے کہ روح حیوانی و روح نفسانی اور
روح انسانی یہ ہر سہ ارواح اپنی اپنی کامیابی چاہتی ہین اور روح حیوانی و روح نفسانی یہ
دونون چونکہ ایک ہی غرض رکھتے ہین اوسوجہ سے آپس مین مل جاتی ہین اور روح انسانی کو
اپنا زیر دست بنا لیتی ہین اور روح انسانی کی تدبیر ایسی کرتی رہتی ہین کہ جلد کامیابی ہو کر اپنے فریقونکو
[illegible] رہے اسلیے ایک خوفناک عشق ہے اور ہزار عاشقون مین ایک کوئی [illegible] حقیقت تک
پہونچتا ہے ہان اگر مرشد کامل ہو تو وہ [illegible] پوری مدد اور قوت روحانی پونچا کر حیوانی و نفسانی
[illegible] جسطرح عشق مجازی کی ظاہری صورت ہے اوسیطرح عشق حقیقی کی [illegible]
[illegible] وہی راحتین دونون مین ہین مگر ایک فرق
[illegible] وہ یہ کہ عشق حقیقی مین [illegible] رقیب [illegible]
[illegible] عشق حقیقی روحانی [illegible]
[illegible] مین اسیطرح آسکتا ہے جسطرح [illegible]
[illegible] معشوق [illegible] کہ رقیب [illegible]
[illegible] خواہ کوئی [illegible]
[illegible]
[illegible] مطلب [illegible] سرت [illegible]
عاشق [illegible] دوسرون کو [illegible] مجازی [illegible]

[illegible] دل [illegible] | فرماتے [illegible]

فصل ۱۹
حقیقت حُسن

حُسن کی تعریف ہم فصل عشق مین کر چکے ہین مگر جسقدر عشق اور روح کی تین صورتین ہوتی ہین اوسیطرح حسن کی بھی - حُسن صورت ایک تجلی ہی جوکہ باطن سے ظاہر کیطرف ظہور پذیر ہوا سو جہ سے تجلیات تین قسم کی ہین جوکہ مظاہر پر ظاہر ہوتی ہین ایک تجلی روحانی جوکہ جمالی ہے اور ایک جلالی جوکہ نفسانی ہے اور ایک جامع یعنی روح حیوانی کی تجلی انہین سے ہر ایک ظاہر جسد پر ظاہر ہوکر حُسن کہلاتی ہے تشریح اسکی یہ ہو کہ ایک حُسن نور باطنی ہے جوکہ انسان کے چہرے پر ظاہر ہوتا ہے اور ایک حُسن وہ ہے جوکہ اعتدال صحت کی وجہ سے اعضا مین بصورت رنگ و روغن و نقش و نگار و تناسب اعضا وغیرہ ظاہر ہوتا ہے اور زیادہ تر یہی حُسن پایا جاتا ہے کیونکہ روح و نفس کے مختلف تجلیات ہین اونکو مختلف راستے اپنی تجلیات کے مظاہر و ظہور کے لیے فطرت نے دیے ہین مگر روح حیوانی کی تجلیات کا دارو مدار اسی حسن پر ہے اور تیسرا حُسن کبھی خواہشات نفسانی کے جوش سے بھی ہوتا ہے جیساکہ ہم فصل عشق مین مثالاً بیان کر آئے ہین - یہ ہر سہ حسن اقسام حُسن ہین اور انکی ترکیب کے روسے تیرہ[13] طرح کے حسین ہوسکتے ہین - حُسن[1] روحانی - حسن[2] نفسانی حُسن[3] حیوانی - حسن[4] روحانی حیوانی - حسن[5] حیوانی روحانی حسن[6] نفسانی حیوانی حسن[7] حیوانی نفسانی حسن[8] روحانی نفسانی حیوانی - حسن[9] روحانی حیوانی نفسانی حسن[10] نفسانی حیوانی روحانی حسن[11] نفسانی روحانی حیوانی حسن[12] حیوانی روحانی نفسانی - حُسن[13] حیوانی نفسانی روحانی -

مفہوم ان اقسام کا یہ ہے کہ [1] حسن روحانی اوس حسین مین ہوتا ہے جوکہ بظاہر نہایت بدشکل یا ضعیف ہو اور باطن مین نور باطن کی شدت اسدرجہ ہوئی کہ وہ ظاہر جسد پر ظاہر ہوئے بغیر نرہا اور اوسکے فطری اثر سے ہر شخص دیکھکر مطیع و مسخر ہوجاتا ہے اوسکا حُسن حُسن روحانی ہی کیونکہ اوسمین صرف روح کے تجلی نے ظاہر جلد کو رنگا ہی بسبب ضعیفی کے حسن حیوانی نہین ہی اور بسبب تزکیۂ نفس کے حُسن نفسانی نہین ہے [2] حُسن نفسانی یعنی نہ تو روح حیوانی بسبب ضعیفی کے غالب ہے نہ روح انسانی غالب ہی بلکہ نفس کے ہاں ایک

خواہش شہوت وغیرہ نے اوسکی آنکھون مین مستی پیدا کر دی ہو یہ حسن زیادہ عرصہ تک نہین رہسکتا ہی بلکہ بہت ہی تھوڑی دیر کے لیے - جب نفس کامیاب یا پسپا ہو جاتا ہے تو وہ رنگ و روغن کافور ہو جاتا ہی اور سب سے زیادہ کمی قیام اسی حسن مین ہے کیونکہ روح حیوانی کو استقلال و قیام نفسانی سے زیادہ ہی اور روح انسانی کو روح حیوانی سے بھی زیادہ ہے ۷ حسن حیوانی یہ حسن صرف عالم شباب مین ہوتا ہے عناصر یا اخلاط کے اعتدال مزاجی سے یہ نوجوانی مین ایک خوبی پیدا ہو جاتی ہی اعضا مین تناسب اور سڈول اور جامہ زیبی و رعنائی اور جلد پر چمک دمک اور ایک قسم کی دُہنیت اور ناک نقشہ کی درستی رنگ کی صفائی اسی حسن پر موقوف ہی جس شخص مین صرف یہی حسن ہوتا ہے وہ عالم شباب تک حسین رہتا ہے اوسکے بعد اور اوس سے پہلے حسین نہین ہوتا اسکی نسبت کسی نے کہا ہی ؎ جوانی جس کسیکی ہو بھلی معلوم ہوتی ہی اور اسیکی تعریف کمال مین یہ شعر بھی ہے

اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی	اک ادا مستانہ سر سے پانون تک چھائی ہوئی

۸ حسن روحانی حیوانی - یعنی روح انسانی اور روح حیوانی دونون کے تجلیات ظاہر ہون مگر روح انسانی کی تجلی غالب ہو ایسا حسین اگر ادھیڑ بھی ہو جب بھی حسین رہتا ہی اور ایک دلکشی باقی رہتی ہے بخلاف اسکے ۹ حسن حیوانی روحانی مین روح حیوانی غالب ہوتی ہی روح انسانی پر اور روح حیوانی کی تجلی کا عنصر زائد ہوتا ہے اور جب ادھیڑ یا ضعیف ہوتا ہے اور روح انسانی اوسی مقدار پر رہتی ہی تو حسن مین بہت زیادہ کمی ہو جاتی ہی ۱۰ حسن نفسانی حیوانی یعنی عالم شباب بھی ہو اور نفسانی شراب کے نشہ مین بھی چور ہو ان دونون جنون کے جمع ہونے سے دلکشی کا مادہ زیادہ پیدا ہو جاتا ہے اور اکثر اہل دنیا اسی حسن کے مبتلا ہوتے ہین اور چونکہ اس حسن کی حقیقت کے عالم و عاقل نہین ہوتے یہ علم الیقین اوکو نہین کہ قدر قیام اس حسن کو ہے اسوجہ سے عاشق مجازی ہوتے ہین یہ حسن حیوانی نفسانی یہ حسن دلکشی مین نمبر ۶ سے بھی زیادہ ہی کیونکہ جوہر شباب یعنی روح بدرجہ کامل ہو اور جسوقت وہ شہوت مین مست اور اوسکے نشہ مین

چاہو ہوا اس وقت اوس سے بچنا زاہدوں اور عالموں کا بھی کام نہین بلکہ صرف [illegible] جسے خدا بچائے اور اہل اللہ چونکہ اسکی حقیقت سے واقف ہوتے ہین اور وہ خود غالب حسن رکھتے ہین اسلیئے روح انسانی کی تجلی ہی اسوجہ سے [illegible] ہین ایک بندی سالک [illegible] جانیکا اتفاق ہوا وہان ایک مورت رکھی تھی اوسکو [illegible] آئین ایک عورت یہ حسن بدرجہ کمال رکھتی تھی بس عاشق ہوگئے اور [illegible] غش سے افاقہ ہوا اور اوس سے دریافت کیا تو معلوم ہوا [illegible] عورت وہین بیٹھ گئے اور ایک سال [illegible] اور اوسکے ہمراہ ہولیئے جب اوسنے [illegible] بڑھایا تو وہون نے اوس عورت سے کہا کہ حسن کو دیوی [illegible] کھولدیا یہ حیرت [illegible] دیکھا وہ عورت ڈرگئی اور غش کھا کر گر پڑی [illegible] ضبط ہوسکا اور [illegible] الیہ ہی چاہا کہ اوسے آغوش مین لیکر [illegible] نفسانی کو وصل [illegible] کامیاب کرین فوراً مرشد کامل [illegible] مین آگئے [illegible] لیا یا تو بتا کہ اوس عورت کے مرشد کو [illegible] انسانی مغلوب ہوجاتی اور کبھی غالب [illegible] حسن کی کشش سے بچنا محال ہوجاتا ہے [illegible]۔

یہ حسن روحانی نفسانی حیوانی ۔ اس حسن کا [illegible] دونون کے تجلیات اور ساتھ ہی روح حیوانی [illegible] ہمیشہ ہر وقت [illegible] کوئی خاص موقع ایسا ہوسکتا ہے وجہ اسکی [illegible] روح انسانی غالب ہوگی [illegible] نفسانی کا [illegible] ہوگا اور اس حسن کی [illegible] ہے کہ روح انسانی غالب ہو اور نفسانی بھی ہو اور حیوانی بھی مگر حیوانی سے نفسانی زیادہ [illegible] البتہ ایک صورت [illegible] باطن اہل اللہ بھی [illegible] کسی وقت مائل ہو اور اس [illegible]

تو اوس وقت البتہ حسن اوسکو ہو سکتا ہے اور نفسانی تجلی ظاہر ہو سکتی ہے ورنہ اور کوئی صورت [illegible] نفسانی تجلیات کی اوس مین نہین ہے کیونکہ غلبہ روح انسانی نہین ممکن۔

۵ حسن روحانی حیوانی نفسانی۔ یعنی روح انسانی کی تجلیات زیادہ ہون اور حیوانی [illegible] یعنی عالم شباب بھی ہو اور کسیقدر [illegible] تجلیات کا بھی ہو گو وہ جائز طور پر ہو اگرچہ یہ [illegible] ممکن الوقوع کم ہے مگر بہ نسبت حسن [illegible] کے زیادہ ممکن ہے اسیوجہ سے دو صورتین حسن کی نکال ڈالی گئین اور وہ یہ ہین حسن روحانی نفسانی حسن انسانی روحانی یعنی تجلیات روح انسانی غالب ہوں اور کسیقدر تجلیات نفسانی بھی ہوں اور تجلیات نفسانی [illegible] ہوں اور کسیقدر تجلیات روحانی بھی ہوں اگر یہ دونون نکالی جائین تو پندرہ قسمین حسن کی [illegible] انکو اوس واسطے [illegible] داخل کیا [illegible] عالم شباب موجود نہو یعنی ضعیف یا نا بالغ ہو اور [illegible] روح انسانی [illegible] غالب [illegible] ہو تو ایسی حالت مین نفسانی شہوات کا گذر کیونکر ہو سکتا ہے [illegible] اگر روح حیوانی [illegible] نفسانی تجلیات کا اوس شخص مین ہونا [illegible] روح انسانی غالب ہے تو یہ [illegible] کسی خاص وقت کے لیے مخصوص ہو [illegible] روح حیوانی فطرۃ خواہشات نفسانی کی محرک ہے اور اس فطرت کا روکنا متوسطین [illegible] کا نہین [illegible] کا کام نہین ہان یہ ہو سکتا ہے کہ [illegible] نفسانی کا ظہور [illegible] طور پر ہو اور جو ایسا کرے [illegible] انسان کامل ہے اور ایسا [illegible] ہی اشرف المخلوقات ہے اور ملائکہ سے بہتر ہے چنانچہ تمام اولیاء اللہ [illegible] ایسے ہی ہوتے ہین۔

۶ حسن انسانی روحانی حیوانی۔ یعنی [illegible] نفسانی غالب ہون اور [illegible] انسانی غالب ہو اور عالم شباب [illegible] ہو مگر ان دونون [illegible] بعض نفوس فطرۃ پاک [illegible] اور [illegible] روح انسانی [illegible] غالب [illegible] طبیعت خراب ہو گئے ہین اور [illegible] نفسانی [illegible] تحریک [illegible] ہو رہی ہے اسوجہ سے [illegible] [illegible] وہ فطری مادہ روح انسانی غالب نہین ہو سکتا اگر [illegible]

مادہ روح انسانی غالب ہونا چاہتا ہے اور عالم شباب کا حسن بھی کسیقدر ہے تو وہ اس صورتین داخل ہونگی
۱۱ حسن نفسانی حیوانی روحانی - یہ حسن اون لوگون مین ہوتا ہے جنمین زیادہ غلبہ نفسانی
تجلیات کا ہے اور اوس سے کم اعتدال مزاجی کی خوبیون کا اور اوس سے کم روح انسانی کا
یعنی انکی فطرت مین اگرچہ روح انسانی عالم شباب سے پہلے بہت قوی تھی مگر اب روح حیوانی
اور نفسانی سے اسقدر مغلوب ہوگئی ہے کہ سب سے بچھڑ گئی ہے -
۱۲ حسن حیوانی نفسانی روحانی - صنف ۱۲ اور ۱۳ مین فرق صرف اتنا ہے کہ اوسمین
عالم شباب کی وجہ سے اعتدال مزاجی کا حسن غالب ہوتا ہے اور اوسمین نہین ہوتا
۱۳ حسن حیوانی روحانی نفسانی - یعنی عالم شباب کا حسن غالب ہو اور روح انسانی کے
تجلیات اوس سے کم ہون جیسا کہ بعض لوگون کو ہوتا ہے اور نفسانی تجلیات ان دونون سے کم ہون
یہ تیرہ ۱۳ اقسام حسن کے جو بیان کیے گئے انکے علاوہ سوای اون دو صورتون کے اور کوئی
قسم حسن کی نہین اب عشق جو ہوتا ہے تو اوسکی صورت یہ ہوتی ہے کہ یہی اقسام عشق کے
فرق صرف اسقدر ہے کہ حسن کے تجلیات ظاہر جسد پر ہوتے ہین اور قوت متمسکہ و جاذبہ
دونون بشدت ہوتی ہین اور عشق کے تجلیات مین قوت متمسکہ بالکل نہین ہوتی اور جاذبہ
کم ہوتی ہے اور متحرکہ عظیم ہوتی ہے مادہ حسن و عشق دونون کا ایک ہی ہے تو جس قسم کا حسن
ہوگا جب اوسکے مقابل مین اوسکے مناسبت کے ساتھ وہی صنف عشق آئیگا حسن ہم مادہ
و ہمجنس ہونے کی وجہ سے مائل بجذب ہوگا اور عشق محرک ہو جائیگا کہ وہ اوسکی طرف مائل ہو
یہی وجہ ہے کہ لیلی پر سوا مجنون کے اور کوئی عاشق نہوا یا اگرچہ حضرت یوسف کا حسن مقبول عام تھا
مگر جو کیفیت حضرت زلیخا کی ہوئی وہ کسی اور کی نہوئی کیونکہ حضرت زلیخا مین تو اصلی مادہ بصورت
عشق تھا اور ان ۱۳ اقسام کی ہزارون صورتین نکلتی ہین کیونکہ مناسبت تام اوسوقت ہوسکتی ہے
جب مقدار بھی مناسب ہو مثلاً جسقدر فرق ہر سلسلہ ارواح کا جس شخص کے حسن مین ہوا وسیقدر ان
عاشق کے مادہ مین ہونا چاہیے ورنہ حسن قوت جذب مین کامیاب نہوسکیگا اور عاشق کا

Marfat.com

عشق شوق یا دلچسپی سے زیادہ نہو سکے گا اگر کوئی وزنی چیز یہ ہر ایک روح فرض کریجاے
تو ہم یون کہین گے کہ ایک رتی کا بھی فرق ان ہر سہ ارواح کی بابت عشق وحسن مین نہونا چاہیے
جس وزن پر جو روح حسن مین ہو اوسی وزن کے موافق عاشق مین اوسکا مادہ ہونا چاہیے
اور تمام دوستیان بھی انھین مناسبتون کی وجہ سے ہوتی ہین ایک شخص کے دس دوست
ہین اور وہ ایک سے بہ نسبت اورون کے زیادہ محبت رکھتا ہے اسکی وجہ یہی ہوتی ہے
کہ اسکے ہر سہ ارواح مین اسکے مناسب اوزان ہین اور باقی دوستون مین تھوڑا تھوڑا فرق ہے -
شیرین کو بہت آدمیون نے دیکھا مگر عشق صادق فرہاد ہی کو ہوا کیونکہ شیرین کے حسن مین ہر سہ
ارواح کا وزن جسقدر تھا اوسیقدر فرہاد مین ہر سہ ارواح کا وزن تھا یا ایک خاص مناسبت
مقداری دونون مین واقع تھی تمام ارواح مین جسکے یہان جو وزن ہوتا ہے اگر دوسرے مین بھی
اسیطرح ہی وزن ہو تو اوسکے ہمشکل ہم مزاج ہو حالانکہ دنیا مین دو آدمی بھی ہم مزاج ہمشکل
اور ہر امر مین مساوی نہ نکلینگے تو ایک خاص مقدار وزن کی مناسبت کے لیے ہونا چاہیے
اور برابر وزن ہونیسے میری مراد یہی ہے کہ مناسب وزن خواہ برابر ہو یا کم وبیش اور بغیر اسکے
نہ حسن کھینچ سکتا ہے نہ عشق کھینچ سکتا ہی - مقناطیس لوہے کو کھینچتا ضرور ہے مگر ہر وزن کے
لوہیکو نہین کھینچ سکتا بلکہ اوسکی قوت کے اندر جو اوزان ہونگے اونکو کھینچ لیگا - مقناطیس
اور جذب حسن مین یہ فرق ہی کہ کم مقدار کو بھی نہین کھینچ سکتا اور زیادہ کو بھی نہین بلکہ ایک
مناسب مقدار ہی اور چونکہ قوای روحانی مجسم ومقداری نہین ہین اسلیے کسی طرح یہ ظاہر نہین ہوسکتا
کہ کونسی روح کسکے لیے کس مقدار مین ہونی چاہیے - اور کبھی ضروریات ظاہری یا محاسن ا...
حسن ظاہری پر غالب آتے ہین مثلا ایک شخص کے چار دوستون مین اوسکا ایک دوست
اوسی مقدار کا حسن رکھتا ہے جو اوسکے لیے بوزن مناسب ہی اور دوسرا دوست حسن تو اوس
مناسب مقدار کا نہین رکھتا مگر چند امور علاوہ حسن کے اوسمین ایسے ہین جسکی طرف وہ مائل ہو گیا ہے
اور اوس حسین کیطرف اسقدر مائل نہین ہی اور وہ امور محاسن باطنی یعنی از قسم احسانات ہون

Marfat.com

یا محبت و عشق ہو۔ بعض موقعون پر یہ ثابت ہوا ہی کہ عشق مین حسن سے زیادہ کشش ہی-
حسن کا اثر دو طرح سے ظاہر ہوتا ہے ایک تو مجرد دیکھنے کے عشق ہو جانے کے دوسرا صحبت
و معاشرت سے جس حسن مین روح حیوانی و نفسانی کا حصہ جسقدر زیادہ ہوتا ہے اوسمین
اوسیقدر یہ مادہ ہوتا ہے کہ دیکھتے ہی کوئی اوسپر عاشق ہو جاتا ہے اور جسمین روح انسانی کا
مادہ زیادہ ہوتا ہے اوسکے ساتھ صحبت و معاشرت سے محبت ہو جاتی ہے اور جو عشق کہ
روح حیوانی و نفسانی کی تجلیات پر ہو وہ غیر مستقل ہے اور جو روح انسانی کی تجلیات سے ہے
وہ مستقل ہوتا ہے اور اس استقلال کی توجیہ و تشریح فصل عشق مین ہو چکی ہے -

جسکی فطرت مین روح انسانی کا مادہ زیادہ ہے اوس سے اولیاء اللہ کو ایک خاص محبت
ہوتی ہے کیونکہ جو چیز اونھون نے حاصل کی ہے اوسے جب وہ کسی مین دیکھتے ہین تو
بہت خوش ہوتے ہین اور یہ یا تو اوس عالم مین ہوتی ہے جسکے اخلاق کو علوم نے درست
کر دیا ہے اور یا اوس شخص مین جسکو خدای تعالی اپنی قدرت کاملہ سے عطا کرے - اور
علاوہ اولیاء اللہ کے ایسا شخص ہر دل عزیز ہوتا ہی اور جو کوئی اس سے زیادہ صحبت رکھتا ہی
اوسکو زیادہ محبت ہو جاتی ہے -

فصل ۳۰
وحدۃ الوجود

اس مسئلہ مین بہت سی پیچیدگیان ہین اور اکثر بزرگون نے اسکو
لکھا ہی بعض نے تو صفائی سے لکھا ہی بعض نے مصلحتاً کچھ پوشیدہ رکھا ہی اور بعض نے
بالکل چھپا ڈالا ہی تا نہ جہلا گمراہ ہون درحقیقت اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ عوام مین ظاہر کرنا
نہایت خوفناک ہے اور اکثر مبتدیون کو بھی اس سے ضرر پہونچتا ہے مگر اب جبکہ عام و خاص
سب ہی اس مسئلہ سے واقف ہو گئے ہین اور غلط واقفیت رکھتے ہین ضروری تشریح
کر کے غلط فہمی رفع کرنا چاہئے یہ قول کہ ہر چیز خدا ہے بہت سے وجوہ سے غلط ہے اور نہ
وحدۃ الوجود کا یہ مفہوم ہے کہ ہر شئی کو خدا کہو کیونکہ خدا کا اطلاق صرف اوسی ذات پر ہو سکتا ہی
جو ہمہ صفت موصوف ہو اور عوارض سے پاک ہو یعنی متغیر و حادث و مجسم و فانی وغیرہ نہ ہو

Marfat.com

گو حقیقت ہر چیز کی خدا ہے اور سوای اوسکے کوئی چیز فی الحقیقۃ موجود نہین چنانچہ انسان کی ہر صفت کو انسان نہ کہین گے خصوصًا صفت عارضی کو بلکہ انسان کے تمام ذاتی صفات کے مجموعہ کو انسان کہہ سکتے ہین یہی کیفیت مخلوقات کی ہے کہ خدا کی صفات نے اپنے اپنے مظاہر قائم کیے ہین اور بعض اشیا مین اوسکے صفات زیادہ ہین بعض مین کم اور انسان جملہ صفات کا مظہر ہی تو گو صفت ذاتی باعتبار حقیقت ذات ہو تاہم ہر صفت پر اطلاق ذات کا ہونا اور اوسکو ہر صورت سے ذات کہنا غلط ہے مثلًا کاغذ گو حقیقت مین گھانس ہے لیکن کاغذ کو مطلق گھانس کہنا بالکل بے انصافی ہے اور اگر ایسا ہوگا تو ایک بہت بڑی بے انصافی اس مسئلہ مین لازم آئیگی کہ تجلی ذاتی نے جس منشا سے کثرت دکھائی ہے وہ منشا فوت ہو جائیگا اور ایک نقص یہ بھی پیدا ہو جائیگا کہ فرق مراتب کا بالکل رفع ہو جائیگا اور جب فرق مراتب نرہیگا تو قربت کا [illegible] معدوم ہو جائیگا اور جب قربت کا [illegible] تو اوس خیال کا شخص ہمیشہ خدا سے [illegible] رہیگا اور [illegible] عذاب ہوگا ملاوہ ان نقائص کے ایک [illegible] غلط [illegible] کا اندیشہ تھا اور اوسکا ظہور برابر ہو رہا ہے ہر ایک ظاہر پرست فقیر اور باطنی شیطان اپنے آپکو خدا کہتا ہے اور یا ہر چیز کو خدا کہکے اپنے معلومات کا عوام مین اظہار کرتا اور اپنے آپکو خدا رسیدہ دکھاتا [illegible] اس مضمون کو دیکھ وہ یاد رکھین کہ ایسے لوگ [illegible] نہین [illegible] شیطان ہین جو بغیر تحقیق و تفصیل کے ہر چیز کو اپنے آپکو خدا کہتے ہین کیونکہ جو شخص [illegible] ہوا اوسکو [illegible] عرفان نہین بلکہ عین جہل ہے مثلًا بادشاہ و رعایا خواہ رعایا مین چمار ہو یا بھنگی [illegible] حقیقۃ انسان ہین لیکن دونون کو ایک [illegible] کہنا یہ سخت جنون ہوگا یقینًا بادشاہ اپنے مرتبہ کے اعتبار سے بادشاہ [illegible] اعتبار سے چمار ہے دونون کو اس حیثیت سے انسان [illegible] گمراہی اور جہالت ہے اور یہ جو لوگون نے بزرگون کی زبان سے [illegible] ہر کہ آید پیش من رازم توئی [illegible] ہمہ [illegible] بھی پائی جاے [illegible]

Marfat.com

وہ اس کلمہ کو نہیں کہسکتا ہے ایک وجہ یہ کہ کمال عشق کی وجہ سے ذات کا دائمی تصور ہو اور جب ذات کا دائمی تصور ہوگا تو صفات نظر انداز ہو جائین گے لہذا اعتبارات وعوارض جسقدر ہین یہانتک کہ خود اپنی صفات بھی فنا ہو جائینگی اوسوقت صرف حقیقت کا مشاہدہ اور اوسکا اظہار صحیح ہوگا اور جو شخص حقیقت تک پہونچا بھی نہین صفات ہی مین ڈانواڈول ہے اور صفات کو فنا کرنا تو ایک طرف صفات کی حقیقت ہی کا مشاہدہ نہین کرسکا ہے اور سُنی سنائی کہتا ہے وہ انا الحق کہنے والا کافر ہی اگرچہ مجنون لیلی کی حقیقت سے واقف ہو یا نہو مگر دائمی تصور نے اوسکو ایسا فنا کردیا تھا کہ سوای لیلی کے وہ اپنے آپ مین کسیکو نہ پاتا تھا اوسوقت اوسکا انا لیلی کہنا بیجا نہوگا کیونکہ وہ سوای لیلی کے کسیکو دیکھتا ہی نہین ہر چیز کو بھول گیا ہے تو اگر اوسکی تقلید کرکے کوئی شخص اپنے آپکو لیلی کہے وہ مجنون تو نہین صاحب جنون ضرور ہے بلکہ کوئی اور شخص خود اوسکو لیلی نہین کہسکتا اسیطرح ہر ایک جاہل اور بے عقل اور غیر عارف اپنے آپکو یا کسی شئی کو خدا کیونکر کہسکتا ہے ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ علاوہ دائمی تصور کے عین ذات کا مشاہدہ کر رہا ہو اور جب ذات کا مشاہدہ اسطرح ہو کہ صفات کی طرف بالکل توجہ نہے تو اوسوقت اگر اتنا ظرف نہین رکھتا کہ پوشیدہ اس راز کو کرسکے تو وہ ضرور ہر چیز کو خدا کہیگا اور وہ معذور ہی بلکہ یہ دونون شخص معذور ہین اور جو شخص معذور ہو وہ بسبب عذر کے ایک معقول وجہ رکھتا ہے یا یون کہا جائے کہ عوام تو اندھے ہین اور اہل مشاہدہ واہل تصور بینا ہین بینا دوڑ کے چلسکتا ہی اندھا اگر اوسکی تقلید مین دوڑیگا تو اوسکا کیا حشر ہوگا یہی حال جہلا اور عوام کا ہی کہ اندھے ہین اور گمراہ ہین مگر ادعای بصارت کیواسطے ہر چیز کو خدا کہتے ہین تاکہ لوگ کامل سمجھین۔

مسئلہ وحدۃ الوجود بھی اون مسائل مین ہی جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین بیان کرنے سے سمجھہ مین نہین آسکتا اور نہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ دلائل سے ثابت کردیا جای گو یہ بھی ممکن ہی کہ فلسفہ جب کمال کو پہونچتا ہے اوسوقت حقائق کا علم ہو جاتا ہے مگر کمال فلسفہ بھی یہی ہے کہ آخر مین

Marfat.com

سوای خاموشی کے اور کچھ نہین یہ ایک ایسی چیز ہی کہ زبان وقلم سے تعلق نہین رکھتی بلکہ دیدۂ دل سے
وجود جسطرح ہر شئی مین ہی اور کوئی شئی وجود سے خالی نہین اسی طرح کوئی شئی ذات احدیت واحدیت
سے خارج نہین ہوسکتی اور وجود ایک مطلق ذات ہے نہ اسکے حصے ہوسکتے ہین نہ اس سے جدائی
ہوسکتی ہے بلکہ کوئی شئی حقیقت مین کچھ نہین ہے مگر وجود ہی اور گو لفظ وجود کا اطلاق مطابقت
کے ساتھ ذات سبحانہ تعالی عما یصفون پر نہوسکے مگر اس لفظ سے بہتر کوئی اور لفظ مشہور نہین جسکے
ذریعہ سے اظہار کیا جائے کیونکہ لیس کمثلہ شئی نے بتا دیا ہے کہ کوئی مثال ہم اوسکی ذات کے لیے
ایسی نہین دیسکتے جس سے ناواقف سمجھ جائے کہ وہ ذات ایسی ہے تاہم لفظ وجود کا مفہوم مطلق
کچھ کچھ اوسکے قریب پہونچتا ہے اور جسکو نور عرفان کی مدد پہونچتی ہی وہ سمجھ سکتا ہے ورنہ جاہلون
اور کم عقلون کا یہ کام نہین کہ ان مسائل کو جو کہ اسرار حقیقت سے ہین سمجھ جائین۔

وجود مطلق نہ کلی ہے نہ جزئی ہے بلکہ بسیط ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے بلکہ ازلی اور قدیم ہے
ہر صفت مین وہ موجود ہی اور ہر ذات مین موجود ہی جسمین وجود نہوگا وہ فنا ہوجائیگی اور
جن اشیا کا وجود خارج مین نہین بلکہ ذہن مین ہے وہ بھی اس سے علیحدہ نہین یہانتک کہ اگر
عدم مین وجود نہ مانا جائے تو عدم بھی نہین لہذا وجود کی اس یکتائی کو کہ سوای اسکے کوئی
اور شئے حقیقت مین پائی نہین جاتی وحدۃ الوجود کہتے ہین اب اس وجود مطلق نے مختلف
شکلین اختیار کین جسطرح سمندر لہرین لے اور حباب پیدا ہو تو یہ امواج وحباب گو حقیقت مین
غیر سمندر نہین اور اوسی سے پیدا ہوے اوسی مین پھر ملجائین گے مگر وجود نے جو یہ مختلف
شکلین اختیار کرلین ہین یہ اوس وحدت کی کثرت ہے اور ظہور صفات اور تعینات اسما
اور اوسیکو موجودات عالم کہتے ہین اور یہ سب متغیر وحادث اور فانی ہین اور اگر یہ شکلین
مختلف نہوتین تو ذات کے صفات نہ ظاہر ہوتے اور جب ایسا نہوتا تو عرفان ذات بھی نہوسکتا
اگرچہ کما حقہ اب بھی نہین ہوسکتا مگر جسقدر اب ممکن ہی پہلے اتنا بھی نہوتا اور یہ عرفان کا ذریعہ
ہمارے لیے نہین بلکہ خود ذات کو یہ منظور ہوا کہ وہ اپنا عرفان آپ کرے دیکھو حدیث قدسی

Marfat.com

احببت ان اعرف فخلقت الخلق اگر ہم خود اوسی سامان عرفان مین کے ایک جزو قلیل ہین تو
ہمکو بھی یہ موقع دیا گیا کہ ہم بھی اوس کا عرفان حاصل کرین کیونکہ ذات کا جو مقصود و منشا ہی
وہ اوس جگہہ پایا جائیگا جہان ذات کا وجود ہے اور چونکہ ذات کا وجود ہر موجود مین ہے
اسلیے بقدر حیثیت ہم مین سے ہر ایک کا مقصود اصلی عرفان ہونا چاہیے مگر بعض انسان
ناخلف کو اعتبارات ظاہری نے بھلا دیا ہے کہ ہم کون ہین اور کسلیے ہین اور اب کس حالتمین
ہین اور انسان کامل کو عرفان ذات اسیوجہ سے ہوتا ہے کہ وہ بھلانے والی چیزون کو بھلا دیتا ہی
اور اسلیے زیادہ عرفان انسان کامل ہی کو بہ نسبت ملائک کے ہوسکتا ہے کیونکہ خود انسان کو
مجموعہ ہر صفت و ذات بنایا ہے اور عرفان کے سب صفات خود اوسمین رکھدیے ہین تو
جب انسان اپنی حقیقت سے واقف ہوجائیگا اوس درجہ وہ کمال عرفان حاصل ہوگا جس سے
زیادہ ناممکن ہے اسلیے ارشاد ہوا ہے من عرف نفسہ عرف ربہ حباب اگر اپنی حقیقت کے
پہچانے تو دریا ہے ورنہ نہایت ذلیل و فانی شئی ہے انسان جب اپنی حقیقت کو پہچان لیتا ہے
تو اسقدر جلیل القدر ہے کہ ملائک تک اوسکو سجدہ کرین اور جس ملک نے سجدہ نکیا وہ کافر ہوگیا
اور یہ عرفان آدم کو خدا نے علم کے ذریعہ سے دیا تھا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا جو تعینات
و اسما و صفات و مظاہر فرشتون سے پوشیدہ تھے وہ بھی آدم کو معلوم کرائے گئے اور
اونکی حقیقت سے بھی واقف ہوگئے کیونکہ وہ سب آدم مین موجود تھے فرشتے اگر نامرتے لئے
جب بھی حق الیقین کے مرتبے پر نہ پہونچ سکتے تھے کیونکہ ملک مین جملہ صفات کی تجلیات
نہین ہین ۔ اور چونکہ ذات کا وجود ہر شئی مین ہے اسلیے بقدر حیثیت صفات ہر شئی عارف ہے
گو عارف کامل نہو وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ سے ظاہر کہ جو شئے بظاہر بیجان ہے وہ بھی
خالی از ذات نہین اور جب ذات وصفت دونون موجود ہین تو ضرور ہے کہ صفات ذات
کیطرف متوجہ ہون اور جب اس توجہ مین صفات کو یہ علم ہوگیا کہ ہم کون ہین اور یہ کون ہی
تو یہ مجموعہ صفات سربسجدہ ہوجائیگا کیونکہ عرفان حاصل ہونیکے بعد خودداری نہین ہوسکتی

اور یہی فلسفہ عبادت کا ہے جانور اون چیزون کو دیکھتے ہین جنھین ہم ایسے انسان اونھین نہین دیکھسکتے اور اگر وہ نہ دیکھین اونکو تو عرفان ادنی سے بھی ادنی ہو کیونکہ انسان [illegible] سب کچھ ہے وہ جب اپنے آپکو دیکھ کے عرفان کامل تک پہونچ سکتا ہے [illegible] یہ مرتبہ کہان حاصل ہو لامحالہ اونکی نظر وسیع ہونی چاہیے مگر جو انسان کامل ہو جاتا [illegible] ذات وصفت کا پردہ نہین رہتا کوئی صفت اور مظہر اوسکی حقیقت مین نظر [illegible] بہرصورت جملہ اشکال مختلف خواہ وہ خارج مین ہون یا ذہن مین درحقیقت [illegible] اور وہ موصوف بصفات ہین اور تشخص کے لیے موسوم بہ اسما ہین اور مراتب [illegible] کے لیے مقسوم بہ اقسام ومتکیف بکوائف ہین اور یہی فرق مراتب موضوع قانون الٰہی ہے کیونکہ یہ زینہ ہے عرفان کا اگر آخری زینہ کو پہلا زینہ سمجھ کر قدم بڑھایا تو ٹانگین چر جائینگی [illegible] بھر کے کوٹھے پر پہونچنا چاہا تو ہڈیان چورہ ہوجائینگی ع گر فرق مراتب نکنی زندیقی [illegible] ذریعہ صرف یہی ہے کہ فرق مراتب کے اس زینہ کے نمبرون کا خیال رکھے جسکے ساتھ جو برتاؤ کرنا چاہیے وہ برتاؤ کرے اور جس سے جو اثر لینا چاہیے وہ اثر لے اور اسیکے قواعد مدونہ کو کلام الٰہی اور اسکے لانیوالیکو رسول اور ماننے والونکو اُمّت مرحومہ کہتے ہین۔ تو وحدت نے اپنی کثرت دکھائی اور ذات نے اپنے مظاہر قائم کیے اور مظاہر صفات ہین اور اکثر صفات عین ذات ہین مگر فرق مراتب صفات سامان عرفان ہین جزو اعظم ہے یہ مسئلہ بہت طویل ہو ایک ادنی شمہ وہ بھی تمہید لکھکر ختم کردیا کیونکہ اس ایک رسالہ مین سب حقائق بتمام وکمال بالتشریح کیونکر سما سکتے تھے۔ شعر

یہ فیض عشق تھا لاکھون سما گئے ارمان	وگرنہ اتنون کا دل [illegible] نہ تھا

فصل ۲۱ شہود

اہل شہود اس امر کے قائل نہین کہ خلاق ومخلوق کی نسبت مثل موج اور دریا کے ہے بلکہ اونکا مقولہ ہے کہ مخلوقات ایک پرتو ہے تجلی ذاتی وصفاتی کا جسطرح آفتاب اور اوسکی دھوپ کہ دھوپ عین آفتاب نہین اور جس طرح

Marfat.com

ہر شئی آفتاب کے جلوے سے روشن ہے اوسی طرح وجود ذات باری سے ہر شئی موجود ہے یعنی یہ کہ خالق و مخلوق کو متحد الحقیقت نہین مانتے بلکہ محض علت و معلول اور ایسی علت جو کہ اوسکے جنس سے نہو اور پھر غیر بھی نہو جیسے آفتاب اور اوسکی دھوپ کہ یہ دونون نہ تو حقیقت ہین متحد ہین اور نہ آپسمین ایک دوسرے کے غیر ہین اگرچہ اسمین بہت سی خرابیان عقلی پیدا ہوتی ہین مگر ہمنے رد و قدح پر قلم نہین اوٹھایا ہے بلکہ اظہار حقیقت پر اور حقیقت اس ارشاد کی یہ ہے کہ جن بزرگون نے یہ فرمایا ہے وہ دو قسم کے ہین یا تو بمصلحت اونھون نے ایسا بیان کیا ہے تاکہ فتنہ نہ پھیلے اور واقعی یہ مصلحت اونکی حق تھی کیونکہ جب سے وحدۃ الوجود کا اظہار ہوا اوسوقت سے کلمات کفر و ضلالت کی تعداد مین جہلانے اضافہ کردیا اگر سب اسی مصلحت پر چلتے اور سر حقیقی کا افشا نکرتے تو آج ہر کافر انا الحق نہ کہتا اور اس یوسف حقیقی کی بازار مجاز مین لے دے نہوتی مگر یہ امر شدنی تھا اور کیون نہوتا اور ہر ظہور حق ہوا اور ہر اظہار باطل جلال اور جمال کا ساتھ ہے دوسرے قسم کے وہ بزرگ ہین جنکو عرفان اس حد تک ہوا کہ اونھون نے متحد الحقیقت نہ دیکھا اب دونون مین امتیاز اونکے مراتب سے ظاہر ہوسکتا ہے کامل و ناقص چھپا نہین رہتا ۔ اعتراضات جو اہل شہود کی طرف سے اہل وجود پر ہوے اور اہل وجود کی جانب سے اہل شہود پر اور آپسمین مباحثے بلکہ مجادلے جو واقع ہوے اس سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ نہ وہ شہودی ہین نہ وجودی ۔ کیونکہ یہ دونون امور قابل بحث نہین بلکہ متعلق بہ مشاہدہ ہین اور جو گفتگو اسمین کرے وہ خصوصا مباحثے اور مناقشے وہ ہرگز صاحب حال نہین اور صاحب قال ہی لہذا وہ دونون سے خارج ہے اور محض دنیادار ہی مولانا فرماتے ہین ؎ اہل دنیا کافران مطلق اند ۔ روز و شب در ہذق زق و در بق بق اند یہان اہل دنیا سے مراد وہی اہل دنیا ہین جو ادعای حقیقت و معرفت مین زق زق و بق بق کیا کرتے ہین کیونکہ کفر کا اطلاق زیادہ صحیح اونھین پر ہوسکتا ہے جو کہ عارف نہون اور یہ ثابت کرین کہ ہر شئی اور ہم خدا ہین یا یہ کہین کہ ہم دھوپ ہین اور وہ آفتاب ہے ۔

Marfat.com

وہ قطرہ ناچیز و نجس جو دریا سے دور ہو کیونکر انا البحر کہہ سکتا ہے غرض یہ کہ وجود و شہود مین
مباحث کرنا درویشی نہین بلکہ دنیاداری ہے اسمین جو شخص زیادہ خاموش ہے وہ زیادہ
عارف ہے صرف چند کاملین کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ عوام کی غلط فہمی کو رفع کرین
یا مصلحت کے قانون کو زندہ کرین۔

فصل ۲۲ وحدت وکثرت

وحدت وکثرت ہم اوپر کی فصلون مین ضمناً بیان کر آئے ہین مگر اس مقام پر اُسکی تشریح کرتے ہین۔ وحدت سے مراد یہ ہے کہ ذات اُسکی اسقدر یکتا ہے کہ سوائے اُسکے کسی کا وجود باعتبار حقیقت مطلق نہین یعنے وجود مین بالذات یکتا ہے اور کثرت کے یہ معنی ہین کہ اُس ذات نے بصورت صفات اپنے وجود کو بکثرت دکھایا ہے تاکہ جملہ صفات خارج مین بھی موجود ہون اور بظاہر تمام مظاہر جدا جدا معلوم ہوتے ہین یہ کثرت ظہور کثرت کہلائی ہے اُسکی مثال وہی ہے کہ مثلاً عدد ایک کی موجودگی ہر عدد مرکب مین ہے چنانچہ ۸ مین آٹھ جگہ ایک نے تکرار کی ہے اور ۹ مین نو مرتبہ علی ہذا القیاس ہر مجموعہ عدد مین سوائے ایک کے اور کسی شی کا وجود نہین اس ایک کا تن تنہا ہر عدد مین موجود رہنا عین وحدت ہے اور جملہ اعداد کی صورت اور نام علیحدہ ہے کسی کا نام ۲ ہے کسی کا نام تین ہے علی ہذا مہا سنگ تک اعداد ہین لیکن ہر عدد مین ایک ہی نے اپنے مراتب دکھائے ہین تو کثرت اعداد جو مہا سنگ سے بھی زیادہ ہے بلکہ اسقدر اعداد ہین کہ وہ علم عدد اور حد شمار سے باہر ہین اسی کو اننت کہتے ہین یہی حال ذات کا ہے کہ اُسنے اپنی تجلیات کثرت کے ساتھ دکھائی اور ایسی کثرت ہے کہ صرف جہنم مین اتنے آدمی ہونگے کہ وہ شمار اور علم عدد سے باہر ہین اسی طرح اٹھارہ ہزار عالم ہین اور ہر عالم کے ہر جز مین جو افراد و اجزا ہین نہین ہے ہر ایک مین جسقدر ذرات ہین وہ شمار سے باہر ہین غرض یہ کہ کثرت مین وحدت اور وحدت مین کثرت اسی طرح ہے مگر حقیقت کے تحدد نہ ہونے کی بنا پر سب آدمی برابر نہین سمجھ سکتے

مثلاً اگر ہم عدد دو کو بھی ایک ہی سمجھین اور عدد سو کو بھی ایک ہی سمجھین اور ایک کو بھی ایک خیال کرین تو نتیجہ ہمارے خیال کے موافق نہ نکلے گا چنانچہ ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ خدا ایک ہے اور یہ نہین کہہ سکتے کہ خدا دو ہین تو گو دو اور ایک کی حقیقت باطناً ایک ہے مگر فرق مراتب نے نتیجہ مین وہ فرق پیدا کر دیا ہے کہ وہ قول جسمین ایک سے خدا کو منسوب کیا ہو حق ہے اور جس قول مین خدا کو دو سے شمار کیا ہے وہ باطل ہے تو فرق مراتب نے اب یہ حق و باطل کا فرق بہت بڑا فرق ہے دونون ایک دوسرے کی ضد ہین ایک بات صحیح ہے اور ایک غلط ہے صحیح کو غلط غلط کو صحیح حق کو باطل اور باطل کو حق کہنے والا مجنون ہے نہ کوئی اُسکی بات سمجھ سکتا ہے نہ وہ کسی کی بات سمجھ سکتا ہے نہ کوئی کام ٹھیک کر سکتا ہے اگر زہر اور تریاق کو ایک سمجھے گا تو نتیجہ اپنے خیال کے موافق نہ نکال سکیگا جو لوگ صاحب مشاہدہ نہین حقیقت اور معرفت سے بہت دور ہین وہ اگر حقیقت کی گفتگو کرین اور دعوئ توحید کرین تو گمراہی و ضلالت ہے اُنکو نفرا سی ہین سب کہ خدا کو ایک کہین اور مخلوق کو کثیر کہین اسکے علاوہ اگر کچھ بکینگے جہنمی ہو جائینگے اور اگر جہنم کو وہ جنت سمجھتے ہین اور جنت کو جہنم اور جحیم کو کوثر و تسنیم خیال کرتے ہین اور عذاب کو راحت جانتے ہین تو اُنھین اختیار ہے جو چاہین کرین جو چاہین کہین مگر حقیقت کے اعتبار سے بھی وہ باطل و باطل پرست ہونگے اور جلالی ہونگے اور جلال ہی کے سپرد ہونگے اور جب اُنکو روحانی تکلیفین ہونگی تو اُسوقت پچھتائینگے کہ ہمنے ناحق یہ عقیدہ رکھا اُسوقت وہ کہینگے یالیتنی کنت ترابا اور خدائے تعالےٰ نے جابجا باطل پرستون کی مذمت کی ہے اور ان لوگون سے وہ سخت ناراض ہوگا جو کہ جھوٹے ہین اور جھوٹی چیزون کو مانتے ہین لہذا اہل دنیا کو ایسے بنے ہوئے فقیرون سے نہ ملنا چاہیے جو سب کو ایک لکڑی ہانکتے ہین غالباً وہ مان کو مان اور بہن کو بہن نہین سمجھتے ہونگے کیونکہ اُنکے نزدیک تو سب ایک ہے یہ سب ایک کا مقولہ صرف اُن لوگون کے لیے مخصوص ہے جو یکسو ہو گئے ہین اور ہر چیز کو اسکی تجلی

Marfat.com

دیکھ رہے ہین مگر فرق مراتب کا لحاظ وہ بھی رکھتے ہین اور خداے تعالی انکو اپنی خاص
قدرت سے بے تمیز بے تہذیب اور گنہگار نہین ہونے دیتا وہ ہر وقت محافظت و نگرانی
رکھتا ہے اور اسے مجلسہ خوش رہتا ہو مگر ایسے شیاطین جو ادنا سے تقصیر کرتے اور باطن
مین شیطان ہین خدا اسے دور ہین اور وہ اسلیے ناراض ہے اُسنے انکی رسی ڈھیلی
کر دی ہے ایک وقت مقرر ہے [illegible] درمیان مین اسکو کیا پڑی ہے کہ گرتا ہوا سے
بچاتے کیونکہ ہر ایک شخص اپنے دوستون پر لطف و کرم رکھتا ہے اور ہر وقت پر تکالیف
روحانی سے بچاتا ہے نہ کہ دشمنون کو۔

تحقیق صفات جمال و جلال

جملہ صفات باری تعالی کے سب کے باعتبار دو قسم ہین ایک
جمالی دوسرے جلالی اور انہی کے اعتبار سے اسما و صفات ہر قسم جلالی
و جمالی ہونگے اور جمال کیطرح وہ اشیا بھی اور نتائج جمالی و جلالی ہوتے ہین اکثر اشیا مرکب
[illegible] جلالی و جمالی ہو [illegible] ہر شے مین جلال و جمال دونون کا ہونا لازم ہے کبھی ایسا
ہوتا ہو کہ ظاہر جلالی اور باطن جمالی [illegible] جیسے [illegible] ظاہر مین جمال اور باطن مین
جلال [illegible] اسلیے ڈھیل دیدی گئی ہے غرضکہ ہر ایک شے
خواہ [illegible] موجود یا مفقود [illegible] مین جو جلال و جمال سے خالی نہوگی۔ خدا نے آدم کو
دونون ہاتھون سے بنایا [illegible] یعنی کہ جلال و جمال [illegible] انسان مین جمع ہین
[illegible] کہ صفت [illegible] ہین مگر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ملائکہ [illegible] مین بھی جلال
کی جھلک ہوتی ہے۔ چنانچہ [illegible] صرف تسبیح و عبادت [illegible] جمال
ہین اور ملائکہ اربعہ مین سے دو یعنی حضرت اسرافیل اور عزرائیل
خدمات جلالی مین اسواسطے انکو فرشتگان جلالی کہسکتے ہین [illegible] غالب بھی جلالی ہین اور
ملائکہ جنان سب جمالی ہین مگر حضرت جبرئیل جامع جلال و جمال ہین۔ عرش و کرسی لوح محفوظ
لوح محو و اثبات عالم تعینات [illegible] مثالی عقول عشرہ و جنت [illegible] فاکہانی

Marfat.com

ہر عقل اور طبقات ارض مین سے ہر طبقہ جامع جمال و جلال ہے مگر ہر فلک اور ہر عالم کے
اجزا مختلف ہین کوئی جلالی کوئی جمالی مثلاً سیارگان مین آفتاب و عطارد جامع جلال و
جمال ہے اور مشتری زہرہ و قمر جمالی اور زحل و مریخ جلالی ہین۔ جو اشیا جامع جلال
و جمال ہین اُنمین تین صورتین ہین ایک یہ کہ جمال غالب ہو دوسرے جلال غالب ہو
تیسرے دونون برابر اور اپنے اپنے موقع پر جلال و جمال کار آمد ہو جیسے ذات
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جامع جلال و جمال ہین اور جن مین جلال غالب ہے
اُنکی مثال آفتاب اور جنمین جمال غالب ہے وہ حضرت سلیمان۔ اور اکثر اشیا پر جلال و
جمال کا حکم اسی صورت سے لگایا جاتا ہے کہ گو جمال و جلال دونون موجود ہون مگر ایک
کیفیت بشدت زیادہ ہو یا بعد کو زیادہ ہو گئی ہو تو اُسی کیفیت سے اُسکو منسوب کرتے
ہین بلکہ بہت کم چیزین ایسی ہین جو خالص جمالی یا جلالی ہین جیسے فرشتگان جمال
و تسبیح کنان کہ یہ خالص جمالی ہین یا انبیا مین حضرت عیسےٰ اور حضرت یوسف کہ محض
جمالی ہین اور خالص جلال کی مثال بہت کم ہے مگر شیطان جب سے مردود ہو گیا ہے
خالص جلالی ہے اور وہ گناہ جسپر کبھی رحمت نہو اور کبھی معاف نہو وہ بھی جلالی محض ہے
اور باقی تمام اشیا جامع جلال و جمال ہین البتہ اغلب جو کیفیت ہوتی ہے اُسی پر
حکم لگایا جاتا ہے اس بنا پر دوزخ جلالی ہے مگر محض جلالی نہین کیونکہ بہت سے
مومن فاسق بھی دوزخ مین جائینگے اور اس عذاب کی کیفیت اُنکے واسطے ایسی ہے
کہ جیسے سونا چاندی صاف کرنے کے لیے آگ مین ڈالا جاتا ہے اسیواسطے فاسق و فاجر
آگ مین ڈالے جائینگے تاکہ جسقدر افعال اُنھون نے جلالی کیے تھے اور جسقدر جلال اُنمین
رہگیا ہے وہ عاقبت مین اُسی وقت اُنکی ذات سے جدا ہو سکتا ہے جبکہ وہ ایک کرہ
جلالی مین ڈالدیے جائین اس سے یہ ہوگا کہ مادہ جلالی مخزن جلال مین جاکے مل جائیگا
اور یہ محض جمال رہجائینگے اُسوقت جنت جو کہ خالص جمال ہے اُنکے لیے مناسب ہو سکیگی

Marfat.com

قبل اسکے کہ کسی مین جلالی کیفیات مادہ موجود ہو جنت جمالی کیواسطے غیر جنس ہے مگر جن لوگون مین جلالی کیفیت کم ہے وہ جنت مین بھیجدیے جائینگے کیونکہ جنت سے انکو بہ نسبت جہنم کے زیادہ مناسبت ہوگی اور جنمین جلالی کیفیات زیادہ ہین وہ دوزخ مین ڈالے جاینگے تاکہ مرکز جلال اُس کیفیت کو اُنکی ذات سے کھینچ لے اور جتنے عرصہ مین یہ تنقیہ ہو جائیگا اُتنے دنون کے بعد وہ دوزخ سے نکال لیے جائینگے چنانچہ ۵۰ ہزار برس کے بعد کوئی مومن جہنم مین نہ رہیگا ہر شئے اپنے مرکز کی طرف رجوع ہوتی ہے ایک رائی برابر بھی جسمین ایمان ہے اور تمام عمر سوا گناہ کے اور کوئی فعل نہین کیا تو وہ بھی آخر کار جنت مین جائیگا کیونکہ گناہون کی تاثیر جو اُسکے ہر رگ و ریشہ مین پیدا ہو گئی ہے وہ ایک عرصہ کے بعد جہنم مین کہ وہ جلال کا مرکز ہے جاکے مل جائیگی اور پھر صرف وہ عقیدہ باقی رہجائیگا جو محض جنت کی طرف وہ فطرۃً مائل ہوگا کیونکہ جنت محض جمالی ہے اور یہ اب صاحب جمال ہو جائیگا۔

جنت محض جمالی ہے اور دوزخ محض جلالی نہین جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہین اسواسطے جسکے گناہ ثواب برابر ہین وہ جنت مین جائیگا کیونکہ جنت مین محض جمالی ہونیکی وجہ سے قوت جاذبہ جمال زیادہ ہے اور دوزخ مین قوت جاذبہ جلال اسوقت زیادہ ہو سکتی جب اُسکو زیادہ جلال ملے اور اسیواسطے خدا کی رحمت جو کہ جمال خالص ہے بہ نسبت جلال کے زیادہ وسیع ہے اور اسی سے اُسکے اسما مین جمالی اسما کی زیادتی ہے چنانچہ اسم رحمن سواے اللہ کے باقی تمام اسما پر مقدم ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے کہ دوزخ بھی اُسنے بنائی تو ایسی کہ زیادہ تر مخلوق کے لیے سبب جنت [illegible] دوزخ کسی وقت نہوگی اور ایک نیکی بعض وقت تمام گناہون پر بھاری ہوگی غرض ہزارون دلائل اس امر کے ہین کہ اُسکا جمال غالب ہے منجملہ اُنکے ایک یہ بھی ہے کہ اہل جمال یعنے اولیا وسعت جمال کے واسطے بہت ہین اور اہل جلال تعداد مین

کم ہین یعنی شیاطین اور انسان مین کے جن مین جمالی قوتین زیادہ ہین اور زیادہ صورتین جمال کی غالب آئیگی ہین نفس امارہ صرف جلالی ہے اور جمالی نفس لوامہ نفس مطمئنہ اور روح انسانی ہے۔ اور روح حیوانی کو جامع بنایا ہے۔ چنانچہ جملہ قوائے حیوانی جامع ہین اگر قوت شہوانی سے جائز کام لیا جائے تو جمال ہو اور مولد جمال ہو اور اگر ناجائز طریقہ سے استعمال کی جائے تو جلال ہو علی ہذا۔

حسن روحانی خالص جمال حسن حیوانی جامع اور حسن نفسانی جلالی ہے گو حسن نفسانی مین جلال وجمال دونون ممکن ہین مگر غلبہ جلال ہے وجہ یہ کہ بمقابلہ روحانی افعال کے تمام جسمانی افعال جلالی ہین عشق جامع جلال وجمال ہے مجازی مین اکثر غلبہ جلال اور حقیقی مین شاذ و نادر نتیجہ جلال ہوتا ہے انسان کے جملہ افعال نفسانی جلالی ہین ہر ایک نیکی اور اصلی راحت جمال اور تکلیف جلال ہے ہر نیکی جمالی اور ہر بدی جلالی ہے ہر نور اور طہارت اور طیب اور مسرت محبت ورحم جمالی اور ظلمت نجاست خباثت غم عداوت وغصہ جلالی ہے چنانچہ حیوان طاہر اور حلال جمالی اور نجس مثل خنزیر وغیرہ کے جلالی ہین اور بعض جامع ہین اور بعض اشیا ایسے ہین کہ ابتدا مین جمالی بعد جلالی ہوتے ہین جیسے عیش دنیوی جسمین شکر نہوا اور بعض ابتدا مین جلالی ہوتے ہین بعد کو جمالی ہو جاتے ہین جسطرح وہ مصیبت جسمین صبر کیا جائے اور وہ رونا جو اپنے گناہون پر ہو۔ سوائے اُن چیزون کے جو خالص جمالی یا جلالی یا جامع ہین باقی تمام ہین سے اکثر اسطرح پر واقع ہین کہ اگر ظاہر جمال ہے تو باطن جلال ہے اور اسی طرح عکس اسکا (دیکھو فصل ظاہر و باطن)۔

تمام انسان بھی ایسے ہی ہوتے ہین کوئی ظاہر مین جمالی باطن مین جلالی کوئی باطن مین جمالی ظاہر مین جلالی اور کسی مین حصہ غالب جلالی کسی مین جمالی غالب ہے اور کوئی جامع یعنے جامع سے یہ مراد نہین کہ جلال کے موقع پر جلالی قوت صرف کرتا ہے اور جمال کے موقع پر جمالی بلکہ یہان جامع سے یہ مراد ہے کہ دونون برابر برابر چنانچہ ایسے

ایسے لوگ جنھون نے گناہ و ثواب برابر یا قریب قریب کیے ہین اُنکا فیصلہ قیامت مین
ایک میزان کے ذریعہ سے ہوگا اُسمین ایک پلہ جمالی ہوگا ایک جلالی اگر دونون برابر ہے
تو خدا چونکہ زیادہ حصہ جمال کا مالک ہے اسوجہ سے غالباً رحم کریگا اور اگر جلال زیادہ ہو
تو اتنی مدت کیلیے دوزخ مین ڈالا جائیگا کہ حصہ تاثیرات جلال جسقدر ہے اُسکو دوزخ جذب کر لیگی
خلاصہ یہ کہ جمال و جلال دونون علٰحدہ علٰحدہ ہین صاحب جلال کے افعال جلالی
ہونگے اُسکا انجام بھی جلالی ہوگا اور صاحب جمال کے افعال جمالی ہونگے اور اُسکا
نتیجہ بھی جمال ہوگا ہر ایک کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ جمال سے تعلقات پیدا کرے
کیونکہ خوشنودی خدا جمالی ہے اور غضب اُسکا جلالی ہے۔

فصل ۲۴
ذات و صفت

بعض علماے ظاہر کا قول ہے کہ ذات و صفات علٰحدہ علٰحدہ ہین
یعنے صفات غیر ذات ہین اور بعض کا مقولہ ہے کہ نہ عین ذات
ہین نہ غیر ذات ہین بلکہ بین بین ہین مگر حقیقت یہ ہے کہ صفات عین ذات ہین تمام اہل حقائق
نے ایسا ہی کہا ہے اور غور کرنے سے اہل باطن پر پوشیدہ نہ رہیگا کہ جب تمام صفات
مجموعی حیثیت سے ذات پر دلالت کرتے ہین تو جو عین صفات کا ہوا وہی عین ذات ہے
یعنے حقیقت صفات ذات ہے مثلاً اسم انسان مین غور کرو کہ انسان جتنی اشیا سے مرکب
ہے وہ سب اُسکے صفات ہین تو جو حقیقت اور جو عین صفات انسان کی ہے وہی ذات
انسان ہے اب دھوکا اسوجہ سے ہوتا ہے کہ صفات تین قسم کے ہین ذاتی صفاتی افعالی
افعال مین چونکہ تغیرات ہین اسلیے یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ ذات مین تو تغیر ہوتا نہین اور
افعالی مین ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ صفات عین ذات نہین ورنہ تغیر صفات سے تغیر
ذات لازم آئیگا مگر در حقیقت صفات افعالی صفات حقیقی نہین ہین بلکہ مجازاً اُنکو صفت کہا ہے
جو صفات حقیقی ہین اُنکو بالذات تغیر نہین لہذا اس عاجز کے خیال مین جو کچھ خدا کے بھروسے
اور بزرگون کی مدد کی وجہ سے ان اسرار حقیقت کے قلمبند کرنے پر تیار ہو گیا ہے

Marfat.com

یہ فیصلہ آیا ہے کہ ذات باری کے جتنے صفات حقیقی ہین وہ سب عین ذات ہین اور وہ
صفات جو کسی وقت یا کسی شخص کی قید کے ساتھ مقید ہین وہ فرداً فرداً عین ذات نہین
اگرچہ حقیقۃً وہ بھی عین ذات ہین مگر انکو عین ذات کہنا نہ چاہیے کیونکہ ذات کے ساتھ
ایک منقصت پیدا ہوتی ہے اور یہ سوءادبی ہے خصوصاً اہل ظاہر کے لیے مثلاً اللہ
یا رحمن یا قدس یا سبحان وغیرہ مین جو صفتین نکلتی ہین اگر انمین سے ہر ایک صفت کو
عین ذات کہین تو کوئی نقصان یا قباحت نہین بخلاف اسکے اگر مصور یا ہادی کی صفت
تصویر گری یا ہدایت کو عین ذات کہین تو گو حقیقۃً صحیح ہے لیکن بظاہر ذات مقید اور متغیر
محسوس ہوتی ہے اور جب تک یہ نہ کہا جائے کہ ان دونون صفتون کا عین وہی
ذات ہے جو معبودیت اور قدوسیت کی عین ہے اُس وقت تک ظاہری منقصت رفع نہین ہوتی
اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ صفات کس حقیقت سے صفات ہین اور کس بنا پر ذات
اک لفظ علیحدہ مقرر کیا گیا جبکہ دونون کا عین ایک ہی ہے اور یہی امر ضروری ہے -
ذات اگرچہ عین صفات ہے مگر جب صفات سے قطع نظر کرکے ذات کو مطلق تصور
کرینگے تو وہ تصور ذات کا تصور ہوگا اور جب اُس ذات کو مع اُسکے صفات کے
تصور کرینگے تو یہ تصور مرتبہ صفات مین ہوگا - اور جب ذات کو اپنا عرفان منظور ہوا
تو صفات کا ظہور اُس عرفان کا سامان قرار دیا گیا لہذا صفات کے اعتبار سے حضرت
علمیہ مین جو صورتین قائم ہوئین اور جن صورتون کے مظاہر قائم کرنیکا ارادہ علم کے
ساتھ مین قائم ہو چکا تھا اُن صورتون کے مجموعہ کا نام عالم اعیان ثابتہ رکھا گیا یہ صفات کا
تعین و تصور ذات کا پہلا ظہور ہے اور یہ ظہور ایک ایسا ظہور ہے جیسا کہ انسان کے علم
و ارادے کے ساتھ کسی آیندہ صناعی کے بابت خیال مین اُسکی صورتین تجویز کیجامین
اسیطرح ذات کا پہلا ظہور عالم اعیان ثابتہ مین باعتبار تعینات ہوا بعد اسکے اُن تصورات کا
ظہور خارج مین ہوا اور عالم تعینات و اسا عالم ارواح لوح محفوظ لوح محو و اثبات ملائکہ

Marfat.com

جنت و دوزخ عرش و کرسی عقول عشرہ ہفت افلاک اور عناصر اور مخلوقات جاندار درجہ بدرجہ ترتیب وار خارج ہین بحکم کن موجود ہوے یہ تمام اشیا مجموعی حیثیت سے بھی اور فرداً فرداً بھی اونھین صفات کے مظاہر ہین اور اونھین صورتون کے مطابق ہین جو عالم مثالی ہین بعد اعیان ثابتہ ذات اقدس نے بلحاظ صفات قائم و متصور کرلی تھین اور اونھین صفات کی مفہوم کے مطابق اسماء ذاتی و صفاتی و افعالی ہین چنانچہ صفات نے جو ظہور کیے وہ سب اسما کے مظاہر ہین لہذا بعض اسماء ذاتی ہین جیسے اللہ اور بعض اسما ذاتی ہین تو مگر یا ان کے ہمراہ جملہ صفات کا بھی لحاظ ہے جیسے اسم رحمن کہ باوجود ذاتی اسم ہونیکے جملہ صفات اسکے تحت ہین ہین اور بعض اسما ایسے ہین جو ایک جانب ہین اپنی ذات سے متعلق ہین دوسری جانب اپنے مظاہر سے جیسے رب اور بعض اسما ایسے ہین کہ وہ تنزیہی ہین یعنی اپنے صفات و مظاہر کی طرف سے بے پروا ہین جیسے قدوس اور سبحان بعض اسما ایسے ہین جو تشبیہی ہین جیسے مصور اور بعض چند در چند صفات سے متعلق ہین مثلاً عزیز اور بعض افعال سے تعلق رکھتے ہین جو کسی ایک وقت ہین یا ایک طبقہ معینہ سے متعلق ہین جیسے منتقم اور یہ اسما یا تو جمالی محض ہین جیسے رحمن وہاب یا جلالی محض ہین جیسے مذل یا غالب الجمال ہین جیسے ستار یا غالب الجلال ہین جیسے منتقم یا جامع ہین جیسے ملک یا محیط۔

عالم مثالی سے ابد تک جسقدر صفات جمالی ہین اونکو تعلقات جمالی سے ہونگے اور علی ہذا القیاس جسقدر جلالی صفات ہین وہ ہمیشہ جلال ہی سے متعلق رہین گے اور ہر صفت کا ہونا بلا اسم کا مظہر چونکہ عرفان کے لیے ایک ضروری سامان ہے تو کوئی شئے ایسی نہین جو کسی نہ کسی مظہر نہو ہر ایک ذرے مین کسی نہ کسی صفت کا ظہور ہے لہذا وہ کسی نہ کسی اسم کے مظاہر مین ضرور داخل ہے مگر انسان جملہ اسما کا مظہر اتم ہے کیونکہ انسان مین جملہ صفات کا ظہور ہوے انسان کا ہر جزو ایک خاص اسم کا مظہر ہے جو انسان کہ صرف مظاہر جلالی کیطرف مائل ہو وہ ناخوشنودی خدا اور اسکا انجام جلالی ہوگا کیونکہ غضب اوس سے متعلق رہیگا اور نتیجہ اسکا خراب ہوگا

جو آدمی لوگون کو گمراہ کرتا ہے وہ اسم جلالی مضل کا مظہر خاص ہے جیسا کہ شیطان اسم مضل کا
مظہر کامل ہے اور لوگون کو ہدایت کرنے والا مظہر ہادی ہے۔ جملہ روشن چیزین نور کی مظہر ہین
مغرور انسان متکبر کی مظہر ہین مگر یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ خوشنودی ایک جمالی صفت ہے
اور وہ اوسکے لیے ہے جو صاحب جمال ہو۔ تو متکبر ایک جلالی اسم ہے اور [illegible]
اور جو انسان کہ مغرور ہے وہ بھی اسی اسم کے تحت مین ہو الہذا اوسکو بھی جلالی [illegible]
سابقہ پڑیگا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جلال بھی اوسیکا ہے اور جمال بھی اوسیکا تو ہم کہینگے [illegible]
بھی اوسی کا ہے اور ہم بھی اوسیکا (جلال) ہے کسی اور کا نہین تو کیا [illegible] جلالی
حرکات کرتے ہو جلال ہے سپرد کیے جاؤگے اوسوقت رونا نہین اور نادم ہونا اور یہ کہنا
کہ یالیتنی کنت ترابا۔ جو شخص عقل سلیم رکھتا ہے جو کہ ایک نور جمالی ہے وہ ہمارے ان
مضامین سے انشاء اللہ تعالی نتیجہ و تاثیر جمالی لیگا اور جو جہالت و حماقت کا تودہ ہے جو کہ
ایک ظلمت جلالی ہے وہ ان مضامین پر اعتراضات کریگا اور وساوس و خطرات اوسکے لیے
شیطان پیدا کریگا کہ اوسکا جواب نہ سوجھین گے مگر جو ہر ایک حالت مین خدا سے مدد
چاہتا ہے اور اوسپر بھروسہ رکھتا ہے خدا اوسکو کبھی شیطان کے قبضہ مین نہین دیتا ہے
وہ منکسر شخص رحمت الہی کے آغوش مین رہتا ہے اور مغرور شخص ابلیس کے سپرد ہوتا ہے
پڑھو آیہ الطیبات للطیبین الآیۃ۔
غرض یہ کہ خدا کا عرفان جب خود اوسکو منظور ہوا تو اوسنے اپنے صفات کا ایک آئینہ نما
بنایا اور وہ آئینہ مین پرتو افگن ہے اور آئینہ صفات سے مرکب ہے اور صفات غیر ذات
نہین تو ہر شئی بلکہ ہر ذرہ جو کہ جزو لایتجزی ہو اور ہر مرئی و غیر مرئی شئی اور ہر ذہنی و خارجی
جز اوسکے صفات کے قالب مین ہے اور ہر قالب مین ذی روح ہے جسکو اوسنے ان الفاظ
مین فرمایا ہے اللہ نور السموات و الارض جو اس علم سے واقف ہے وہ خدا سے قریب ہے
اور [illegible] عمل اس [illegible] سے اوسیقدر اوسکو قربت ہے اور جو اس سے ناواقف ہے [illegible]

Marfat.com

وہ اوسیقدر دور ہے بہر صورت انسان کو متصف باخلاق الٰہی اور بہرہ ور صاحب خلق عظیم ہونا
اوسی راستہ پر لیجائیگا جو سیدھا خدا کی طرف اور اوسکی منزل قربت و رحمت کی سمت گیا ہے
ور اسکے عکس اوسکے خلاف رہگئی ہے

فصل
حجابات

سالک کو اثناءِ راہ مشاہدہ مین جو حجابات در پیش ہوتے ہین اونکی انتہا کسیکو معلوم نہین کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ ہر شخص کو اوسکے مناسب حجابات پیش آتے ہین ایسا نہین کہ حجابات نور ہون اور وہ ہر شخص کو پیش آئین اگر یہ لحاظ کیا جاسکتا ہے کہ ایک سالک کو جو حجاب ہے وہ دوسرے کیلیے نور ہے اور جو مشاہدہ کہ ایک سالک کے حق مین نور ہے وہ دوسرے کے واسطے حجاب ہے اب رہا یہ کہ نفس الامر مین وہ کیا ہے اسکا فیصلہ ایک صورت سے بہت آسان ہے اور دوسری صورت سے مشکل ہے اسلیے آسان ہے کہ اور وہی حقیقت جو امر بیان کیا جائیگا وہ اگرچہ صحیح ہوگا مگر اوس سے کوئی سالک فائدہ نہوگا تاہم اوسکا اظہار ضروریات کتاب ہذا سے ہے۔

واقعی امر تو یہ ہے کہ ہر حجاب حقیقت مین نور ہے اور یہ نور حقیقت مین حجاب نہین کیونکہ تشکیل صفات حجاب کی حقیقت ہے اور تجلی ذاتی نور کی حقیقت ہے تو چونکہ ہر صفت حقیقت مین عین ذات ہے اور یہ لازم نہین کہ ذات بلباس صفت ہو تو اس قضیہ کی بنا پر یہی فیصلہ ہو سکتا کہ ہر حجاب حقیقت مین نور ہے کیونکہ حجاب ایک تشکیل تجلی جمالی ہے [illegible] ہے جبکہ [illegible] دیکھا جاتا ہے تو اوسکے [illegible] مین جو [illegible] نظر آتی ہے وہ جمالی ہے [illegible] یعنی نور لہذا ہر حجاب حقیقت مین نور ہوتا ہے اب رہے انوار نہیں ہے [illegible] تو حجابات [illegible] اور آخر مین تجلی ذاتی حجاب نہین ہوتی ہے بلکہ اصلی مشاہدہ وہی ہے [illegible] مین یہ [illegible] سالک کو اثناء راہ مین مشاہدہ ہوتا ہے ایک طرح سے وہ [illegible] حجاب ہے [illegible] حجابات کے بہت اقسام ہین اول حجاب کثیف جو سب سے پہلے ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان گناہون مین مبتلا ہوتا ہے اور سخت سے سخت گناہ کرتا ہے تو قلب سیاہ ہوجاتا ہے نفس لوامہ

Marfat.com

پتہ نہین رہتا اور نفس مطمئنہ کا تو نام ونشان تک نہین رہتا صرف نفس امارہ کی حکومت تمام ملک
انسانی پر رہتی ہے روح انسانی قلب کے ایک گوشہ مین ایسی پوشیدہ ہو جاتی ہے گویا
فنا ہو جاتی ہے یہ سب سے بڑا حجاب کثیف ہے اسکے بعد مثلاً وہ شخص توبہ کرے اور گناہونکو
چھوڑ دے تو اس حجاب کی ترقی موقوف ہو جائیگی۔ اب اس مقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر
اوس حجاب کی اور ترقی ہوگی تو کہانتک ہوگی جسقدر صورتین خرابی روح کی ہو سکتی ہین وہ تو
یہان ہو چکین مگر نہین اگر بعد ان روحانی خرابیون کے اگر پھر بھی وہی افعال شیطانی
جاری رہین اور انہین تجدید ایجاد و زیادتی رہے تو اوس کا حجاب کثیف جسکو دوسرے لفظون مین
جلال غالب کہنا چاہیے ایک نئی صورت اختیار کرتا جاتا ہے اور وہ دو صورتین ہوتی ہین ایک
ظاہری ایک باطنی ظاہری صورت جب تکمیل پر پہونچ جاتی ہے تو انسان کا عالم ظاہر یعنی جسم
ایک صورت جلالی (غالب) اختیار کرتا ہے اور وہ اکثر سور کی شکل مین ہو جاتا ہے چنانچہ
ایسے لوگ مرتے وقت ایسی ہی شکل مین ہو جاتے ہین یا بعد مرنیکے اونکا قالب خصوصاً چہرہ سور کا
ہو جاتا ہے یہ اصل مین اوسکے نفس امارہ کا امالہ ہے جو کہ صورت مجسم اختیار کرتا ہے اور نفس امارہ
چونکہ جلال غالب ہے اسلیے جلال کامل کی صورتون مین مجسم ہوتا ہے اور جلال کامل کوئی انسان
نہین ہو سکتا جمال کامل صرف آنحضرت کی ذات اقدس تھی اور جلال کامل کسی انسان کا ہو سکنا
ممکن نہین ہے کیونکہ انسان کی ذاتی جامعیت اوس سے کبھی جدا نہین ہو سکتی یہ ممکن ہے کہ محض جمال
ہو جاوے اور جسقدر جلال باقی رہے وہ اپنے موقع پر صرف ہو جیسا کہ انبیاء معصومین گذری ہین
مگر جلال محض ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ خدا کے اوصاف مین جمال اوصاف غالب ہین تو صرف جمال ہونا
غیر ممکن نہین مگر انسان کے لیے بسبب جامعیت مشکل ہے اب رہا جلال چونکہ خدا کی صفات مین
جلال کا حصہ زیادہ نہین اسوجہ سے انسان جو کہ جامع اوصاف خداوندی ہے وہ محض جلال کیونکر
ہو سکتا ہے شیطان البتہ جلال محض ہے اور یہی وجہ ہے کہ شیطان جو کہ جلال محض ہے ذات جمال محض
یعنی آنحضرت صلعم کی صورت مین نہین آسکتا تو کوئی انسان اپنی صورت مین رہکر کیونکر جلال محض سے

Marfat.com

متشکل ہو سکتا ہے لامحالہ اوسکے نفس امارہ کو ایک دوسری شکل جو کہ جلال محض کی ہو اختیار کرنا ہوگی
اور بہتر ہو کہ وہ حیوان مین ہو نہ کہ نباتات و جمادات مین کیونکہ انسان و حیوان مین نوعیت متحد ہے
اور اسیوجہ سے قربت بھی ہے غرض یہ کہ ایسے آدمیون کا چہرہ سور کا ہو جاتا ہے اللھم احفظنا منہ خدا
سب مسلمانون کو بچائے - اب یہ بھی ظاہر کر دینا چاہیے کہ یہ ضرور نہین کہ نفس امارہ تمام افعال پر
غالب ہو بلکہ کسی ایک مگر خاص گناہ کے کرنے سے بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ جب وہ حد کمال پر پہونچ
جاتا ہے اور جلال محض ہو جاتا ہے اوسوقت وہ فطرۃ وہی صورت جلالی اختیار کر سکتا ہے
مثلاً کوئی شخص کسی ولی کامل کا دشمن ہو جائے اور اوسکو آزار پہونچانا او عقیدہ کر لینا گویا لازم
ہو جائے تو وہ بھی اپنے حد کمال پر پہونچ کے یہی صورت پیدا کریگا یا قریب قریب اسکے مثلاً
مرتے وقت یا مرتے ہی غلیظ منہ سے کرنا چونکہ ایسا اتفاق اکثر ہوا ہے اسوجہ سے اطبا نے اسکو
ایک عارضہ مقرر کر لیا ہے اوسکا نام استیلاؤس ہے مگر اسکو لاعلاج مانتے ہین اسکی بھی وہی
وجہ ہے کہ نجس اور بدبودار اشیا بھی داخل جلال مین جو شئے زیادہ نجس اور بدبودار ہے
اوسیقدر وہ اپنے حد جلال مین کامل ہے چنانچہ غلیظ انسان اعلی درجہ کی جلالی شئے ہے اور بعض
اہل نفس کی قبرون مین سانپ اور بچھو دیکھے گئے ہین اسکی بھی یہی حقیقت ہے کہ موذی جانور
جسقدر ہین سب جلالی ہین تو لازم ہے کہ نفس امارہ کے افعال جب [illegible] سے تجاوز کر جائین
تو وہ ایسی صورتین اختیار کرین اور اوسے سخت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ اگر تکلیف [illegible] نہ ہو تو یہ
صفت جلالی کہان ہوگی اور برعکس اسکے جن لوگون کا نفس امارہ مغلوب ہو کر روح انسانی
غالب ہوگئی ہے اور نفس مطمئنہ کی صورت پیدا ہوگئی ہے وہ جمالی صورتین اور اشیا اختیار [illegible]
اگر کسی کی سمجھ مین یہ نہ آئے کہ نفس صورتین کیونکر اختیار کر سکتا ہے جبکہ [illegible]
یون سمجھنا چاہیے کہ ہر ایک شئے جب اپنی حد مین کامل ہوتی ہے تو اپنی جنس کو کھینچتی ہے چنانچہ
نفس امارہ جو کہ جلال ہے جلالی اشیا نجس و بدبودار اور موذی حیوانون کو ملاتی ہے اور جب
روح صاف و لطیف ہو جاتی ہے تو اپنے ہم جنسون کو یعنی جمالی اشیا کو [illegible]

Marfat.com

و نور و خوشبو وغیرہ کھینچی ہے بہرحال بات ایک ہی ہے غرضکہ حجاب کثیف کا اعلیٰ درجہ تو یہی
کہ نفس امارہ بشدت غالب ہوکر اور روح کو مغلوب کرکے محیط و مسلط ہو جائے او سکے بعد اوس سے
توبہ کرکے جسقدر زیادتی افعال روحانی مین کیجائے گی اوسیقدر وہ حجاب کثیف دور ہوتا جائیگا
اور قلب کی سیاہی رفع ہوتی جائیگی یہانتک کہ جب نفس و روح مین اور اوسکے کیفیات و تاثیرات
وغیرہ مین درجہ مساوات ہو جائیگا اور کسیقدر غلبہ خواہ وہ کتنا ہی خفیف ہو روح کو حاصل ہونا
شروع ہوگا تو اوسوقت حجاب کثیف کا اطلاق اوسپر بالکل نہوگا بلکہ حجاب لطیف باقی رہیگا اور اب
اصول تصفیۂ قلب و تزکیۂ نفس کے اصول جسقدر زیادہ ہوتا جائیگا اوسیقدر حجاب کی ... ہوتی
جائیگی یعنی مثلاً حجابات ستر ہزار ہین بتدریج ایک ایک حجاب رفع ہونا شروع ہوگا یہانتک کہ ...
عالم ناسوت سے گذر جائیگا تو سالک کو حجابات نور سے سابقہ پڑیگا اسکو حجاب نوری ...
کہتے مین کہ ہر ایک تجلی کا مشاہدہ درحقیقت ذات کا مشاہدہ نہوگا بلکہ صفات جمالی کی کیفیت ...
بہ ترتیب سلسلہ ترقی کرتی جائیگی یہانتک کہ جب ذات کا مشاہدہ و بدیدۂ دل سے ہونے لگیگا
تو اوسوقت حجاب نوری بھی اوٹھ جائیگا اور یہ جمال محض ہے یا اسکا ... چونکہ یہ مانی ہوئی ...
کہ جمال محض صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور اسکی مثال ٹھیک ... ہے
اس آفتاب جمال نے طلوع کیا تو افق کے اول خط پر حضرت آدم علیہ السلام کا ظہور ہوا ...
ہر خط پر ایک ایک نبی کی بعثت ہوئی یہانتک کہ جب خط استوا پر یہ آفتاب آیا تو خود ذات اقدس نے
ظہور فرمایا چنانچہ آپ کی پیدائش مکہ مین ہوئی اور جب غروب کی طرف یہ آفتاب رجوع ہوا تو
ہر خط پر ایک ولی کا ظہور ہوا اسیوجہ سے اکمل الکاملین اولیاء اللہ نے فرمایا ہے کہ ہر ولی کی ولایت
ایک نبی کے قلب پر ہوتی ہے اسکا راز یہی ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان ہر خط غربی ایک خط
شرقی کے محاذی ہے لہذا خط شرقی کا پرتو اوس خط غربی پر ضرور پڑیگا جو اوسکے محاذ مین واقع ہے
یہی وجہ ہے کہ ہر ولی ایک نبی کے پرتو پر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب ولایت و نبوت کا مقابلہ
کیا جاتا ہے تو نبوت تشبیہی صورت مین معلوم ہوتی ہے اور ولایت بمقابلہ نبوت تنزیہی ہے کیونکہ

Marfat.com

کیونکہ اعلان و ابلاغ خاص علامات تشبیہ ہین اور یہ صرف انبیا کے لوازم ہین اولیا کے نہین
کیونکہ آفتاب کا غروب کیطرف مائل ہونا تنزیہ کا اشارہ کرتا ہے اور طلوع ہو کر بلند ہوتے رہنا
یہانتک کہ خط استوا پر آجانا تشبیہ کے ظہور مین سے ہے اور جب آفتاب خط استوا پر ہوتا ہے
تو طلوع و غروب یعنی شرقی و غربی دونون سے مساوی نسبت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تشبیہ و تنزیہ کے جامع تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپ خاتم النبیین تھے کیونکہ نبوت
ابتدا و انتہا یعنی ظہور سے اور تشبیہی سلسلہ طلوع سے خط استوا تک ہے اسکے بعد تنزیہی
سلسلہ شروع ہوتا ہے تو لامحالہ خط استوا تشبیہات کا آخری خط ہوگا اور آپ کی ذات بابرکات
گویا خط استوا سے منسوب ہے تو ضرور ہے کہ آخر نبی آپ کو ہونا چاہیے۔
اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے قد کا سایہ نتھا کیونکہ جسوقت خط استوا پر آفتاب ہو تو سیدھی
چیزون کا سایہ نہین پڑتا جو کھڑی رکھی جائین اونکا سایہ پڑیگا چنانچہ جنکی عقلین کج تھین وہ بدبخت
وہی اس عالمگیری روشنی سے محروم رہے اور ظلمت کے سایہ مین لگ گئے۔ اور یہی وجہ تھی
کہ تمام عالم کے لیے آپ رحمت اور ہادی تھے کیونکہ آفتاب نصف النہار روی زمین پر یکسان روشنی
روشنی ڈالتا ہے بخلاف اوسوقت کے جب وہ طلوع یا غروب کی جانب مائل ہو کیونکہ اوسوقت
ایک جانب زیادہ تاریکی اور ایک جانب زیادہ روشنی ہوگی چنانچہ کسی نبی کا دین دنیا مین بقدر
مرتبہ وسیع نہین ہوا جسقدر آنحضرت کا اور یہی وجہ ہے کہ جس مقام پر آفتاب نصف النہار سے
پوری روشنی ڈالی تھی وہان کسی ظلمت کا سایہ یعنی کسی کا فر کا گذر نہین ہوسکتا اور وہ مدینہ و مکہ ہے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین جو بہت مروج ہے اسکی وجہ ایک تو یہ ہے کہ آفتاب قریب اوس
کے جانا تھا دوسرے حضرت عیسیٰ کو مرتبہ نبوت کے علاوہ مرتبہ ولایت بھی حاصل ہوگا چنانچہ
آخر زمانہ مین آپ ولی امت محمدی ہو کر تشریف لائینگے لہذا آپکا حصہ طلوع و غروب دونوں مین
ہے اسوجہ سے آپکا دین بھی بہت مروج ہے اور یہی وجہ ہے کہ افق شرقی پر جب آفتاب تھا
حضرت آدم کا ظہور ہوا تھا تو اوسوقت کی مناسبت سے دینی روشنی اونکے سبب خفیف تھی

یہانتک کہ خود ان سے لغزش ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ قرب آنحضرت جو زمانہ تھا اوسمین جیسے
اولیاء اللہ ہوتے تھے ایسے اب نہین ہوتے اور روز بروز تنزلی ہے یہی لازمہ زوال آفتاب کے
اور یہ جو مشہور ہے کہ انبیا اور اولیا مین بعض نبی اور بعض ولی تشبیہی اور بعض تنزیہی ہوئے ہین
تو اسپر یہ شبہ جو ہوتا ہے کہ انبیا مین سب نبی تشبیہی ہونا چاہیے کیونکہ وہ سب جانب طلوع
کی وجہ سے تشبیہی تھے اور سب ولیون کو تنزیہی ہونا چاہیے کیونکہ سبکی نسبت تنزیہی تھی بسبب
سمت غروبی کے تو یہ شبہ غلط ہے کیونکہ اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے آفتاب کبھی ابر مین آجاتا
اور کبھی بے ابر کے رہے خواہ جانب غروب جارہا ہو خواہ طلوع ہو رہا ہو تو جسوقت
آفتاب ابر مین ہوا اوسکا پرتو تنزیہی ہوا اور نہ تشبیہی۔ اور آفتاب کا ایک مرتبہ دورہ کرنا یعنی
صرف ایک شبانہ روز تو یہ کوئی نظام نہین قائم ہوسکتا لہذا ضرور ہی کہ ہزارون لاکھون
دورے کرے تاکہ ایک نظام قائم ہو جائے چنانچہ حدیث مین ہے کہ خدا نے دو لاکھ آدم
پیدا کیے ان اللہ خلق مائتا الف آدم اب رہا یہ امر کہ یہ کب سے ہے اور کب تک
رہیگا تو یہ مسلم ہے کہ جو شئی ازلی نہوگی وہ ابدی کیونکر ہوگی اور یہ آفتاب ذاتی ہے مگر مع صفات
ہے تو یہ صورت اس آفتاب ذاتی کی ازلی نہین کہ صفات کے شعاعون کے ساتھ ہو چنانچہ ظہور
صفات سے پہلے ذات بحت تھی اور اوسکا یہ فرمان ہے احببت ان اعرف فخلقت الخلق
عرفان کیلیے ظہور صفات کی ضرورت تھی اور ظہور صفات اس حدیث قدسی سے ثابت ہے
کہ ازلی نہین گو مدت اسیقدر گذری ہو کہ علم عدد سے باہر ہو اور اگر اس مین کلام ہو کہ جو شئے
قدیم نہین وہ ابدی بھی نہوگی تو اسکا ثبوت بھی موجود ہے کہ خود ذات باری نے آنحضرت کو
خاتم النبی فرمایا ہے تو خاتم النبی کے یہ معنی نہین ہوسکتے کہ اپنے زمانے کے خاتم بلکہ صریحی مفہوم
یہی ہے کہ اب انکے بعد کوئی نبی نہوگا اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اب دوسرے آدم بھی
نہ پیدا ہونگے تو اب مشاہدہ ذات بدون لحاظ صفات جسوقت ہوا اوسیوقت موقع حجاب
ہوگا ورنہ حجابات کا سلسلہ نامتناہی ہے کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ جمال کا حجاب جلال ہے

Marfat.com

اور ذات کیواسطے صفات حجاب ہے مگر جسطرح سالکون مین بسبب کمال زوال کے وہ زور
نہین ہوا اسی طرح یہ خوبی ہی وہاب وکریم نے عنایت فرمائی ہی کہ اکثر سالکون کے حجابات یا تو
بہت جلد جلد رفع ہوتے ہین یا ایکدم سے بہت سے حجابات اوٹھ جاتے ہین چنانچہ اب جسقدر
جلد دور ہوتے ہین اوسقدر پہلے نہوتے تھے دوسری نعمت یہ ہے کہ ایک ایک سالک کو
بہت بہت سے زور ہین اول تو کسی نبی کے قلب پر ولایت قائم ہوتی ہے اوسکا نبی کا پرتو
سب سے پہلی اعانت ہے دوسرے آفتاب ذاتی وصفاتی کا فیض متاخرین اہل ولایت سے
بسبب اس اعتبار کے زیادہ قریب ہوتا جاتا ہے کہ آفتاب کے دورے مین جسقدر زیادہ غروب
کیطرف مائل ہوتا جائیگا اوسیقدر طلوع سے یعنی افق شرقی سے قریب ہوتا جائیگا تو فیضان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے دوسری قوت متاخرین کو یہ ہے کہ
جسقدر اولیاء اللہ تعداد مین ہر سلسلہ کے بڑھتے جاتے ہین اوسیقدر ہر سالک متاخرین کی نسبتین
بڑھتی جاتی ہین مثلا سو برس اودہر جو شخص سلسلہ مین تھا اوسکے پچیس ۲۵ مرشد تھے اور اوسکو پچیس ۲۵
نسبتین تھین اور اب ستائیس نسبتین ہین تو یہ بعض تعداد مین زیادہ ہوتی جاتی ہین علاوہ
ان سب باتون کے اوس آفتاب ذات وصفاتی یہ بھی ملاحظہ کر رہا ہے کہ ہمکو نکی قوتین قلبی
جسمانی بہت کم ہین اس زمانہ کے لوگون کی سی محنت نہین کر سکتے تو وہ ضرور رعایت کریگا اور ہمین
علاوہ سب کے اپنی جانب سے زیادہ نعمت دیگا جسکو وہب کہتے ہین اور شیر فطرتی بھی وہی
عنایت کرتا ہے تاکہ ہم بہت سے حجابون کے ایکدم سے رفع ہوجانے پر زائل العقل نہ ہوجائین
جیسا کہ اوسکا ارشاد ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔

فصل
یقین کے مراتب

یقین کے تین درجے ہین علم الیقین عین الیقین حق الیقین اسکی تشریح
یہ ہے کہ جب کسی امر کا علم یقینی ہو اور کسی قسم کا شبہہ نہ باقی رہے تو اوسے
علم الیقین کا مرتبہ حاصل ہوا مثلا یہ بات یقینی طور پر ہو کہ آگ جلا دیتی ہے تو آگ کے وجود اور اوسکی
صفت کا علم بدرجہ یقین ہو جاتا ہے یہ علم الیقین ہے اسیطرح ذات کے وجود اور اوسکے صفات کا

Marfat.com

علم یقینی ہو جسطرح آگ اور اوسکی صفت کا علم ہر صاحب عقل کو ہوتا ہے یا جیسے شہر مکہ کا وجود
اور اوسمین کعبہ وغیرہ کا ہونا ہر شخص کے علم مین یقینی ہے اسکو علم الیقین کہتے ہین ایسا ہی یقین
ذات اور صفات خداوندی کا ہو جسمین رسالت و ملائک اور جنت و دوزخ اور حشر و نشر بھی
شامل ہے یہ مرتبہ یقین کا پہلا درجہ ہے اور شریعت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے -
دوسرا مرتبہ عین الیقین ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ وہ علم جو صرف سماعت کی وجہ سے درجۂ
یقین پر پہونچگیا تھا اور دوسرے کی وجہ سے یقینی علم ہوا تھا وہ بذات خود اپنے مشاہدہ مین
آجائے اور اب یہ یقین عینی ہے سماعی نہین اسکا مرتبہ علم الیقین سے زیادہ ہے کیونکہ
سنی سنائی بات گو وہ یقینی ہی ہو اور اوسمین کسی طرح کا شک نرہے پھر بھی مثل ذاتی معائنہ و تجربہ
کے نہین اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے آگ کو خود اس حالت مین دیکھ لیا کہ اوسنے کسی شے کو
جلا دیا گو پہلے بھی علم یقینی تھا کہ وہ ضرور جلاتی ہے گو اب بچشم خود دیکھ لیا کہ کاغذ اوسمین ڈالا گیا
اور وہ فوراً جلگیا تو یہ عین الیقین ہے اسی مطابقت کے ساتھ ذات و صفات و رسالت
وغیرہ کا بالذات مشاہدہ ہو جائے یعنی اپنی آنکھ سے دیکھ لے تو اسکو عین الیقین کہتے ہین اسکے بعد
یقین کا درجہ حق الیقین ہے اور وہ اسیطرح ہے کہ آگ مین خود اپنے آپکو جلا کے دیکھ لے اب کوئی درجہ
یقین کا باقی نہین رہا کیونکہ اسکے بعد خود اپنی ذات کی فنا ہی اور جب اپنی فنا ہی تو یقین کسکو ہوگا
غرضیکہ حق الیقین وہ مرتبہ یقین ہے جسکے بعد نہ تو کوئی مرتبہ ہے اور نہ اسکے بعد کوئی منزل ہے
کیونکہ جب آگ مین کوئی شے جلجاتی ہے تو وہ پھر واپس نہین ہو سکتی اسمین یہ بھی خیال رکھنا چاہئے
کہ آگ مین اسقدر عرصہ ہر شے کو گذر جانا چاہیے جسپر جلنے کا ادراک ہو جائے کیونکہ یہ ایک بڑی ہی
بے انصافی ہوگی اگر کسی چیز کو صرف آگ دکھا دی جائے اور پھر بھی اوسپر یہ خیال کیا جائے
کہ آگ نے اوسے جلا دیا مثلاً آگ مین اتنی دیر ہاتھ رکھا ہے کہ ہاتھ جلجائے ورنہ اگر صرف
اتنی ہی دیر گذری کہ ادھر کا حصہ جلا تو ہاتھ کے جلنے کا اطلاق اوسپر نہوگا اسیطرح جب حق الیقین
کے مرتبہ مین سالک پہونچ جاتا ہے تو پھر واپس نہین ہو سکتا ---

Marfat.com

وصل ۲ — مراتب فنا

فنا کے تین مرتبے ہین فنافی الشیخ یہ مبتدی کیلیے لازم ہے دوسرا مرتبہ فنافی الرسول۔ اور یہ متوسطین کیواسطے۔ اور تیسرا فنافی اللہ ہے یہ کاملین کیلیے ہو اسکی صورت یون ہے کہ جب سالک سلوک مین قدم رکھتاہے تو اوسکو لازم ہو کہ مرشد کی طرف اپنے قلب کو متوجہ کرے اور اسقدر توجہ کامل ہو جیساکہ منزل مقصود مین ہونا چاہیے یعنی اسکو اپنا اصلی سفر قبور سمجھے اور اگر ایسا نہ سمجھے گا تو ہرگز فنافی الشیخ کا مرتبہ نہ جاری ہوگا مگر یہ اوس شخص کیواسطے ہو جو کہ عاشق حقیقی ابتداہی سے ہے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو یہ ایک تنزل ہوگا یا جس شخص کو جناب رسالتمآب سے عشق ہے اوسکو بھی فنافی الشیخ کی ضرورت نہین کیونکہ عاشق حقیقی اور عاشق رسول اللہ مبتدی نہین ہے بلکہ عاشق رسول کا مرتبہ ایک اعتبار سے اور وہ ظاہری ہے متوسطین مین ہے اور ایک لحاظ سے جو کہ باطنی ہے کاملین مین ہے بہرصورت مبتدی ان دونون مین سے کوئی نہین لہذا اوسے فنافی الشیخ کی ضرورت نہین بلکہ مضر ہی مگر جو لوگ صرف اسلیے بیعت کرتے ہین کہ عشق حقیقی پیدا کرین یا عشق حقیقی کے مراتب وفیوض کو پہونچین اوسکو لازم ہے کہ تصور شیخ کے علاوہ اوسکے ہدایات آیہ وحدیث کے مثل سمجھین اور جو ہدایت یا قول اوسکا خلاف آیہ وحدیث صریحی ہو اوسمین بلغیر غور کیے یہ نہ خیال کرین کہ یہ خلاف خدا و رسول ہی ضرور اوسمین کوئی مصلحت ہوگی ورنہ یہ ممکن نہین کہ کوئی مرشد کامل کوئی حکم خلاف حکم خدا و رسول کوئی حکم دے یا کچھ بیان کرے یا یہ ماننا پڑیگا کہ وہ مرشد ناقص بلکہ خود گمراہ ہی اور جب یہ خیال آیگا تو بیعت فسخ ہوجائیگی لہذا اول ہی سے یہ تجویز کرلینا چاہیے کہ مرشد بہ یقین کامل ہو کہ وہ ہادی اور کامل ہے اور ہمیشہ رہیگا اگر ایسا نہین ہو تو ہرگز بیعت نکرے غرض جب اس امر کا ... ہوجائی تو اوس وقت جو وہ کہے وہ کرے کیونکہ پھر اوسکے دل مین یہ خیال آ... مرشد نے خلاف خدا و رسول کوئی بات کہی چنانچہ مولانا حافظ فرماتے ہین شعر

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

اصل بات یہ ہی کہ مرشد کامل کے ہر حکم مین ایک پوشیدہ راز ہوتاہے اور اوسکا ...

وہی ہوتا ہے جو کہ شارع کا ہے اور اوسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی قانون کی حقیقت سے ایسا واقف ہو کہ گویا وہ اوس قانون کے بنانے مین شریک اور مشیر تھا یا کوئی طبیب کسی مریض خاص کے حالہ مین شیخ الرئیس وغیرہ کے قوانین کے خلاف راے دے تو اگر مریض قابل ہے اور خود بھی حکیم ہے ضرور اعتراض کریگا مگر العلم حجاب الاکبر اسیکا نام ہے لامحالہ مریض کو یہ لازم ہوگا کہ وہ اپنی رای کو کامل سمجھے ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ طبیب نالائق ہے اوسوقت یہ ضرور ہے کہ علاج بدل دے تو جب یہ سمجھ لیا جائے کہ طبیب کامل اور حاذق ہی اوسوقت یہ بھی ضرور ہے کہ جو کچھ کہے وہی کرنا چاہیے خواہ شیخ الرئیس کے خلاف ہو خواہ کسی اور کلیہ کے مجنسہ کے اور ایسی حالت مین مریض کو شفا بھی ہو سکتی ہے اسی طرح ہر ایک مرید کو بھی ضرور ہی کہ جو کچھ مرشد کہے وہی کرے اور یہ ضرور ہو گا کہ اوسکا ہر قول گو بظاہر خلاف شریعت ہو مگر باطن مین مقصود شریعت ہوگا جب اس مرتبہ کو طے کریگا تو ایک نسبت مرشد سے قائم ہو جائیگی اور اوس نسبت سے یہ نتیجہ ہوگا کہ سلسلہ مین جسقدر کاملین ہین سب کے فیوض کا پرتو اوسپر پڑیگا ظاہر ہے کہ ایسی حالت مین وہ اونھین کے زمرہ مین داخل ہو جائے گا اور حدیث مین بھی ہے کہ المرء مع من احب یعنی جو جس سے محبت کرتا ہے اوسیکے ساتھ حشر مین وہ ہوگا تو جب کوئی مرید اپنے مرشد سے محبت رکھتا ہے جو اوسکا حشر ہوگا وہی اسکا ہوگا اب رہی فنا فی الرسول کی صورت یہ مرتبہ متوسطین ہے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہی کہ یہ سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ فنا فی الرسول جو شخص ہے اوسکو فنا فی الشیخ کی ضرورت نہین اور فنا فی اللہ جو ہوتا ہے اوسکو فنا فی الرسول اور فنا فی الشیخ کی ضرورت نہین اور اسیطرح فنا فی الشیخ جو شخص ہے اوسکو بھی زیادہ ضرورت نہین کہ دونون منازل طے کرے لہذا صحت یہ ہی کہ فنا کے ہر سہ مراتب مین سے جس مراتب پر فائز ہو جائیگا منزل مقصود کو پہونچ جائیگا بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ قائم رہتا ہے اور نہ کچھ ایسی ضرورت ہے خود بخود ایک مرتبہ سے دونون مرتبہ مین پہونچ جاتا ہے

Marfat.com

فصل ۲۸
حقیقۃ الحقائق

حقیقۃ الحقائق کا بیان کرنا غیر ممکن ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت خواہ وہ ایک ادنی ذرہ یا قطرہ ہو اوسکی حقیقت و کنہ کا ظاہر کرنا امکان سے باہر ہے چہ جائیکہ حقیقۃ الحقائق وجہ اسکی یہ ہے کہ حقیقت کُنہ باطنی ہوتی ہے اور یہ دیدۂ دل کے مشاہدہ سے تعلق رکھتی ہے زبان و قلم سے ممکن نہین الفاظ کے بغیر کوئی بیان نہین ہوسکتا اور الفاظ عالم ظاہر سے وابستہ ہین اور عالم ظاہر کے لیے مخصوص ہین عالم باطن کیواسطے الفاظ نہین اگر ادراک خیال مین اونکی تجلی ہوسکتی ہے اور وہ تجلیات کسی قالب سے متعلق ہین یا جسطرح روح انسانی انسان کے جسم سے باہر نکلکر غیر مرئی ہے اوسی طرح حقیقت عقل کی سے باہر نہین نکل سکتی اور اگر نکلے تو اپنا جلوہ نہین دکھا سکتی اور مزید تشریح اسکی یہ ہے کہ بالکل یہطرح جسطرح ذات جب ظاہر ہوگی تو وہ صفت ہوجائیگی اوسی طرح جب ظاہر ہوگی یا کہیجائیگی تو حقیقت حقیقت نہ رہیگی بلکہ اسما ہوجائنگے اوس ذات حقیقت کے اسوجہ سے اوسکا بیان کرنا اس صورت سے محال ہے کہ حقیقت بیان مین آنیکے بعد حقیقت رہے عالم ظاہر مین حقیقت کا بدون قالب اسما کے آنا محال ہے اسوجہ سے بذریعہ الفاظ یا اشارات یا عبارات وغیرہ ادراک حقیقت ممکن نہین اور یہ امر صرف حقیقت پر موقوف نہین اور بہت ادنی چیزین جنکو ہم کیفیت کہتے ہین وہ بھی بیان مین نہین آسکتین۔ مثلاً درد جسمین ہم [illegible] ہین سو اگر کوئی چاہے کہ زبان یا قلم مین لاکر کسیکو دکھا سکے تو کوئی نہین دیکھ سکتا یا اگر کوئی چاہے کہ کسی لذت کو جو [illegible] قوت ذائقہ مین متجلی ہوسکتی ہے الفاظ سے ادا کرے یہ ممکن نہین جسنے کہ [illegible] چیزین [illegible] یا ایسی کسی چیز کا مزہ نہ چکھا ہو اوس سے اگر شیرین اور تلخی [illegible] کا اظہار کیا جائیگا [illegible] الفاظ تو یہ ممکن نہین کہ اوسکو ان لذتون کا پورا ادراک [illegible] یا [illegible] صرف [illegible] قوت ذائقہ مین اوسکی تجلی ہو اسیطرح حقیقت [illegible] سوای روح کے [illegible] چیز [illegible] اور بہت ہی مشکل چیز ہے [illegible] حقیقت عموماً اور خصوصاً حقیقۃ الحقائق الفاظ و عبارت سے ظاہر نہین ہوسکتی [illegible] حقیقت اپنی حقیقت مین نہ رہیگی ——

Marfat.com

لیکن حقیقۃ الحقائق اسطرح ہے کہ جیسے تمام روحون کے مجموعی کا نام عالم ارواح ہے اور یہ مرتبہ کہ حقیقۃ الحقائق کا ادراک ہوجائے کسی انسان کو بحیثیت انسان نہین ہوسکتا نہ کسی فرشتے کو بحالت ملکوتی ممکن ہے البتہ ممکن ضرور ہے اور یہ کس صورت مین ممکن ہے اسکا اظہار بیچ صاف صاف تو نہین کرسکتے مگر اتنا ضرور کہین گے کہ انسان جسوقت ذات مین فنا ہوجائیگا اوسوقت حقیقۃ الحقائق کا مدرک ہوجائیگا۔ مرتبہ فنا فی الذات ہم اوپر کی فصل مین بیان کرچکے ہین یہان صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ جب انسان جملہ صفات سے بری ہوجائے تو اوسوقت فنا فی الذات ہوسکتا ہے یہی مطلب اس حدیث شریف مین دوسرے الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جسنے مرے کو زمین پہ چلتے نہ دیکھا ہو وہ ابو بکر صدیق کو دیکھے اور حدیث شریف مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا کا بھی یہی مطلب ہے یعنی قبل اسکے کہ موت آئے فنا ہوجائے اور یہی فنا فی الذات ہے بہرصورت صرف اسی صورت سے حقیقۃ الحقائق کا ادراک ہوسکتا ہے اور اوسوقت وہ بظاہر دیکھنے مین انسان معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت مین وہ کچھ اور ہوتا ہے

فصل ۲۹
منتہای حقیقت

منتہای حقیقت تو وہی حقیقۃ الحقائق ہے مگر اس فصل مین یہ کہنا مقصود ہے کہ حقیقت کے عالم مین رسائی ہوجانے سے سالک کا کیا نام کیا ہوتا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے اوسے کیا کہتے ہین بس اسواسطے یہ فصل قائم کیگئی ہے۔ جاننا چاہیے کہ سالک طریقت جب طریقت کے اصول کا عامل ہوجاتا ہے اور کوئی خامی اوسمین نہین رہتی تو حقائق مین اوسکا دسترس ہوتا ہے اور جب ہر ایک عالم کا مشاہدہ ہوتا ہے یعنی ہر عالم ظاہر اور ہر عالم باطن پر اوسکے مشاہدہ کا تصرف ہونے لگتا ہے اور باطن در باطن یہانتک کہ تمام سلسلۂ باطنی مین وہ دخیل ہوجاتا ہے تو اوس باطن کو پہونچتا ہے جسکے اندر اور کوئی باطن نہین بس یہی حقیقت الحقائق ہے اور جب وہ حقیقۃ الحقائق رسا ہوتا ہے تو اوسے عارف کامل کہتے ہین اور یہی معرفت کاملہ ہے اسی معرفت کے حصول کیلیے تمام منازل سلوک طے کیے جاتے ہین اور کوئی شمہ ایسا نہین جو متعلق باطن ہو اور اوسکے احاطۂ ادراک سے

باہر ہو اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا عارف وہ ہے
جو یہ کہے کہ مین تجکو اتنا نہین پہچانتا جتنا پہچاننے کا حق ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ جبتک
انسان انسان ہے اوسوقت تک عرفان کامل نہین ہو سکتا کیونکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی
کہ پہچاننے کا حق جو ہے وہ بالاتر ہے اور باقی رہجاتا ہے اوس انسان سے جو سب سے
بڑا عارف ہو تو انسانون مین سب سے بڑا عارف انسان عارف کامل نہین ہوتا اور عارف
کامل وہی ہوگا جو واصل حق اسطرح ہو جائے جسطرح حباب فنا ہوکر دریا مین وصل اور نامعلوم
ہو جاتا ہے تو جیسا کہ قطرہ فنا ہو کے قطرہ نہین رہتا اور دریا کے حکم مین آجاتا ہے اسیطرح
انسان فنا فی الذات ہو کے اوس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہی جسکو عرفان کامل کا مرتبہ کہتے ہین اور گویا
یون سمجھ لینا چاہیے کہ جو شخص عرفان کی کوشش نہین کرتا وہ اپنے خلق کے مقصود اصلی کو
فوت کرتا ہے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کے خلاف راہ پر چلنا چاہتا ہے اور اس حدیث
قدسی کے مفہوم کو رد کرتا ہے احببت ان اعرف فخلقت الخلق اور شریعت کے باطن سے
کوئی تعلق نہین رکھتا ہے اور اطلبوا العلم ولو کان فی الصین کی حدیث پر عمل نہین کرتا اور
اوس نعمت سے محروم ہے جو تمام نعمتون سے بہتر خدا نے پیدا کی ہے یعنی عقل اور وہ کسی ذرہ
یا قطرے کی اصلی حالت سے واقف نہین بلکہ محض جاہل اور کم عقل ہے اور اگر ظاہر شرع کا
عامل ہے تو وہ وصال خدا یا عرفان کے بجائے جنت و حور کا طالب ہے اور گویا اوسکا مقصود
اصلی عیش و راحت ہے اور جو خلاف شرع ہے وہ تو گویا جہنم کا عاشق ہے اور [illegible]
اوسکا مقصود معلوم ہوتا ہے غرض یہ کہ سوای معرفت کے اور کوئی شے انسان اور [illegible]
آفرینش کا مقصود نہین اور نہونا چاہیے اور جسقدر قوانین تمدن [illegible]
نبی کی امت مین رواج پذیر ہون یا کسی بادشاہ کی رعایا مین [illegible] ہون یا کسی قوم [illegible]
مروج ہون ان سب کا مفہوم تمدنی ہے اور تمدن کا خاص [illegible] ہے کہ [illegible]
پادشاہ ہراہ عام ہے [illegible] مسافرون کو آپس مین ایک [illegible] کی [illegible] کرنا چاہتے [illegible]

کوئی کسی کو پریشان نکرے تاکہ اوسکی منزل کہوٹی نہو انسان کو ستانا ایک قسم کی رہزنی ہے اور ایسی رہزنی جس سے خود رہزن بھی اپنے گھر اور منزل کا راستہ بہول جائے اسیواسطے لکھا ہے کہ خلق اللہ کو دکھ پہونچانے سے بڑھکر کوئی گناہ نہین اور خلق اللہ کو ارام پہونچانیسے بڑھکر کوئی عمل خیر نہین اور اسیوجہ سے ہر نبی پر ابلاغ فرض عین اور امت کے ہر فرد پر عمل اوسکا فرض عین ہے ۔

غرض کہ معرفت بھی مقصود اصلی ہے اور کوئی منزل کسی مسافر کو نہین ملتی جب تک اوسکا صحیح راستہ نہ اختیار کرے اور صحیح راستہ عقلاً و نقلاً سوا [illegible] کے اور کوئی نہین کہ تابع [illegible] اور سالک طریقت ہو۔ اکثر لوگون کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صرف خلق اللہ کو نفع پہونچانے اور موحد ہونے سے کامل المعرفۃ اور واصل الی اللہ ہو گئے یہ صحیح ہے مگر یہ اوس [illegible] جب کوئی نبی اونکے سر پر نہو کیونکہ جب مسافر کو رہنما نہ ملا اور راہ سے اپنے ہمراہیونکو [illegible] نہ پہونچایا تو اوسکا سد راہ کوئی نہو اور خدا نے اوسکو بات خود اپنی طرف بلا لیا کیونکہ [illegible] معذور ہے بے رہنما ہے اور اپنے ہمراہ مسافرون کو کوئی دلیل بھی نہین پونچایا [illegible] سر پر رہنما ہو کہ نبی ہوتا ہے موجود ہو تو اوسکو اس [illegible] سے گردانی کرنا ایسا گناہ ہے کہ اوس گناہ سے ضرور ہے کہ اوسکے لیے اور راستے [illegible] ہو جائین تو اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کوئی شخص منزل مقصود کو نہین پہونچسکتا

باب چہارم معرفت

فصل اول
عرفان ذات باری

ذات باری کا عرفان خود ذات اقدس کے سوا دوسریکو ہونا ممتنع ہے کیونکہ یہ ایک ماننے کی بات ہے کہ کسی شخص یا چیز کا عرفان اوسی ذات کو ہوسکتا ہے جو کم از کم اوسکے کمالات باطنی اور ظاہری کو محیط ہو اور اگر پہچاننے والا خود محاط ہو تو اپنے محیط کا عارف کامل نہین ہوسکتا چنانچہ ذات باری ہمارے

Marfat.com

اوپر مخلوق کے خود بھی محیط ہے لہذا وہ ہمکو اپنے عرفان کے احاطہ مین اور اپنے ادراک کے ساتھ
لیسکتا ہے ہم اوسکو محیط ادراک نہین ہوسکتے اسیواسطے ارشاد ہوا ہے لاتدرکہ الابصار و
ہو یدرک الابصار یعنی ابصار مین اوسکا ادراک نہین کرسکتین وہ ابصار تون کا ادراک کرتا ہے اور
دوسری وجہ یہ ہے کہ نور حقیقت قوت مدرکہ انسانی کو اسیطرح خیرہ کردیتی ہے جسطرح آفتاب اپنی
دیکھنے والی آنکھ کو چکا چوندھ ڈالدیتا ہے اور دیکھنے نہین دیتا تو جب ادنی چیزین ادراک
انسانی مین نہین آتی ہین اتنی بڑی چیز کو جو کہ محیط ہے سارے عالمون کو اور جو سب موجودات
اور روح ہے ہر جسم کی اور ذات ہے ہر صفت کا مین اور نور ہے ہر ظلمت کیلئے اوسکا ادراک
و عرفان انسان کو قطعی محال ہے مگر انسان جب انسان نہین رہتا تو اوسوقت عارف کامل
ہوجاتا ہے یا یون کہا جائے کہ عارف کامل انسان کے جامہ مین رہکر انسان نہین رہتا [illegible]
بہتر ہوگا اگر مسئلہ رویت بیان کردیا جائے

چہرے کی آنکھون سے کوئی شخص خدا کو ہرگز نہین دیکھ سکتا کیونکہ جو شے حواس باطنی کو اپنے ادراک مین
نہ لگا لیوے اوسکو چہرے کی ظاہری آنکھ کیونکر دیکھ سکتی ہے جسقدر چیزین [illegible] نظر آتی ہین
اونکے لیے لازم ہے کہ وہ جسم ہون اور صرف جسم ہی نہین بلکہ کسی لون مین ہون [illegible]
رنگ سطح جسم پر ہو مثلاً ہوا جو کہ کوئی لون نہین رکھتی ہے اگرچہ جسم ہے لیکن نظر مین نہین آتی البتہ اوسکا
ادراک دوسری قوتون سے ہوتا ہے یعنی اوسکی سنسناہٹ قوت سامعہ محسوس کرتی ہے
اور قوت لامسہ کے حس مین بھی وہ آتی ہے اور جب وہ کسی قسم کی بو سے [illegible]
شامہ بھی اوسے محسوس کرتی ہے علی ہذا القیاس حواس باطنی [illegible]
باصرہ مین صرف وہی چیز آسکتی ہے جو کہ مجسم اور [illegible] ہو [illegible]
بری ہے نہ وہ جسم رکھتی ہے اور جب جسم نہین [illegible]
تو نظر نہین آسکتا اور اس رویت کے موافق حضرت موسی نے اوسے دیکھنا چاہا اگر یہ نظارہ
ممکن ہوتا [illegible] ارشاد ہوا کہ تو مجکو نہین دیکھ سکتا ہے [illegible] حضرت موسی نے [illegible]

آخر ایک تجلی نے بیہوش کر دیا وہ تجلی اگرچہ ذاتی تھی مگر تجلی ہی کے قالب مین تھی اسیلیے ایک روشنی
مثل برق کے اول محسوس ہوتی اور پھر چونکہ تجلی ذاتی تھی اور اوسکی صفت تنزیہی ہے اسوجہ سے
حضرت موسی تو بیہوش ہوے اور طور جلگیا تنزیہی اور ذاتی تجلی کا مقتضا یہ ہے کہ وہ فنا چاہتی ہے
اسیلیے طور کی استعداد کے موافق اوسکی فنا ہوگئی یعنی وہ جلگیا اور موسیؑ کے حیثیت کے موافق
اونکی فنا ہوگئی یعنی تھوڑی دیر کے لیے صفات جدا ہو گئے اور صرف ذات باقی رہگئی اور موسیؑ
کی وہ حالت تھی جسکو غش سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ وہ غش نہ تھا بلکہ صفات کی فنا تھی اور
اسمین راز یہ ہے کہ موسیؑ کی بھی آرزو پوری ہوتی تھی اسوجہ سے اونکے حواس ظاہری تو معطل
کر دیے گئے مگر دیدۂ دل کی آنکھ کھولدی گئی اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دیدۂ دل اوسیوقت وا ہوگا
جبکہ دیدۂ ظاہر بند ہو — تو جب موسیؑ منزہ ہوگئے یا مختلف و متعدد الفاظ مین اس طرح کہا جائے
کہ دیدۂ ظاہر کو بند کرکے دیدۂ باطن سے مشاہدہ کرنے کے لیے تیار ہوگئے یا تجلی ذاتی سے
مناسبت کیلیے کیفیت ذاتی حضرت موسیؑ مین باقی رہگئی تھی جسطرح نور اوس ذات کا آنکھ کے مقابل تھا
اوسیطرح ذات اوس نور کی دیدۂ دل کے مقابل تھی مگر آنکھ جسطرح اوس نور سے جھپک گئی
تعجب نہین کہ اوسطرح دیدۂ دل نہ جھپکا ہو کیونکہ خدا کو منظور تھا کہ کچھ نظارہ کرین اور اسکی دلیل
یہ ہے کہ حضرت موسیؑ اول تو ایسی درخواست جو ناممکن الوقوع اور خلاف عرفان ہے نہین
کر سکتے تھے دوسرے خدای تعالی کو کچھ لحاظ اس امر کا ضرور رہا ہوگا کہ جہانتک ہے علیحدہ ہو
وہانتک حضرت موسی کی یہ خواہش پوری کر دیجائے اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خدای تعالے
ایک نبی کے دل مین جو کہ معصوم ہے کبھی ایسی غلط اور باطل تمنا نہین پیدا کر سکتا جو کہ خدا کی
شان مین کمی ظاہر کرے یا اپنی ناواقفیت اور جہالت کا ثبوت دے لہذا یہ ماننا پڑیگا کہ حضرت
موسیؑ کو حسرت رویت اوسیطرح تھی جسطرح کہ ممکن ہے یعنی دیدۂ دل سے اب رہا یہ امر کہ انکار
کیون ہوا اگر بہر نظارہ دیدۂ دل کا ممکن تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر ظاہری صورت انکار اور
حضرت موسیؑ کے غش کی نہوتی تو ہر شخص کو جرأت نظارہ ہو جاتی تو خدا کیا ہوا ایک تماشا ہوا

Marfat.com

لہذا اسکا یہ انکار اور بباطن قبولیت تھی اور اس انکار مین صداقت یہ تھی کہ چشم ظاہر سے موسیٰ نہ دیکھ سکے اور قبولیت کی صداقت یہ ہوئی کہ چشم باطن سے دیکھ لیا۔ تو خدای تعالیٰ کے دیدار مین جب یہ مشکلین ہین اوسکا عرفان کسقدر مشکل ہوگا کیونکہ اول مرتبہ علم و عرفان کا مشاہدہ ہے بعد اسکے اور بہت مراتب ہین اوسوقت سب کے آخر مین عرفان ہو سکتا ہے کہ وہ بھی اگر ممکن ہو لیکن یہ بھی نفی نہین کیجاتی کہ عرفان ذات سبحانہ تعالیٰ ممتنع ہے کیونکہ جو واصل حق ہو جائیگا اوسے عرفان کامل حاصل ہوگا اور واصل حق ہو جانا چونکہ ممتنع نہین اسوجہ سے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ عرفان بھی ممکن ہے اب رہا یہ امر کہ واصل حق ہونا کیونکر ممکن ہے اسکا امکان اور اوسکا اظہار تو اونھین لوگون سے کچھ خوب ہو سکتا ہے جو کہ واصل الی الحق ہین ہم سوا اسکے اور کچھ نہین کہہ سکتے کہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اذ یہ رجوع اصل مین خوشخبری اور مژدہ ہے کامیابی وصل کا ورنہ محض رجوع کے لیے تو ہر ایک چیز موجود ہے کوئی شئے نہین جو اوسکی راجع نہو البتہ رجوع مسرت و کامیابی جسکا اظہار راضیۃ مرضیۃ سے بخوبی ہو رہا ہے یہی ظاہر کر رہا ہے کہ جس نفس مطمئنہ کو جو آرزو ہو اسکے حاصل ہونے کے بعد عاشق اور طالب وصل کی رضامندی ہو سکتی ہے تو اگرچہ صاف و صراحۃ اسکا اظہار نہین کیا گیا مگر ایسے معاملات اسیطرح ظاہر کیے جاتے ہین کلّمھم کلّ آ اگر کہے جائین تو بہت نقصان ایسے لازم آئین جو کہ قانونی یعنی شرعی مصلحت کے خلاف ہین تو کسی کو اس امر سے نا امید ہونا نہ چاہیے کہ عرفان یا وصل حقیقی حاصل نہوگا مگر یہ بات ضرور ہے کہ سالکون نے جو اصول قرار دیے ہین اونکی اتباع کرنا لازم و الزم ہے اور اگر ایسا نکریگا تو کوئی اور صورت کامیابی کی عادت اللہ کے موافق نہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت تو فرض ہین ہے اور اسکا کہ اونمین سے کوئی کسیکو کم ہو یا کوئی زیادہ ہو۔

فصل ۲
عرفان ذات خود

اپنے آپ کو جسنے پہچان لیا ہے وسنے گویا خدا کو پہچان لیا وجہ اسکی یہ ہے کہ انسان مجموعہ جملہ صفات باری تعالیٰ ہے اور عالم بھر مین سے کوئی شئے ایسی نہین کہ

جو کہ انسان میں ہو اسی سے اسکو عالم صغیر کہا ہے تمام عوالم کے ساتھ مطابق کر کے انسان کے
تمام اعضاء وغیرہ کا بیان تو نہایت طویل ہوگا مگر چند امور کلیہ بیان کیے جاتے ہیں —

اول اعیان ثابتہ ہیں جو کہ دراصل صور علمیہ ہیں اور یہ تمام موجودات سے پہلے حضرت علمیہ میں ارادے کی ساتھ ہی صورتیں قائم ہوئیں اور وہ صورتیں بحیثیت مجموعی کلیات کے طور پر تھیں نہ کہ بطور جزئیات تو انسان میں بمقابل اعیان ثابتہ کے وہ ارادہ و [illegible] جنمیں ضرورت کی وجہ سے اوسکے ساتھ ہی کسی چیز [illegible] کا تصور پیدا ہوتا ہے —

بعد اعیان ثابتہ کے وہاں عالم مثالی ہے جسمیں تمام کائنات کی وہ صورتیں جو کہ فرداً فرداً علیحدہ علیحدہ ہیں قائم ہوئیں تاکہ اون صورتوں کے مطابق کائنات کا ظہور ہو اور عالم مثالی کو روحانی تعلق اعیان ثابتہ سے ہے [illegible] تعلق تمام موجودات سے [illegible] عالم مثال روح و جسم کے مابین میں ہے اسکے مقابل میں انسان کے یہاں قوت متخیلہ [illegible] اور اسکو عالم خیال بھی کہتے ہیں اسی عالم میں انسان [illegible] صورتیں پیدا کرتا ہے جنکی وہ تمام اشیا جنکا ارادہ اوسنے کیا تھا بنا کے خارج میں ظاہر کریگا اور جسطرح عالم [illegible] اعیان ثابتہ کی تفصیل ہوتی ہے اوسیطرح انسان کے عالم خیال میں اوسکے ارادے کی تفصیل ہوتی ہے وہاں صور علمیہ کلیہ سے یعنی اعیان ثابتہ سے تعین عالم مثال [illegible] طور کہا یہاں تصور مطلق سے عالم خیال میں جزوی [illegible] قائم [illegible] انسان [illegible] اور قوی الدماغ جب کوئی انجن یا مشین بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو عالم خیال میں [illegible] کل پرزے ادنی سے اعلی تک تجویز کر کے [illegible] صورت [illegible]

بعد ازان عالم مثالی کے مطابق وہاں تمام کائنات کا [illegible] اور اول وہ چیزیں [illegible] لازم تھیں مثلاً خلقت دنیا [illegible] عناصر بنائے گئے بعد اوسکے [illegible] اسیطرح [illegible] عالم خیال کے مطابق [illegible] اشیا و سامان فراہم کرتا [illegible] کیلئے [illegible] یعنی [illegible] کیلیے اونکو مناسب [illegible]

ڈھالنے یا گرم کرنے کے لیے آگ پانی وغیرہ اور اوزار اوسکے بعد جسطرح وہاں موالید ثلاثہ [illegible]
اوسیطرح یہاں پرزے اوسنے بنائے اور ہر پرزہ ایک مکمل شئی بھی ہے اور انجن کا جز بھی ہے
اوسیطرح وہاں ہر شئی اپنی جگہہ پر مکمل بھی ہے اور نظام عالم کا ایک پرزہ بھی ہے علی ہذا القیاس
عالم کبیر میں جسقدر چیزیں ہیں وہ سب انسان میں بھی موجود ہیں مشکل اور بڑی بڑی چیزیں [illegible]
وہ ظاہر کر دی گئی ہیں اور [illegible] معمولی طور سے معلوم ہو سکتی ہیں اور چونکہ انسان میں
سب کچھ ہے اسلیے وہ سب [illegible] بشرطیکہ اپنے تمام پرزوں اور مادوں کو اپنی جگہہ
صرف کرے اور اگر بیجا اور بے محل صرف کریگا تو اوسکی مثال ایسی ہوگی کہ جیسے انجن [illegible]
کہ انسان وحیوان اور ضروریات انسانی کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جہاں ضرورت ہو پہنچائی
مگر ایسا نکرے بلکہ اوس انجن کو صرف کوڑا کرکٹ اوٹھانیکے لیے وقف کرے اور آدمی اپنا اپنا
سامان اپنے سر پر اوٹھا اوٹھا کے ہزاروں کوس کی منزلیں طے کریں [illegible] جب انسان اپنی تمام
جزئیات وکلیات کو پہچان لیگا [illegible] ان قوتوں کو دیکھے گا [illegible]
ان سب اجزا کے ذریعہ سے اوسکی رسائی اوس ذات تک ہو جائیگی جسنے خود اوسکو اور تمام عالم
[illegible] بنایا ہے اور یہ رسائی ذہنی صرف خیالی نہو کیونکہ اگر خیالی ہوئی اور مشاہدہ نہوا [illegible]
[illegible] لکھا ہے اوسپر یقین کر لیا اور بالذات مشاہدہ نکرے تو [illegible] علم الیقین ہوگا عین الیقین
ہرگز نہوگا عین الیقین اوسوقت ہوگا جبکہ اپنی آنکھہ سے اپنے تمام اجزا وقوی کو مشاہدہ کرتا جائے
اسکی ترتیب اوسیطرح ہوگی جسطرح اوسکی قوت مشاہدہ ترقی [illegible] مراتب طے کریگی اور اوسکا
سلسلہ یہ ہوگا اول ظاہر کا مشاہدہ ہوگا ظاہری آنکھہ سے اور پھر [illegible]
بطون در بطون کا یہانتک کہ حقیقت [illegible] دیدہ دل کیا [illegible]
عین الیقین حق الیقین [illegible] عرفان کامل [illegible]
نہیں ہو سکتا جب تک [illegible]
غبار سے صاف نہو اور غبار آئینہ [illegible] کثافت روح [illegible]

نفس امارہ اور اوسکی تحریکات مین جسوقت یہ نفس امارہ جوکہ ایک حجاب ہے رفع ہوجائے گا درمیان مین کوئی پردہ نرہیگا اور مشاہدہ شروع ہوگا جسقدر حجابات رفع ہوتے جائین گے اوسیقدر مشاہدات آگے بڑھتے جائین گے یہانتک کہ مرتبۂ عرفان مین داخل ہوجائے گا اور اس حدیث کا یہی فلسفہ ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ بعض لوگون کا خیال ہو کہ ہر ذرہ کی حقیقت سے واقف ہوجانیکے بعد عرفان حاصل ہوسکتا ہے مگر اصل بات یہ ہو کہ اگر علم و معرفت ذرہ ہی مین محدود رہی تو عرفان بھی محدود ہوگا کامل نہوگا کیونکہ ذرہ یا کوئی شئی جو سوا انسان کے ہے جامع صفات الٰہی نہین ہے لہذا سوای انسان کے ہر چیز کا عرفان عرفان ناقص ہوگا مگر انسان جب اپنے آپکو پہچان لیگا تو عارف کامل ہوگا کیونکہ یہ علم معرفت تفصیلی و کلی ہے جزئی نہین اور دوسری چیزون کا علم جامع نہونیکی وجہ سے کلی اور تفصیلی نہین اور حدیث شریف مین لفظ من جو زیادہ ہے تو یہ ہمیشہ صاحب نفس کے لیے زیادہ تر استعمال کیا جاتا ہے اور غیر ذوی العقول کیواسطے ناصح اور اس حدیث کی شرح سے صاف بنا ہو رہا ہے کہ اسکا اشارہ انسان ہی کیطرف ہے نہ کہ دیگر حیوانات کی جانب آپ مین پھر اس بات کو دہرا کرتا ہون کہ عرفان محض خیالی یا ذہن رسائی نہین ہوتا اگر ایسا ہو تو اوسکو علم کہین گے عرفان نہ کہین گے اور علم و عرفان مین بہت بڑا فرق ہے وہی فرق ہے جو کہ علم الیقین اور حق الیقین مثلاً ہر انسان عالم و عاقل یہ جانتا ہے کہ انسان کے تمام کام دماغی قوتون پر موقوف ہین مگر یہ جاننا عرفان کے لیے کافی نہین ہے بلکہ اول بچشم خود اون قوتون کو اپنے دماغ مین سب حرکتین کرتے دیکھے اور پھر اپنے اس عینی معلومات کے موافق اونسے کام بھی لے اوسوقت یقین کہ دماغ کام کرتا ہے حق الیقین ہوجائیگا اور جبھی ان دماغی قوتوان اور اوسکے مخزن کا عرفان ہوگا تو یہ ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے دماغ کے اندر کا حال بچشم خود نہین دیکھ سکتا بلکہ جو چیزین مجسم ہین اونکو بھی دیکھنا محال ہے اسوجہ سے کہ آئینہ مین تو صرف حصہ ظاہری کا عکس پڑتا ہے اور نہ تو دماغ کا اپنے اپریشن کر سکتا ہے اور نہ اپریشن سے باطنی اشیا

Marfat.com

یعنی قوتین نظر آتی ہین مثلاً عقل و محبت وغیرہ کو کوئی شخص کسی طرح نہین دیکھ سکتا مگر جسکا آئینہ
قلب خیالات غیر ضروری کے غبار سے صاف اور جسکی روح نفس امارہ پر غالب ہو وہ صرف
قوتون ہی کو نہین بلکہ سبکی حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے اور جبھی وہ عارف ہو سکتا ہے بغیر اسکے ممکن نہین
فصول گذشتہ مین ہم اصول و فروع تزکیہ نفس و تصفیہ لکھ چکے ہین اونہین کے موافق عملدرآمد
کرنیسے یہ مشاہدات رفتہ رفتہ حاصل ہوتے ہین بار بار لکھنے کی ضرورت نہین اب اسمقام
صرف اتنا کہنا اور ہے کہ اپنی ذات کا عرفان اسقدر مشکل ہے جسقدر خدا کا عرفان کیونکہ
صرف لفظون مین فرق ہے حاصل دونون کا ایک ہی ہے چنانچہ انسان اپنا عرفان کر لیتا ہے
تو اپنے کو بھول جاتا ہے اور نہ اوسکی ہستی رہتی ہے نہ وہ اپنی ہستی کو کچھ سمجھتا ہے تو جب
خودنما صرف ذات باقی رہی لامحالہ یہ عرفان اپنا نہوا بلکہ ذات کا ہوا اور اس عرفان کا راز
بھی یہی ہے کہ انسان مجموعہ صفات ذات کا نام ہے اور [illegible] صفات کے ذریعہ سے
ذات کا عرفان ہوتا ہے تو اپنا عرفان درحقیقت دوسرے الفاظ مین یون ہے کہ صفات
الٰہی مین ذات کو تلاش کرنا جب صفات کے منازل [illegible] آگے گذر کے ذات تک
پہونچ جائیگا تو ضرور ہے کہ صفات کی اہمیت بلکہ [illegible] اوسکی نگاہ مین نہ رہیگی اور چونکہ
ہر چیز ظاہر [illegible] اور [illegible] ذات [illegible] صفات زائد نہین بلکہ ذات
اعتبار [illegible] صفات [illegible] رہتی ہے اور اوسوقت ذات [illegible] کی حقیقت
[illegible] مثل الفاظ اور اعتبارات کی
وقعت [illegible]
[illegible]
دیکھ رہا ہے اور وہی [illegible] اور [illegible] رہا ہے
اسکی مثال یون ہے کہ جیسے [illegible] دیکھنے والا [illegible] معلوم ہو رہا ہے
اور قریب [illegible] اپنے [illegible] ہوگا و اہل نظرت
نے [illegible] اور اہل [illegible] اسطرح [illegible]

وصل
علامت عرفان

عارف کو عارف ہی پہچان سکتا ہے جسطرح انسان کو صرف انسان ہی پہچان سکتا ہے کوئی حیوان یہ قدرت نہیں رکھتا مثل مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد لیکن ہر ایک غیر عارف اگر عقل سلیم رکھتا ہو تو اسطرح پہچان سکتا ہے کہ زیادہ دھوکا نہ کھائیگا اور وہ علامات جنکے ذریعہ سے عرفان ہوگا حسب ذیل ہیں۔ تمام اصول تزکیہ نفس و تصفیہ جس میں موجود ہوں یا ایسا ہو کہ کسی ایک رکن میں اوسکا ایسا انہماک ہو کہ دوسرے اصول کیطرف اوسکو زیادہ توجہ نہو سکے مگر خصوصیت کے ساتھ تمام نفسانی افعال سے پرہیز رکھتا ہو اور انانیت سے بری ہو اور اوسکی مشیت اور مقصود حصول دنیا نہو اور خلاف شریعت وہ امور جو بالاتفاق حرام ہیں قطعاً انکرتا ہو غالباً عارف ہوگا یا قریب اسکے ہوگا کہ عارف ہو جاے افعال حرام میں سب سے برا فعل ایک تو زنا ہے دوسرے کسی کا دل دکھانا ان دونوں کا مرتکب جو شخص ہو وہ ادنی درجہ کا بھی [illegible] نہیں ہوسکتا سلوک طریقہ حقیقت و معرفت تو بہت دور ہے انہیں سے اگر ایک بھی پائی ہو تو قطعی حکم لگا دینا چاہیئے کہ زمرۂ اہل اللہ سے نہیں اور عارف کی شناخت یہ بھی ہے کہ [illegible] زیادہ ان کے علاوہ خود بخود دل اوسکی طرف کھنچے اور اوسکے پاس بیٹھنے اور اوسکی صحبت اور [illegible] نیک کاموں کیطرف ایک عجیب طریقہ سے قلبی توجہ ہو جن بری باتوں کا چھوٹنا [illegible] معلوم ہو وہ خود بخود بدون کوشش ترک ہو جائیں اور دل نہ چاہے اور جن اچھی [illegible] کوشش کسی طرح آتی نہ ہوتی ہو خود بخود اونمیں جی لگے مگر یہ لوگ بدنفس [illegible] عارفوں کی شناخت نہیں ہوسکتی کیونکہ ہمیشہ نیک نفس جو کہ صاحب [illegible] وصاحب فراست ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ مومن ایک [illegible] فراست رکھتا ہے جو [illegible] طرف سے ملتی ہے درحقیقت عقل سلیم [illegible] الٰہی ہے [illegible] نصیب ہو اوسکو ہر ایک امر کی شناخت ہوسکتی ہے خصوصاً عرفان کی علامت [illegible] کو نہیں پہچان سکتا اور [illegible]

Marfat.com

اول تو ہر شی عالم ظاہر سے متعلق نہین دوسرے جو خصوصیات اہل اللہ کے ہین یعنی
کرامات و خرق عادات وغیرہ تو ساحرون اور شعبدون ہین جو خاص امور ہوتے ہین اونکی
ظاہری کرامات سے بہت مشابہ ہے لوگون کو اکثر دھوکہ ہوتا ہے دوسرے اکثر دنیادارون نے
عارفون کا لباس اور کلمات کو اختیار کیا ہے تاکہ لوگون سے اونکو نفع دنیوی پہونچے
اور یہ لوگ ایسی باتین اور حرکتین کرتے ہین جنکی وجہ سے غرضمندون کو دھوکا ہوتا ہے
مگر صاحبان عقل سلیم کبھی اونکے دھوکے مین نہین آتے اور وہ اندرونی باتون کو نہین اونکے
خیالات اور نیتون کو دیکھتے ہین اور اوسی سے پتہ لگاتے ہین یہ دنیادار ہین یا حور و جنان
کے طالب ہین یا خدا سے عشق رکھتے ہین اور ہمیشہ انھین خیالات مین رہتے ہین اور نیت و خیال
ایک ایسی غالب چیز ہے کہ اہل نظر و عقلمندون سے پوشیدہ نہین رہتی کیونکہ جس شخص پر جو نیت
غالب ہوتی ہے وہ ہر ایک کام قریب و بعید اوسی نیت سے کرتا ہے تو یہ کہانتک پوشیدہ
رہیگا الکھہ چھپائے کسی نہ کسی [illegible] ظاہر ہو [illegible] ہے اکثر تجربہ کارون نے دیکھا ہے کہ
بعض اہل اللہ اپنے کو چھپانے کے لیے وہ حرکات کرتے ہین جو شرع مین [illegible] انھین غرض لغویات ہین
حرام نہین تاکہ لوگ انکو دنیادار کہین [illegible] ظاہر کرتے ہین بعض یہ ظاہر
کرتے ہین کہ ہم شراب پیتے ہین [illegible] کرتے ہین جسمین وہ پوشیدہ
رہتے ہین اور جو [illegible] دنیا [illegible] ہین اونہین سے بعض تو رنگین لباس پہنتے ہین
[illegible] ہاتھہ مین بقول مولانا تسبیح [illegible] اور بعض اہل دنیا وہی
وہی حرکتین کرتے ہین جو اپنے آپکو پوشیدہ کرنے [illegible] اہل اللہ کیا کرتے ہین [illegible]
دنیادار ہو یا فقیر کا خیال اور نیت زیادہ [illegible] نہین [illegible]
کافی ہوتا ہے اور اصل تو یہ ہے کہ دنیا مین ہر [illegible] لباس مین کلی ذاتی [illegible]
ہوتی ہے شخص [illegible] کی صفت مین نہین ہو سکتی [illegible] ان دونون کا جمع رہنا
لازم ہے یہ ضرور ہے کہ [illegible] کسی مین [illegible] کی وجہ سے کوئی کم مشہور ہوتا ہے

Marfat.com

کوئی شہرہ آفاق ہو جاتا ہے - اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تشبیہ و تنزیہ مین اختلاف ہوتا ہے مثلاً بعض لوگ فقیر کامل مشہور ہین اور دراصل وہ شیطان ہین اور بعض دنیادار مشہور ہین مگر حقیقتاً وہ کامل ہین لیکن یہ شہرت عکسی عوام مین ہوتی ہے خواص انکی اصلیت سے واقف ہو جاتے ہین کیونکہ ہر ایک ذات منزہ کبھی نہ کبھی تشبیہ مین ضرور متجلی ہوتی ہے خواہ وہ تشبیہ خواص ہی کے لیے مخصوص ہو اور اکثر تشبیہ منزہ یعنی فنا ہو جاتی ہے مگر یہ تشبیہ جلالی ہوتی ہے تشبیہ جمالی کبھی فنا نہین ہوتی اور تنزیہ سے نہین بدلتی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جو شخص عوام مین کامل مشہور ہے اور خواص مین ناقص تو آخرکار وہ عوام مین بھی ناقص ہی مشہور ہو جائیگا خواہ مرنے ہی کے بعد کیون نہو اور جو فقیر کامل اپنے کو پوشیدہ رکھتا ہے عوام اوسکو دنیادار یا گنہگار سمجھتے ہین وہ ایک زمانہ کے بعد ضرور کامل مشہور ہو جائیگا مگر یہ شہرت جمالی ہے اسکو تغیر زوال کیطرف نہوگا ایک مقولہ مستند یہ ہے کہ انچہ ہستی بنما ورنہ نمایند ت کوئی شخص جو درحقیقت کامل ہو وہ جب مشہور ہو جاتا ہے تو روز بروز اوسکی شہرت زیادہ ہی ہوتی جاتی ہے کیونکہ اگر پھر وہ منزہ ہو تو یہ ایک ظاہری زوال ہے مگر تجلی جمالی کسی زوال کی مقتضی نہین بلکہ ہمیشہ عروج کیطرف مائل رہیگی -

غرض یہ ہے کہ ان سب پہلوؤن پر عقل سلیم رکھنے والے شخص کو غور کرکے دیکھنا چاہیے اور کرامات و خرق عادات کوئی چیز نہین شعبدہ و سحر اور استدراج اور کرامت و معجزہ ان سبکی ظاہری صورت ایک ہی ہے صرف اوس شخص کے حالات باطنی معلوم کرنا چاہیے جس سے خرق عادات سرزد ہوتے ہون اوسیوقت یہ بھی معلوم ہو سکیگا کہ یہ معجزہ ہے یا کرامت ہے یا شعبدہ ہے - ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے آپکو فقیر بتاتا ہو اور صاحب خرق عادات ہو لیکن دراصل فقیر نہو تو وہ جھوٹا ہے اور بکثرت اوسکو جھوٹ کی عادت ہوتی ہے صرف یہی ایک فعل ایسا ہے کہ پوشیدہ نہین رہسکتا جھوٹا آدمی آخرکار جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے چنانچہ فقرا اپنے آپکو چھپانے کی غرض سے جو دروغگوئی کرتے ہین اونکا دروغ بھی کھلجاتا ہے

اب رہا یہ امر کہ وہ خلاف شرع خصوصاً کذب کے جو کہ حرام مطلق ہے کیون عادی ہوتے ہین اور کسطرح زمرۂ اہل اللہ مین شمار اونکا ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی ایک گناہ سے چند گناہ ملے ہوتے ہون تو ایک گناہ کو اختیار کرنا پڑتا ہے اور اسیکو دروغ مصلحت آمیز کہتے ہین اگر اس سے بہت فسادات اور نقائص پیدا ہوتے ہون تو اس دروغ کو اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن جو لوگ کمال عالی ظرف ہین اونکو اپنے عرفان کے اظہار سے کسی طرح کا روحانی نقصان نہین ہوتا اونکو پوشیدہ کرنیکی ضرورت نہین اور اونہین ایسا جھوٹ بولنا جائز بھی نہین جیسا سوال کرنا حرام ہے مگر جب سوال نہ کرنیسے یہ نقص لازم ہو کہ اور افعال حرام ہونگے تو سوال کرنا حرام نہین رہتا مگر زنا وغیرہ کی حالت مین جائز نہین خواہ اوسکو پوشیدہ کرنے کی ضرورت کیسی ہی ہو بہ نسبت اور افعال حرام کے زنا مین ایک شیطانی خصوصیت ایسی ہے کہ تمام عمر کی عبادت کا سارا اثر ایک مرتبہ زنا کرنے سے باطل ہو جاتا ہے اتنا نقص کسی اور فعل حرام سے نہین ہوتا اور اسکے بعد ظلم ہے اگر ایک شخص پر ظلم کیا جائے صرف ایکمرتبہ تو جب تک وہ دل سے معاف نکرے تمام عمر اوسکا اثر زائل نہین ہو سکتا عبادت مین کوئی تاثیر نہوگی اور ظلم مین صرف مار پیٹ نہین داخل ہے بلکہ اگر ناجائز ذریعہ معاش کا ہے تو وہ بھی ظلم ہے چوری کر کے کسی کا مال لیلینا دھوکا دیکر یا زبردستی یا کسی طرح کی بدنیتی سے مثل رشوت وغیرہ کے یہ سب ظلم ہے اگر اس ظلم کا طعام شکم مین جاتا ہے تو یہ ایک سخت حجاب ہے عبادت مین کوئی اثر نہوگا تو ایسا شخص خواہ کتنی ہی عبادت دل و جان سے کرتا ہو جب بھی عارف کامل نہوسکیگا

فصل ۴

حالت عرفان

عرفان کی حالتین حقیقۃً تو سب ایک ہی ہین مگر صورۃً فرق ہے کوئی عارف تو کسی چیز مین ذات اقدس کا مشاہدہ کرتا ہے اور کوئی کسی مین مثلاً بعض فقرا کو لوگون نے حسن پرست دیکھا ہوگا درحقیقت وہ حسن کی صورت مین حقیقت کا مشاہدہ کرتے ہین اور اسی سے اونکو زیادہ دلچسپی ہے چنانچہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے واقعات حسن پرستی کے مشہور ہین کہ وہ اکثر حسین آدمی کو پیار کرلیا کرتے تھے

Marfat.com

مگر عورتین مستثنی کر دی جاتی تھین ایک اور شخص نے جو کہ دنیادار تھا یہی طریقہ اونکی
دیکھا دیکھی اختیار کیا شیخ سعدی رح نے ایک مرتبہ اوسکے سامنے ایک لوہے کے ٹکڑے کو
جو کہ آگ مین سرخ ہو گیا تھا اوسی بے تکلفی سے پکڑ لیا اوسوقت سے اوسکو تنبیہ ہو گئی بات
یہ تھی کہ وہ ذات اقدس کا معائنہ ہر ایک شے مین کر سکتے تھے اور ذات کو اونکی طرف توجہ بھی
تھی اس نسبت اور تعلق کی حالت مین صفات یعنی ظواہر سے تعلق نہین رہتا اور نہ رویت
ظواہر کا افراد سپر مترتب ہوتا ہے اسلیے وہ جل نہین سکتے تھے کیونکہ سوزش اوسکی عالم ظاہر سے
متعلق تھی اور اونکو نسبت و رابطہ اوسکے باطن سے تھا بعض عارف گل و بلبل مین
بعض شمع و پروانہ اور علی ہذا مختلف اشیا مین مشاہدہ کرنے کے عادی ہوتے ہین اور یہ
ایک مناسبت طبعی ہے جسکو جس سے دلچسپی ہو جائے مگر اکمل الکاملین جو لوگ ہین اونکو
ہر ایک شئی یکسان ہے کسی ایک چیز سے مناسبت نہین بلکہ تمام اشیاء جمالی سے یکسان
مناسبت ہے اور اونکی نظر مشاہدہ مثل آفتاب کے روشن ہوتی ہے چنانچہ سب چار رفیق کے
سردار بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رض کا فرمان ہی کہ مین جس شئے کو
دیکھتا ہون اوس سے قبل خدا کو دیکھ لیتا ہون اس سے یہ ظاہر ہے کہ اونکی نظر ہر چیز کے
ملاحظہ کے وقت اول باطن پر پڑتی ہے اوسکے بعد ظاہر پر - اور حضرت علی رض کا مقولہ ہی
کہ وہ خدا کو اپنے ہمراہ چلتا ہوا اور اپنے ساتھ دیکھتا ہوا اور سنتا ہوا وغیرہ وغیرہ دیکھتے ہین
اور وہ بھی اکمل ہے جو اپنے آپ مین مشاہدہ کرے اور یہ معائنہ ایک جامعیت کے ساتھ
ہوگا اوس شخص کے برابر نہین جو ہر چیز مین یکسان طور پر ذات حقیقت کا مشاہدہ کرے مگر
تمام اقسام عارفین سے بہتر ہی اور حقیقۃً سب ایک ہین کیونکہ جسکی نظر حقیقت تک پہونچ
اوسکو ہر ایک شئی کے معائنہ مین وہی کیفیت ہوتی ہی اور ہر ایک ذرہ کے دیکھنے سے اوسے
دیدار حقیقی حاصل ہوتا ہے اور اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ بدون مجاز کے حقیقت کی طرف رسائی
ہوگئی ہے اور یہ نہین ہوا کہ بدون ظاہر کے باطن کا مشاہدہ ہو اگرچہ تصفیہ

Marfat.com

کسی نور کا بحالت مراقبہ مشاہدہ ہو تو وہ نور اگرچہ قالب مین ہو یعنی ظاہر و باطن دونون وجود
ہین مگر ظاہر وہان نہین ہے صرف حقیقت ہی اور یہ حقیقت ظاہر ہی اور حقیقۃ الحقائق اوسکا
باطن ہی بخلاف اسکے کہ اگر وہ نور تجلی رحمانی نہوتا بلکہ شیطانی ہوتا جو کہ دھوکا دینے کے لیے
دکھایا جاتا ہے تو وہ نور ظاہری ہوتا اور اوس نور ظاہری مین حقیقت ہوتی اور اوسکی [illegible]
باطن مین حقیقۃ الحقائق اور گویا یہ ایک ایسی صورت ہے جس مین ایک حجاب زائد ہو گیا [illegible]
ہی اور اس جلالی کو جمالی سمجھنا یہی دھوکا کھانا ہے ورنہ اور کوئی فرق باطن در باطن [illegible]
حقیقۃ الحقائق سب مین یکسان ہے اگرچہ حجاب سب مین ہوتا ہے بغیر حجاب کے اور نہین ہو سکتا
مگر حجاب جلالی کو حجاب جمالی نہ سمجھنا چاہیے اور حجاب جمالی کو جلالی نہ خیال کرنا [illegible]
گمراہی ہے اور اسیکو التباس حق و باطل کہتے ہین مصرع حق مین جو ظاہر ہو پوشیدہ [illegible] باطل [illegible]
مشرک جو بتون کو پوجتے ہین اونپر یہ الزام ہے کہ وہ حقیقت کے منکر ہین اور یہ [illegible]
حقیقت ہے حالانکہ وہ مجاز ہے اور اوسمین پوشیدہ حقیقت ہے اسکو جہالت اور کفر [illegible]
لیکن جو لوگ ان صفات مذمومہ سے بری ہین اونکو اس حقیقت و مجاز کے فرق سے اور ظاہر
و باطن کے فرق سے اطلاع رہتی ہے مثلاً یہ کہ کعبۃ اللہ کو وہ مسجود حقیقی باعتبار [illegible] سمجھتے ہین
اور سنگ اسود کو وہ باعتبار مجاز کے ایسا نہین خیال کرتے ہین [illegible] وہ بوسہ دیا جاتا ہے چنانچہ
حضرت عمر رض نے اسی نصیحت کے واسطے بوسہ دیکر فرمایا کہ [illegible] یہ خیال [illegible]
تجکو عمر بوسہ دیتا ہے مین صرف اسلیے بوسہ دیتا ہون کہ یہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بوسہ دیا ہے اس بات سے حضرت خلیفہ دوم نے مجاز کے شبہ کو رفع [illegible]
اس سے یہ تھا کہ کوئی مجاز قابل پرستش یا عظمت نہین ہے [illegible]
حقیقت نہ کہ مجاز مثلاً اللہ معبود ہے لیکن اسکا مجاز [illegible]
معبود نہین ہین بلکہ وہ ذات اقدس معبود ہے جسکو [illegible]
تعبیر نہین کیا جا سکتا مگر تعلیم بغیر اسکے ممکن نہ تھی [illegible]

Marfat.com

چاہیے کہ ظاہر اور مجاز قابل پرستش نہین اور نہ جلال بلکہ باطن اور جمال اور حقیقت قابل پرستش ہی جس شخص کو اسمین شبہ ہو وہ بزرگون کے کلام اور قرآن و حدیث سے تعلیم لے [illegible] جو کلام مجید مین جابجا ہے اوسکا منشا یہی ہے کہ کہین مجاز اللہ معبود نہو جائے بلکہ وہ ذات جسکا نام اللہ ہے اور جو رحمن و رحیم اور فلان فلان اوصاف رکھتا ہے غرضکہ جملہ صفات حمیدہ سے متصف ہے اب اس سے مجاز کی نفی ہو گئی کیونکہ لفظ اللہ کا مجاز اوسکے حروف ہین اور حروف یہ صفات ہرگز نہین رکھتے بلکہ لفظ اللہ کی حقیقت جو ذات ہے وہی یہ صفات رکھتی ہے تو خدا نے خود ہی تعلیم ایسی دی ہے جس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ لفظ اللہ تک کے مجاز کو یہ قوت و عظمت حاصل نہین ہے کہ وہ پرستش کی جائے چہ جائیکہ اور تمام اشیاء کے مجاز مگر جو لوگ گمراہ ہین وہ بصورت مجازی پرستش کرتے اور کراتے ہین چنانچہ جو لوگ خدائی کا دعوی کرتے ہین اومین اور فرعون مین کوئی فرق نہین ہے بلکہ فرعون کے خیالات مین تو کلام ہی بعض لوگونکا خیال ہے کہ فرعون اپنی جگہ پر اپنے ذہن مین یہ سمجھا تھا کہ وہ واقعی خدا نہین ہے مگر نمرود کی بابت کسیکو کلام نہین ہے کہ وہ خدائی کا مدعی تھا تو یہ ظاہر ہے کہ وہ کافر تھا اور اب جو لوگ فقیری کے مدعی ہین وہ بھی یہی کہتے ہین کہ ہر چیز خدا ہے اور ہم بھی خدا ہین تو انمین اور نمرود مین کوئی فرق نہین ہے دونون کا حشر ایک ہے مگر بخلاف اون لوگونکے جو کہ اپنی حقیقت کو دیکھتے ہین اور حقیقت سے بلکہ اوسکی طرف سے کہتے ہین وہ بالکل صحیح کہتے ہین جیسے کہ مولانا روم اور حضرت بابا فرید اور حضرت شیخ اکبر اور منصور وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین خلاصہ یہ ہے کہ عارفون کی بہت سی صورتین ہین اور گو وہ ظاہری صورت مین علیحدہ علیحدہ ہین مگر حقیقت مین تمام عارف ایک ہین البتہ اون سب کے مدارج مین فرق ہی چنانچہ جو مرتبہ عرفان مین بھی آپکو حاصل ہے وہ کسیکو نہین اور آپکے بعد عرفان صحابہ اور بعہ کا علی ہذا درجہ بدرجہ ہر ایک عارف کو مرتبہ عرفان حاصل ہے اور اسی مرتبہ کے لحاظ سے ہر ایک کی بزرگی اور عظمت زیادہ ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جسقدر صفات کو فنا کر چکا ہی اوسیقدر

ذات سے قربت رکھتا ہے یہانتک اکمل وہ ہے جو وصل ہوا اور پھر اسکے بعد کوئی درجہ
عرفان کا نہین اور یہ درجہ اکمل الکاملین کو ہر وقت حاصل ہے۔ اکثر فقرا ایسے ہین جو بظاہر
عارف کامل ہین مگر مرتبہ عرفان اونکا اللہ ہی جانتا ہے واللہ اعلم

فصل ۵ اقسام عارفان

عارفون کے جسقدر اقسام ہین وہ سب گویا کاملین او خاندان فقرا کے
اقسام ہین اور یہ تو ہم اوپر بیان کرآئے ہین کہ حقیقت مین تمام عارف
ایک ہی ہین مگر ظاہر مین آپس کے قواعد واصول ظاہری مین فرق ہے کیونکہ جس طریقے پر
جو چلا وہ ایک خاص طریقہ ہوگیا گو اصلیت سب کی ایک ہی مصرع مختلف ہین راستے
ہر چند منزل ایک ہے: جسطرح کسی منزل کے راستے بہت سے ہوسکتے ہین اوسیطرح
عارفون کے بھی بہت سے طریقے ہین ان راستون مین کوئی قریب کوئی بعید کوئی شاہراہ
کوئی پگڈنڈی ہے کسیکے اثنا مین دریا ہے کہین پہاڑ یعنی کہین جنگل میدان ہو کا عالم ہے
کہین آبادی ہے غرضکہ مختلف کیفیتین تمام راستون کی ہین جسکو جو راہ مناسب معلوم ہوتی ہے
وہ اوس راہ سے جاتا ہے بہروجہ کوئی راہ ایسی بہتر نہین کہ باقی تمام راہین اوس سے
برابر مین کم ہون اور جو راہین ایسی تھین کہ وہ بالکل ہی بد تر تھین اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے تشریف لاکے بند کردیا اب وہ راستے رہگئے ہین جنمین تھوڑا تھوڑا سا فرق ہے کسی مین کوئی
خوبی ہے کسی مین کوئی مثلاً ایک راہ ایسی ہے کہ بالکل صاف اور سب سے زیادہ بے اندیشہ ہے مگر وہ
بعید بہت ہے اور ایک راہ ایسی ہے کہ وہ قریب ہے مگر خوفناک ہے جسکے پاس جس قدر کہ سامان
ہوتا ہے اوسکی لیے وہی راستہ بہتر ہوتا ہے مثلاً جسکے پاس تمام خوفناک امر سے بچنے کا
انتظام ہے نہ رہزن اوسکو ضرر پہونچا سکتے ہین نہ درندے نہ دریا مین ڈوب سکتا ہے نہ
پہاڑ پر سے گر سکتا ہے اور نہ کانٹون مین اولجھ سکتا ہے نہ راستے کی پیچ [illegible] اوسکو
[illegible] دے سکتی ہین وہ ضرور ہے کہ قریب کے راستے پر جائیگا اور بہت جلد منزل کو پہونچ جائیگا
[illegible] اوسکو دور جانے کی کوئی وجہ نہین ہے گو جو لوگ [illegible] کے پاس [illegible]

انتظام نہین اونکو لازم ہے کہ بالکل سیدھی راہ اختیار کرین جسمین یہ سب اندیشے نہین اور وہ راہ یہی ہے کہ شریعت کی سیدھی راہ پر چلے جائین اسمین کوئی نقص و اندیشہ نہین شریعت کا رہرو کبھی بھٹک نہین سکتا اور جو بھٹکیگا وہ ضرور ہے کہ کسی نہ کسی امر مین شریعت کے خلاف ہوگا چنانچہ جابجا احادیث و کلام خدا مین صاف صاف موجود ہے کہ کلام خدا اور عبادت سے وہی گمراہ ہوسکتا ہے جو فاسق ہے تو اہل فسق کب شریعت کے پیرو ہوسکتے ہین بات یہ ہے کہ جو شخص اعمال زشت کرتے ہین اونکی عقل ناقص ہوجاتی ہی لہذا وہ اکثر غلط سمجھتے ہین اور مفہوم اصلی کلام خدا و رسول کا اونکی ذہن مین نہین آسکتا یہی وجہ ہے کہ لوگ گمراہ ہوجاتے ہین اور عقل کی کمی و زیادتی اسی فسق اور خیر پر منحصر ہے جو شخص کہ ہمیشہ اخلاق الٓہی اور عبادت الٓہی سے متعلق رہیگا اونکی عقل ہمیشہ زیادہ ہوتی جائیگی چنانچہ خدای تعالی نے فرمایا ہے کہ یضل بہ کثیرًا و یھدی بہ کثیرًا و ما یضل بہ الا الفاسقین اس آیہ سے یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا تو اسیطرح تمام طریقے مختلف ہین جسقدر طریقے ہین اوسیقدر اقسام عارفون کے بظاہر ہوسکتے ہین اور اونکا ذکر اہل طریقت کے اقسام مین آچکا ہے یہان مکرر لکھنے کی ضرورت نہین مگر یہان صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ کسی شخص کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اقسام کے اعتبار سے اہل طریقت و معرفت جو علیحدہ علیحدہ ہین اونکے اختلاف سے یہ لازم نہین کہ وہ حقیقتاً جدا جدا ہون کیونکہ منزل تو سبکی ایک ہی ہے راستون کی علیحدگی کوئی مضائقہ نہین اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام راستون مین رہنما ہین یا یون کہیے کہ ان سب راستون کے آگے ایک مقام ایسا ہے جہان سب مسافر یکجا ہوجاتے ہین اور وہ ان راستون کے بہت آگے ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ طریقت جبتک نہ ختم ہو اوسوقت تک راستون مین اختلاف رہتا ہے لیکن جہان سے حقیقت کی منزل شروع ہوتی ہے وہان سب مسافر یکجا ہوجاتے ہین اور وہ ایک میدان وسیع ہے کوئی اوسمین بہت آگے ہے اور کوئی پیچھے اور اوس میدان کا

غرض اسقدر ہے کہ ہرایک مسافراپنے دہنے اور بائین طرف ہمسفر تکو بشکل دیکھ سکتا ہی
حالانکہ وہ اوسکے بالکل برابر ہین اس میدان مین خاص رہنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
دست قدرت سے ہوتی ہے اگر کوئی چاہے کہ اونکے سایہ سے بچ کے نکلجائے تو وہ اس
میدان حقیقت سے خارج ہوگا وہ کوئی اور ہی مقام ہوگا جہان آپ رہنما نہون گے اور
یقینا وہ گمراہی کا میدان ہے کیونکہ ان تمام راستون کے بعد یعنی طریقت کے ختم ہونے پر
جو منزل ملتی ہے وہ حقیقت کی ہے اور حقیقت کی منزل پروہی پہونچیگا جو کہ طریقت کے
تمام راہون مین سے کسی ایک راہ پر چلکر آیا ہو اور ان سب طریقون مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہرجگہ موجود ہین لیکن جو راستے ان طرق کے خلاف ہین اونمین نہ آنحضرت رہنما ہین
نہ وہ منزل مقصود کو پہونچ سکتا ہے تو اسیواسطے کہا ہے کہ خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید گویا یہ شناخت ہے کہ جس راہ مین مسافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے تعلق نرکھے وہ راہ گمراہی کی ہے حقیقت سے اوسکو بیت دور ہے مگر بعض راستے
ایسے ہین کہ اونمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر شریک ہین اور بعض مین بہ باطن موجود ہین
مثلاً قادری اور نقشبندی وغیرہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ظاہری ہی ہے اور
فرقۂ چشتیہ وبلاقیہ وغیرہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باطنا شریک ہین اور ظاہر یا باطن
موجود ہونے کے یہ معنی ہین کہ بطور تغلیب ایک نسبت کے ظہور نے دوسرے نسبت کو مخفی
کردیا ہے ورنہ ظاہر کا بے باطن کے اور باطن کا بغیر ظاہر کے پایا جانا محال ہے پس ہر طریقہ
بوسیلۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موصل الی اللہ ہے کوئی کسی طرح سے کوئی کسی طرح
الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق کے یہی معنی ہین یہان پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے اور وہ یہ
اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایک طریقہ دوسرے طریقے کے بظاہر مخالف معلوم ہوتا ہو لوگ دیکھنے والیکو
حیرت ہوتی ہے کہ انمین سے کسکو وہ اختیار کرے کیونکہ یا ایک حق ہوگا یا دوسرا تو اسکا جواب
یہ ہے کہ حقیقت سے کوئی شئے باہر نہین ہے اگرچہ راہین مختلف ہین مگر سب کا منتہی ایک ہی ہے

Marfat.com

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اور ایک دوسری جگہ ہے واللہ علی کل شئ محیط اسکو مثال مین یون سمجھنا چاہیے کہ کچھ مسافر ہین جو چارون جہات مین پھیلے ہوے ہین اونکا گھر ایک ہی شہر مین ہے اور وہ سب اس غرض سے اپنے گھر کو آنا چاہتے ہین بس کوئی پورب کے سمت سے کوئی پچھم کی جانب سے کوئی اور رخ سے اور کوئی دکھن کیطرف سے تو اگرچہ اون سب کے رخ مختلف ہین مگر وہ سب اوسی شہر مین پہونچین گے جہان اونکا گھر ہے۔ لہذا جسقدر اختلافات طرق مین وہ سب ایک ہی مقام کو پہونچین گے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ جسطرف انسان جائیگا وہین پہونچے گا ایک طرح سے یہ غلط ہے کیونکہ پہونچیگا تو ضرور اوسکے پاس مگر کوئی اوسکی رضا کی منزل پر پہونچیگا اور کوئی اوسکی نارضامندی کی منزل پر ظاہر ہے یہ کوئی مقصود اپنا نہین کہتا کہ ناخوشی کے قریب پہونچے تو ایسا نہین کہ جو شخص جدھر منہ اوٹھا کے چل کھڑا ہو وہ اوس تک پہونچے بلکہ جسکا مکان شرق کیجانب ہو وہ اگر مغرب کی طرف روانہ ہوگا تو اپنی منزل سے دور ہو جائیگا۔ ہر دو مثالین مکرر اسلیے پیش کین ہین کہ اگر اوس مرتبہ سمجھ مین نہ آیا ہو تو اب سمجھ جائے اور اگر اب بھی نہ سمجھے تو اوس سے خدا سمجھے یا وہ خدا کو سمجھے۔

فصل
منتہاے عرفان

عرفان کا منتہا تو کچھ نہین ہے کیونکہ یہ ایک بحر ناپیداکنار ہے اسکا ایک کنارہ تو غیر ممکن ہے کہ وہ معرفت ناقصہ کے بعد حاصل ہوتا ہے مگر دوسرا کنارہ اس کا نہین ہے کہین اسکا خاتمہ نہین صرف اسقدر سمجھ لینا چاہیے کہ جو شخص بحر حقیقت مین غرق ہے وہ واصل الی اللہ ہوا اور جو واصل ہی اوسکو نہایت و بدایت نہین ہے اور اب اوسکو کہین جانا بھی نہین ہے لہذا اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ حقیقت کے بعد کوئی درجہ نہین اب جو اہل حقیقت ہین وہ عارف کامل ہین اور یہ درجہ عرفان وہ ہے جسکے بعد کوئی مرتبہ عرفان کا نہین ہے۔

اس مقام پر ایک ضروری بات عرفان و حقیقت کی بیان کر دینا لازم ہے وہ یہ کہ اہل تصوف نے ان مسائل سلوک کے یہ درجات جو قائم کیے ہین لوگوں کی ترتیب اسطرح پر ہے

Marfat.com

کہ اول شریعت بعدہ طریقت پھر معرفت پھر حقیقت اس ترتیب مین اونھون نے معرفت سے
مراد معرفت ناقص لی ہے یعنی وہ معرفت جو کہ بدون علم حقیقت کے حاصل ہو اوسکے بعد
حقیقت ہے کہ جب حقیقت کا علم ہو تو اوسکی کوئی انتہا نہین ہے مگر اس عاجز نے معرفت سے
مراد معرفت کامل لی ہے اور یہ وہ معرفت ہے جو کہ بعد علم حقیقت کے حاصل ہو اسیلیے اسکا
درجہ بعد حقیقت مین نے رکھا ہے اگرچہ یہ ترتیب قریب قریب جمہور صوفیہ کے خلاف ہے
مگر اصل یہ ہے کہ اگر معرفت سے مراد معرفت کامل لیجائے تو وہ معرفت کسی منزل سے نیچی
نہین ہوسکتی اسی مجبوری نے مجکو اس ترتیب کیلیے مجبور کیا اب مین اس کتاب کو
ختم کرتا ہون اور یہ کتاب مین نے صرف اسی لیے لکھی ہے کہ

خاتمہ

اہل اسلام کو اسطرف بھی توجہ ہو کہ اصلی مقصود شریعت کا کیا ہے محض ظاہر شریعت سے
تعلق رکھنا کچھ کام نہ آئیگا اور اگر باطنی توجہ اس جانب ہوگی تو وہ تمام مقاصد حل ہو جائنگے
جنکی ضرورت آج تمام اہل اسلام کو ہے اور جنکے ترک ہو جانے سے اسلام زوال پذیر ہے
عام لوگون نے شریعت کی طرف سے اپنے خیال کو جدا کرلیا ہے اور صرف کھانے کمانے کو
اپنا منزل مقصود ٹھیرالیا ہے اور جو لوگ اہل علم ہین اونھون نے صرف ظاہری علوم پر
اکتفا کی ہے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کسی طرح کی قوت بغیر باطنی قوتون کی مدد کے حاصل
نہین ہوسکتی جن لوگون کو تصوف کا شوق ہے ہمکو خیالًا اس کتاب سے فائدہ پہونچیگا
اور جو لوگ اسکے فوائد سے ناواقف ہین انشاءاللہ تعالی اوسکو واقفیت ہوگی
اس کتاب سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جو لوگ جھوٹے صوفی بنگئے ہین اور انسان نما
شیطان ہین اونکی شناخت اسکے ذریعہ سے ضرور ہو جائیگی امید ہے کہ اس کتاب کے
مطالعہ کے بعد پھر کوئی شخص ایسے جھوٹے فقیرون سے دھوکا نہ کھائیگا اور یہ بھی
یاد رکھنا چاہیے کہ جو شخص محض ظاہر پرست ہے وہ خدا کے حضور سے دور ہوگیا

Marfat.com

اور اپنے مقصود کو فوت کردینا چاہتا ہے اوسکی دنیا اور دین دونوں مین خرابی ہے کیونکہ حدیث
احببت ان اعرف ہے خداوند تعالی کو خاص مقصود اپنا عرفان ہے اور اگر ہمنے عرفان کی
کوشش نہ کی تو گویا اوسکے پیرو نہوے اگرچہ خداے تعالی کی نسبت یہ ضرور ہے کہ
ان اللہ غنی عن العالمین مگر کسی کا اوس سے ناواقف رہنا ایسا ہے جیسا کہ غلام اپنے
مالک کو پہچانتا نہو یہ دائرۂ عبودیت سے خارج ہے کہ اپنے معبود کا عارف نہو ہر شخص کو اپنے
حسب حیثیت خدا کا عرفان حاصل کرنا چاہیے اور اس سے ہمارا یہ مطلب نہین کہ عرفان کا
حصول اسطرح کیا جائے کہ تمام دنیا و مافیہا ترک کردیجائے کیونکہ اسکی ممانعت ہے لا رہبانیۃ
فی الاسلام مگر اوسکی طرف سے بالکل غافل اور ناواقف محض رہنا خدا سے مخالف ہوجانا ہے
بعد ازین خدا سے دعا کرتا ہون کہ وہ میرے ان تمام مقاصد مین مجھکو کامیاب کرے اور اپنے
کلام اور اپنے حبیب کے صدقے مین میری اس کتاب کو مقبول کرے اہل تصوف سے آخر مین
میری یہ گذارش ہے کہ کچھ امور مین نے عمداً اور مصلحتاً مخفی رکھے ہین کیونکہ مبتدی کیلیے اوسکا علم
حجاب الاکبر ہوجائیگا اور اسکا علم ہمیشہ مضر ثابت ہوا ہے لیکن آیندہ جو کچھ لکھونگا اوسمین ضرور
اس سے زیادہ وضاحت ہوجائیگی اسیطرح امید ہے کہ تمام حقائق جو کہ صرف میری ناقص علم مین
ہین اور جنکا بیان ممکن ہے انشاء اللہ تعالی قلمبند ہوجائینگے اگر کسی شخص کو اس کتاب مین کوئی
نقص معلوم ہو تو اوسکی پردہ پوشی فرمائین کیونکہ مین اس مرتبہ کا شخص نہین ہون کہ جو کچھ لکھون وہ
صحیح ہو میری غلطی اپنی صفات کریمانہ اور اخلاق کیوجہ سے معاف فرمائین اور جن صاحب کی سمجھ مین
کوئی بات نہ آئے تو وہ مجھکو تحریر فرمائین انشاء اللہ تعالی اونکی تشفی ہوجائیگی والسلام علی من اتبع الہدی

اعلان واضح ہو کہ کتاب لاجواب اسرار حقیقت معروف بہ بوستان معرفت مصنفہ مولانا ابو العلا سید سعید احمد صاحب
ناطق واسطے شائقین تصوف کے عاجز نے چھپوائی اور حق تصنیف بھی مصنف سے خرید لیا ہے لہذا اطلاع دیجاتی ہے
اگر کوئی تاجر یا صاحب مطبع اسکے چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نفرمائین جسقدر نسخے مطلوب ہون عاجز سے طلب فرمائین

ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۰ھ	المشتہر محمد حافظ خان تاجر کتب چوک لکھنؤ	ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء